The Teaching of
Hazarat Muhammad

By

The Late Allama Immad-ud-Din Lahiz

تعلیمِ محمدیؐ

مصنفه

مرحوم علامه مولوی عماد الدین لاہز

نے فائدہ عام کے لئے لکھا اورکرسچین نولج سوسائٹی

نے

1880

میں وکیل ہندوستان پریس امرتسر نے چھپوایا

www.muhammadanism.org

(Urdu)

فہرست مضامین تعلیمِ محمدی

تیسرا باب
معاملات محمدیہ کے بیان میں

چوتھا باب

قصائیص محمدیہ کے بیان میں

تمام شد

تعلیم محمدی

دیباچہ

خدا تعالیٰ کی حمدو ثناء اورشکر کے بعد ناظرین کتاب ہذا کی خدمت میں بندہ کمترین عماد الدین لا ہز عرض پرداز ہے۔ کہ دنیا میں ہر بُرا بھلا آدمی اپنے افعا ل واقوال سے ثابت ہوا کرتا ہے اس کے سوا اورکوئی قاعدہ بُرے بھلے آدمی کے پہچاننے کا ہمیں معلوم نہیں ہے۔

محمد صاحب کا من جانب اللہ نبی ہونا یا نہ ہونا بھی اسی قاعدہ سے دریافت ہوسکتا ہے جیسے کہ انبیاء سلف کا من جانب اللہ ہونا اوردوسرے معلموں کا جو بائبل مقدس سے الگ ہیں من جانب اللہ نہ ہونا بھی اسی قاعدہ سے ثابت کیا جاتا ہے۔

اس کتاب کے پہلے حصہ میں جس کا نام تواریخ محمدی (جو ہماری ویب سائٹ پر دستیاب ہے) ہے جو ناظرین پر محمد صاحب کے افعال ظاہر ہوچکے ہیں کہ وہ کام خدا کے پیغمبروں کو لائق نہیں ہیں ۔ اس کتاب میں جس کا نام تعلیم محمدی ہے جو تلخیص الا حادیث کا دوسرا حصہ ہے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کا بیان کرتا ہے۔

میری یہ غرض ہرگزنہیں ہے کہ کسی کو دکھ پہنچاؤں یا کسی کی اہانت کروں مگر چونکہ میں نے خوب معلوم کرلیا ہے کہ صرف بائبل ہی خدا کا کلام ہے اوربائبل ہی والے پیغمبر خدا کے رسول ہیں انہی ہی کی اطاعت سے شفاعت دارین حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے میں اس کلام کا منادہوں اورسب لوگوں کو خدا کے پاک کلام کی طرف بلانا چاہتا ہوں پر اہل اسلام جومیرے قدیمی بھائی ہیں محمد صاحب کو خدا کا نبی اوراس کی تعلیم کو الہیٰ تعلیم بغیر فکر کئے جان بیٹھے ہیں ۔ اسلئے واجب ہے کہ انہیں خبردارکیا جائے یہ تعلیم محمدی اللہ کی طرف سے نہیں ہے اور ہم جو اسے اللہ کی طرف سے نہیں جانتے ہیں اس کا کیا سبب ہے پس یہ سب تالیف اور تصنیف میری محض خیر خواہی اور دوستی ومحبت کے لئے ہے نہ کسی کی تکلیف کے لئے پر اگرحق بات کہنے سے کوئی ناراض ہو تو خیرمیں معذورہوں۔

مقدمه

تعلیم کے اقسام اوراُن کی تعریفات کے بیان میں

میں دیکھتا ہوں که اکثر تعلیم یافته لوگ بھی عمده تعلیم کے معنوں سے کم واقف ہیں اوراس لئے بھی انہیں حق بات کا دریافت کرنا مشکل ہے بلکه وه یوں بھی کہتے ہیں که ہر تعلیم کی عمدیت اس کے اہل کی مزاج اورسمیات پر موقوف ہے مثلاً گاؤکشی اس وقت کے ہنود کے سامنے بُری تعلیم ہے اوردوسرے لوگوں کےلئے کچھ بُری بات نہیں بلکه مباح امر ہے۔

اوربعض ہیں جو اس امر میں کچھ فکر ہی نہیں کرتے بلکه ابائی تقلید کے سبب سے انہیں اپنے مرشدوں کی بُری باتیں بھی اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ غرض که عمده تعلیم کی تعریف بتلانا نہایت ضروری بات ہے اوراس پر فکرکرنا بھی سب حق پرستوں پر فرض عین ہے۔ اچھی تعلیم سچے نبی کا ایک بڑا نشان ہے یہاں تک که معجزات اورپیشیگوئیاں بھی اگرکوئی کرے اور فرشتوں کیسا چال چلن بھی بناکردکھلادے اوردعویٰ رسالت کا کرے مگراس کی تعلیم میں نقصان ہو یا اسکی تعلیم عمده تعلیم کی تعریف سے خارج ہو تو وه آدمی پیغمبر خدا کا ہونا عقلاً محال ہے اوراس کا قبول کرنا گمراہی میں پڑنا ہے ۔ اسلئے میں عرض کرتا ہوں که معلم وه ہے جوکسی بات کی تعلیم اپنے قول یا فعل سے دے۔

تعلیم وه بات ہے جوکسی معلم نے سکھلائی خواه خیال ہو یا رسم ودستور۔ وغیره ہمارے خیال کی آنکھیں دنیا میں چارقسم کی تعلیمیں دیکھتی ہیں جہلی وعقلی نفسانی وروحانی۔

(۱۔) تعلیم جہلی وه تعلیم ہے جو صحیح اورکشاده عقل کے خلاف ہو یا اُس میں نادانی کی آمیزش ہو اورعقل صحیح کی روشنی اُس کی تاریکی دکھلاسکے جیسے بُت پرستی اور قبرپرستی اورنادانی کے عقیدے وغیره۔

(۲۔) تعلیم عقلی وه تعلیم ہے جو آدمی کی عقل کے موافق ہوتی ہے اوریه تعلیم پہلی تعلیم سے بہتر ہے مگرکافی نہیں ہے۔ امکان غلطی کے جہت سے اوراس سبب سے که بنی آدم کی عقلیں مدارج مختلف رکھتی ہیں اورگھٹتی وبھڑتی بھی ہیں۔ واضح رہے که عقل سے مراد یہاں اُن خیالات کا خزانه ہے جو آدمی ذہن میں جمع کرتے ہیں پر وه عقل جو روح کی صفت یا

استعداور وحی ہے جسے روح کی آنکھ کہنا چاہیے اس کی ہدائیتیں البتہ مفید ہیں توبھی جب آدمی کی عقل بالائی روشنی عینی آفتاب صداقت سے منور ہوکر فکر کرتی ہے تو آدمی درست سوچتا ہے پر جب ذہن کےکھوٹے کہرے مقدمات کی آمیزش سے وہ کام میں لائی جاتی ہے تواُس میں بھی غلطی کا امکان ہے بلکہ آج تک چارطرف غلطیاں صاف نظر آتی ہیں۔

(۳۔) تعلیم نفسانی ہے یہ وہ تعلیم ہے جو نفس کی خواہشوں کے موافق دیجاتی ہے بعض معلم اپنے نفس کی خواہشوں کے مغلوب ہیں اورہر آدمی کا نفس شہوت پرستی اورعیاشی اورجسمانی لطف اورغروراورحکومت اورغلبہ کا طالب ہے اورروح کی خواہشیں ضرورجسم کی خواہشوں کے خلاف ہیں ہرآدمی پر عقلاً واجب ہے کہ نفس کی خواہشوں کو مارے اورروح کی خواہشوں کی تکمیل کا فکر کرے پر بعض معلم نفس کے مغلوب ہیں اورانہوں نے اپنے نفس کی خواہشوں کو حتی المقدورپورا بھی کیا ہے او رویسی ہی تعلیم بھی دی ہےاگرچہ اپنی نفسانی تعلیم پر کہیں کہیں عقلی تعلیم کا ملمع بھی چڑھا یا ہے تاکہ نادانوں کو پھیلادیں توبھی ان کی تعلیم صاف ظاہر ہے یہ تعلیم سب تعلیمات سے زیادہ ترمفرُ ہے۔

(۴۔) تعلیم روحانی ہے یہ وہ تعلیم ہے جوآدمی کی روح کی اصل استعد دا اوراسکی سب عمدہ خواہشوں سے علاقہ رکھتی ہے۔

توضیح اس کی یوں ہے کہ انسانی روح عالم تجرد کا ایک لطیف جوہرہے عالم اجسام کی ترکیب سے متولد نہیں ہے چنانچہ اس کی خصائص سے ظاہر ہے اوراس کے خصائص ایسے ہیں کہ اس جہان کی چیزوں سے تکمیل نہیں پاسکتے مثلاً وہ خوشی کی طالب ہے اوراس جہان کی کوئی چیزیاکل جہان اُس کی خوشی کو پورانہیں کرسکتا مگرصرف عالم بالا کی خوشی سے اس کی سیری ہوتی ہے اسی طرح وہ انصاف دوست ہے اوربے انصافی سے اس میں ایذا پہنچتی ہے اورکامل انصاف کی اُمدی اُسی خدا میں ہے ۔ پروہ اس وقت مقام خوف میں آپ کو دیکھتی ہے جب تک اُسے خدا تسلی نہ دے اس کا خوف دورنہیں ہوسکتا ۔ اسی طرح اُس کے اور۔ اورخصائیص بھی

ہیں پس جو تعلیم اس کی تشنگی کو بجھادے اوراس کے سوالوں کا جواب دے ایسا کہ اس کی تسکین ہوئے اُس تعلیم کو ہم تعلیم روحانی کہتے ہیں اوریہ بھی واضح رہے کہ عقلی تعلیم اگرچہ ایسی ہے کہ بعض اُمورمیں جہاں تک عقل کی رسائی ہے ایسی ہدائیتیں ملتی ہیں کہ کسی قدرروح تسلی پاسکتی ہے پر روح کی اُن خواہشوں کی تکمیل جواس جہان سے علاقہ نہیں رکھتی ہیں عقلی تعلیم سے ہرگز نہیں ہوسکتی ہے اور روح انسانی میں ایک اورہی قسم کا تعلق ہے جس سے وہ اپنے دیس کی باتوں کو پرکھتی ہے اسی لئے سیدنا مسیح نے یوں فرمایا ہے (یوحنا ۷: ۱۷) جو کوئی خدا کی مرضی پر چلنا چاہے وہ اس تعلیم کی بابت سمجھ جائیگا کہ کیا خدا سے ہے یا میں اپنی کہتا ہوں ۔ یعنی جس آدمی کی روح کا تعلق زنگ خوردہ نہیں ہے بلکہ حقیقی خوشی کی اُنگ اس میں زندہ ہے وہ اس روحانی تعلیم کو جو میں دیتا ہوں سمجھ سکتا ہے کہ یہ باتیں انسانی عقل کی تصنیف سے نہیں ہیں اللہ سے ہیں۔

پس بیان بالا کے بعد معلوم کرنا چاہیے کہ دین کی سچائی کےلئے یہ چوتھی قسم کی تعلیم مطلوب ہے اورجب ہم یوں کہتے ہیں کہ صرف بائبل مقدس ہی کی تعلیم عمدہ ہے اورسب جہان کی تعلیمات دین کے مقابلہ میں اس کے سامنے ہیچ ہیں توہمارایہی مطلب ہے کہ صرف بائبل مقدس ہی کی تعلیم روحانی ہے اورچونکہ روحانی تعلیم عقل سے تولد نہیں ہوسکتی ہے اورنہ انسان کے روح سے پیدا ہوسکتی ہے اگرچہ امراض روحانی کا معالجہ ہے پس وہ الہیٰ الہام سے ہوتی ہے پس الہام کی شناخت کےلئے روحانی تعلیم کا ہونا پوری اورکامل شرط ہے جو معجزے اورپیشینگوئیاں اورمعلم کی خوش چلنی یہ سب دوسرے قسم کی مہریں ہیں خدا سے اگرہم ایک اشرفی ہاتھ میں لے کر دریافت کرنا چاہیں کہ یہ کھوٹی ہے یاکھری تواس کے سونے کا کھرا ہونا دریافت کرنا پہلی بات ہے اوراس کے سکہ اورچھرہ پر فکر کرنا دوسری بات ہے اگراس کا سب کچھ درست ہے تو وہ صحیح ہے پر ہوسکتا ہے کہ کھوٹے سونے پر کوئی جعلساز بادشاہ کا چھڑہ اور سکہ لگادے اورآپ دیانتدار جوہری ظاہر ہوکے لوگوں کو فریب دے اسلئے بھائیو تعلیم کی عمدیت کا دیکھنا پہلے ضرورہے۔

اب میں صاف کہتا ہوں کہ ہم محمد صاحب کی تعلیم کو عمدہ نہیں پاتے ہیں۔ اگر محمد صاحب کی تعلیم خدا سے ہوتی ہے تو میں اپنے پیارے مسلمان رشتہ داروں کو اوراپنے قومی آرام کو چھوڑکر اس عیسائیوں کی حقیر جماعت میں جہاں صدہا قسم کے دکھ بھی اٹھارہا ہوں ہرگزشامل نہ ہوتا میں خوب جان گیاکہ صرف عیسائی دین خدا سے ہے اس لئے سب کچھ اس کے واسطے سہنے کو حاضر ہوں تاکہ خدا کے سامنے مقبول ٹھہروں۔

جب میں نے محمد صاحب کی تعلیم پر فکرکیا توتین قسم کی تعلیم اُن کی پائی کچھ تعلیم ناواقفی سے علاقہ رکھتی ہے مثلاً حضرت عیسیٰ کی والدہ مریم کو عمران پدرموسیٰ کے بیٹے اورہارون کی بہن بتلانا وغیرہ اورکچھ باتیں صرف عقل سے علاقہ رکھتی ہیں مثلاً حزب بما لدلھیم فرحون ہر فرقہ اپنی حالت میں خوش ہے وغیرہ اورکچھ باتیں نفسانی خواہشوں سے علاقہ رکھتی ہیں مثلاً عورتوں کا بے نہائت تعشق وغیرہ اوریہ تین قسم کی تعلیم اُن کی بہت کثرت سے ہے۔ مگر چونکہ وہ بھی انسان تھے اوراُن میں بھی انسانی روح تھی جس کے واقعی خصائیص عمدہ ہیں اس کی کشش سے اوراس دعوے کےلحاظ سےجوانہوں نے حصول دنیا کے لئے کیا تھا انہیں ضرور تھاکہ کچھ باتیں روحانی بھی بولیں سوانہوں نے خدا کی کلام سے بعض عمدہ باتیں بھی نصرانی غلاموں کے وسیلہ سے معلوم کرکے قرآن میں بولی ہیں اور چونکہ الہیٰ روح اس معاملہ میں اُن کی رہبرنہ تھی صرف انسانی عقل سے یہ انتظام تھا اس لئے اُن مضامین کی نقل کرنے میں اورترتیب دینے میں اورنتائج نکالنے میں جگہ جگہ انہوں نے بہت ہی دھوکے کھائے ہیں اوربہت باتیں غلط طورپر سنائی ہیں اس کے سوا وہ عمدہ مغز روحانی باتوں کے جو روح انسانی کی تسلی کا باعث ہیں اوروہ خدا ہی کی مدد سے سمجھے بھی جاتے ہیں انہوں نے ہرگز نہیں سمجھے اس لئے وہ عمدہ باتیں بھی جو کلامِ الہیٰ سے اُنہوں نے انتخاب کی ہیں وہ بھی اُن کے قرآن میں آکر روح کے لئے تسلی بخش نہ رہیں کیونکہ کہیں کہیں سے ٹکڑے اڑائے ہوئے مفید نہیں ہوسکتے ہیں۔ اوریہ بات تو خوب ظاہر ہے کہ ہرجسمانی معلم اوروہ جو دھوکا دیتا ہے کبھی دنیا میں نہیں دیکھا گیا کہ یہ سب کچھ غلط ہی بولے ہاں

ایسے معلم غلط اور صحیح باتیں ملا کر بولا کرتے ہیں اگر وہ سب کچھ غلط بولیں تو کون ان کی سنیگا۔ اوریہ بات بھی مسلم ہے کہ جب کوئی دنیاوی عقلمند تعلیم دیتا ہے تو اس کی وہ سب باتیں جو عقلاً صحیح ہیں قبول ہوتی ہیں اورجہاں پر اس کی غلطی ظاہر ہوتی ہے وہ بات چھوڑی جاتی ہے اس لئے کہ وہ انسانی عقل سے بولتا ہے اورانسان ہے اس لئے اپنی بھول پر بہت ملامت کے لائق نہیں ہے پر جوشخص دعویٰ نبوت کے ساتھ تعلیم دے اورکہے کہ خدا سے پاکر تمہیں سکھلاتا ہوں اسکی تعلیم میں سب کچھ صحیح ہوناچاہیے اگراس کی تعلیم میں تھوڑی سی بھی غلطی ظاہر ہو تو وہ معلم خدا کی طرف سے نہیں ہے مگر محمد صاحب کی تعلیم میں تو نہ صرف تھوڑیسے غلطی مگر بہت سی غلطی اورتھوڑی سی صحت ہے اوراس تھوڑی سی صحت کا ماخذ بھی معلوم ہے جو کامل صحت اپنے اندر رکھتا ہے اس لئے محمد صاحب کی نبوت کا انکارکرنا فرض عین ہے اورکلام الہیٰ کی تصدیق کرنا نہایت ضروری بات ہے۔

ایک بات اوربھی ناظرین کتاب ہذا کو یاد رکھنا چاہئیے کہ وہ یہ ہے کہ دنیا میں آدمیوں نے سب باتوں پر اعتراض کئے ہیں راستی پر بھی اعتراض ہوئے ہیں اورناراستی پر بھی اعتراض ہوئے ہیں یہاں تک کہ خدا کی ذات پاک کو بھی آدمیوں نے بغیر اعتراضوں کے نہیں چھوڑا پس کسی بات کو صرف اعتراضوں ہی کودیکھ کر ہم نہیں چھوڑسکتے۔ کیونکہ شائد اعتراض غلط ہوں اورکسی نے نادانی سے یا تعصب سے اعتراض کئے ہوں اسلئے واجب ہے کہ اُن اعتراضوں کے جوابوں پر پہلے غورکیا جائے اگر روح گواہی دے کہ جواب صحیح ہیں اوراعتراض غلط ہیں تو اُن اعتراضوں کی ہم کچھ پروا ہ نہیں کرتے اوراگر اعتراض صحیح ہیں اورجواب غلط ہیں تو معترض سچا ہے دیکھو بائبل پر بھی ہزارہا اعتراض لوگوں نے کئے ہیں پر اُن کے ایسے شافی جواب موجود ہیں جو اعتراضوں کو فی الحقیقت اڑادیتے ہیں مگر قرآن اور تعلیم محمدی اورنبوت محمدی پر جو اعتراض ہوئے ہیں ناظرین کو چاہیے کہ علماء محمدیہ کی تصنیفات میں اُن کے جوابوں کودیکھیں اوراُن سے ان اعتراضوں کی بابت بات چیت بھی

کریں انہیں خودہی معلم ہوجائیگا کہ اعتراض صحیح ہیں اور
جواب غلط ہیں دیکھو مولوی رحمت اللہ صاحب نے اور
حافظ ولی اللہ لاہوری نے اوردہلی کے امام صاحب نے اور
آگرہ کے مولوی سید محمد صاحب نے اورلکھنو کے مجتہد
صاحب نے اور، اورلوگوں نے بھی عیسائیوں کے جواب میں
کیا کیا کچھ لکھا ہے ناظرین آپ ہی انصاف سے کہہ سکتے ہیں کہ
کیا حقیقت میں عیسائیوں کےلئے جواب ہوگئے ہیں ہرگز
نہیں ہم توبہت خوش ہیں کہ لوگ اُن کی کتابوں کو ہماری
کتابوں کے ساتھ ملا کر پڑھیں اورانصاف کریں کہ حق کدھر
ہے۔ اب میں محمد صاحب کی تعلیم دکھلانا چاہتا ہوں اوریہ ان
کی تعلیم چار قسم پر منقسم ہے عقائد اورعبادات اور
معاملات اورقصص اس لئے اس کتاب میں چارباب مقرر
ہوتے ہیں اوران کی تعلیم کی سب ضروری باتوں کا ذکر آتا ہے
تاکہ ناظرین پوری مسلمانی سے واقف ہوں کہ کیا ہے۔

پہلا باب

عقائد اسلامیہ کے بیان میں

عربی زبان میں عقیدہ کےمعنی ہیں گروہ لگائی ہوئی
انسان پر واجب ہے کہ صحیح خیالات کے ساتھ اپنے روح کو
باندھے اوروہ باتیں جن کے ساتھ روح باندھی جاتی ہے عقائد
کہلاتے ہیں اوریہ عقائد ساری دینداری کی جڑ ہوتے ہیں
چاہیے کہ اُن باتوں کے ساتھ روح کی بندش ہوجو قائم ودایم
اورسچائی کی ہیں کیونکہ ایک وقت آئیگاکہ سب بطلان دفع
ہونگے وہ سچائی جو خدا سے اورخدا کی ذات میں ابد تک قائم
ہے وہی باقی رہیگی ۔ پس ضرور ہے کہ آدمی کی روح سچائی کی
طرف ہمیشہ تاکتی رہتی ہے بلکہ اس کے ساتھ کچھ پیوستگی
حاصل کرے تاکہ جب قہر الہیٰ کا طوفان تمام بطلان کے
برباد کرنے کو زور مارتے توہماری روحیں اُس سچائی کے
ستون کو پکڑے ہوئے قائم رہیں۔ اسی واسطے ہردین مذہب
کا معلم کچھ عقائد اپنے شاگردوں کو سکھلایا کرتا ہے محمد
صاحب نے بھی کچھ عقیدے سکھلائے ہیں مگر اہل اسلام کی

کتُب عقائد دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ صرف چند ضروری باتیں وہاں مذکور ہیں جو خدا کی نسبت اورمحمد صاحب کی نسبت اوردیگر انبیاء اورکتُب انبیاء اورقیامت اور دوزخ بہشت کی نسبت ہیں باقی اوربیان جو وہاں ہیں وہ توجہ کے لائق نہیں ہیں مثلاً خلیفہ اوّل کون ہے علی یا ابوبکر یہ بات عقلاً کچھ علاقہ ایمان سے نہیں رکھتی ہے۔ اسی طرح یہ کہ یزید کا فر تھا یا مسلمان۔ یا جب حضرت علی عائشہ سے لڑے تھے تو جانبین میں سے کس کے مرُدے دوزخ میں اورکس کے مرُدے بہشت میں گئے تھے ایسی ایسی باتیں ان اہل اسلام کے سب فرقوں میں جدی جدی ملتی ہیں۔ مگر میں ضروری باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

فصل اوّل

ایمان کے بیان میں

ایمان ساری دینداری کی بنیاد ہے مگر یہ ایمان دنیا میں سب فرقوں میں مختلف ہیں اس لئے صحیح ایمان حاصل کرنا ہر آدمی کا فرض عین ہے محمد صاحب قرآن میں فرماتے ہیں کہ ایمان اوراعمال سے آدمی نجات پائیگا چنانچہ لکھا ہے والشرالذین امنووعملو الصالحات ان لھم جناۃ تجری من تحتھا الانہار خوشخبری سنادی اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اورنیک کام کئے اُن کے لئے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

اورایمان کے معنی محمد صاحب کی اصطلاح میں یہ ہیں کہ کلمہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کا زبان سے اقرار اوردل سے یقین ہوئے یعنی وحدت الہیٰ اوررسالت محمدی کا یقین اور اقرار ایمان ہے اورنیک اعمال یہ ہیں کہ بعد ایمان کے آدمی قرآن اور حدیث کے حکموں پر چلے اوراس کی ہدائیتوں کے موافق کام کرے ایسا آدمی نجات پائے گا اورایسے ہی کو نجات کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔

علماء محمدیہ میں اختلاف ہے کہ اعمال نیک ایمان میں شامل ہیں یا ایمان سے خارج ہیں۔ محمد صاحب نے بھی کبھی اعمال کو ایمان سے خارج کرکے بیان کیا ہے اورکبھی شامل کرکے دکھلایا ہے۔ لیکن اس بات پر حضرت کا زور ہے کہ اعمال ایمان سے خارج ہیں اورایمان اوربات ہے اوراعمال اوربات ہے۔

مشکوات کتاب الایمان میں بخاری ومسلم کی متفق علیه ایک حدیث ابی ذر سے یوں لکھی ہے ابی ذر کہتا ہے کہ میں حضرت کے پاس آیا اُس وقت سفید چادر اوڑھے سوتے تھے تب میں واپس چلا گیا جب پھر آیا تو بیدار بیٹھے تھے پس فرمانے لگے کہ جو کوئی لا اله الله اوراس پر قائم رہے کر مرے وہ بہشت میں داخل ہوگا (یعنی صرف خدا کی توحید کے اقرار سے بد ونیك اعمال کے) ابی ذر نے کہا اگر وہ زنا اورچوری کیا کرے تو بھی بہشت میں جائیگا فرمایا زنا اورچوری کرکے بھی بہشت میں جائیگا ابی ذر نے تین باراس بات کو تعجب کرکے پوچھا تب حضرت نے فرمایا زنا اورچوری کرکے بھی بہشت میں جائیگا ۔ ضرور جائیگا تیری ناك پر خاك ڈال کے (جب ابوذراس حدیث کو سنایا کرتا تھا تو اس کے ساتھ یہ بھی کہا کرتا تھاکہ تیری ناك پر خاك ڈال کے)

دوسری حدیث اسی باب میں مسلم نے ابوہریرہ سے یوں بیان کی ہے کہ جب محمد صاحب بنی نجار کے باغ میں تھے ابوہریرہ انہیں تلاش کرتا ہوا باغ کی موری سے اُن کے پاس پہنچا اورکہا حضرت ہم سب اصحاب آپ کی تلاش میں پھرتے ہیں دیکھو دیوار کی اس طرف سب دوست حاضر ہیں اس وقت حضرت نے فرمایا کہ یہ میری جوتیاں بطورنشانی کے ہاتھ میں لے اورچلا جا جو کوئی تجھے اس دیوار کے پیچھے ملے اس سے کہہ کہ جو کوئی کہے لا اله الله یقین کرکے وہ بہشت میں داخل ہوگا پس ابوہریرہ چلا پہلے اُسے عمر خلیفه ملے جب ابوہریرہ نے یہ خوشخبری سنائی اورجوتیاں دکھلائیں تو عمر نے اس کی چھاتی پر ایسی لات ماری کہ ابوہریرہ چوتڑوں کے بل گر پڑا اورچیخ مارکے رویا پھر محمد صاحب کے پاس آکر فریاد کی تب عمر نے پیچھے سے آکے کہا یا حضرت یہ بات نہ سناؤ لوگ اس کے بھروسہ پر عمل کرنا چھوڑدینگے تب حضرت بولے اچھا نہ سناؤ عمل کرنے دو۔ ایسی روائتیں دکھلاتے ہیں کہ اعمال ایمان سے جُدے ہیں اورکہ نجات صرف ایمان پر ہے نہ اعمال پر (ف) مجھ سے کئی بار بعض اہلِ علم مسلمانوں نے بھی سوال کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی مسیح پر ایمان لائے اورساری بدکاریاں کیا کرے تو کیا اس کی نجات ہوگی۔ ان کا یہ مطلب تھاکہ اگرہم کہیں ہوگی تو وہ ٹھٹھا مارینگے کہ یہ کیسی بُری تعلیم ہے اورجو ہم کہیں گے اعمال

کی بھی ضرورت ہے تو وہ کہیں گے کہ یہ نجات نہ صرف ایمان پر ہے مگر اعمال پر ہے۔ یہ خیال ان کے دل میں اس لئے آتا ہے کہ وہ حقیقی ایمان کے معنی سے ناواقف ہیں محمدی ایمان اورمسیحی ایمان کا ایک ہی مطلب جانتے ہیں پر ناظرین کو آئندہ سطروں میں اس کا فرق معلوم ہوجائے گا یہاں صرف یہ معلوم کرنا چاہیے کہ محمد صاحب خود فرماتے ہیں کہ ساری بدکاری کرے اورصرف اللہ کی وحدت کا قائل ہو تو بھی بہشت میں جائیگا۔ اگرچہ یہ حدیثیں قرآن کی آیت بالا کے ظاہری معنی کے خلاف ہیں توبھی صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں لکھی ہیں معتبر حدیثیں ہیں اور قرآن کی تفسیریں اورقرآن کی باطنی حالت کے مخالف نہیں ہیں۔

پھر مشکوات باب الکبائر میں ترمذی وابوداؤد سے ابوہریرہ کی یوں روائت ہے فرمایا حضرت نے جب کوئی آدمی زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان اس کے دل میں سے نکل کے اس کے سر پر سائبان کی طرح کھڑا ہوجاتا ہے جب وہ زنا کرچکتا ہے تو پھر ایمان دل میں آجاتا ہے۔

ان سب باتوں سے کئی ایک نتیجے نکلتے ہیں اوّل حضرت محمد کی تعلیم میں ایک فقرہ ہے یعنی کلمہ جس کے مضمون کا اقرار اوریقین ایمان ہے اوراس فقرہ کی دو جز ہیں پہلا لا الا اللہ یعنی کوئی اللہ نہیں مگر ایک اللہ ہے کبھی تو صرف اسی جز کو ایمان بتلایا ہے اورکبھی دوسرا جز بھی اس کے ساتھ ملایا ہے کہ محمد الرسول اللہ یعنی محمد اللہ کا رسول ہے۔ پہلی جُز کو ہم بسر وچشم قبول کرتے ہیں ۔بشرطیکہ وحدت وجودی اور وحدت حقیقی اُس سے مراد نہ ہو بلکہ وحدت سے وہ وحدت مراد ہوئے جس کی کہنہ معلوم نہیں ہے۔

توبھی یہ اکیلا جز عقلاً ونقلاً موجب نجات نہیں ہوسکتا ہے سب شیاطین بھی جانتے ہیں کہ خدا واحد ہے پس جب ان کے حق میں یہ جز مفید نہیں ہے تو ہمیں کس طرح مفید ہوگا اورمحمد صاحب بھی اس اکیلے جز کو مفید نہیں جانتے ہیں اگرچہ کبھی کبھی مفید بتلایا ہے پر کبھی کبھی اس کے ساتھ دوسرا جز ملاتے ہیں یعنی محمد الرسول اللہ مگر یہ جز ثبوت رسالت کا محتاج ہے جو محال ہے بالفرض اگریہ قرآن اوریہ حدیث اوریہ تواریخ محمدی دنیا میں نہ ہوتی اورمحمد صاحب کی

رسالت ثابت بھی ہوتی تو بھی یہ جزپہلی جز کے ساتھ کافی نہ تھا کوئی اوربات بھی مطلوب تھی جس سے نجات کی خصوصیت اوراستحقاق کلمہ کے مضمون میں پیدا ہوتا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ یہ ایمان انسان کا کام ہے یعنی انسان آپ اس کو پیدا کرکے تھامے رہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اعمال حسنہ ضروراس ایمان سے جُدے ہیں۔

چوتھی یہ معلوم ہوا کہ یہ ایمان کچھ مدد نہیں کرسکتا ہے جب کسی کا نفس امارہ سرکشی کرتا ہے تو یہ ایمان زنا کے وقت اپنا گھر چھوڑکر سر پر جا کھڑا ہوتا ہے اورمنتظر رہتا ہے کہ کب وہ زنا کرُچکے تاکہ پھراُس میں داخل ہو۔

پانچویں یہ معلوم ہواکہ اس ایمان کو حضرت باعث نجات بتلاتے ہیں اوراعمال حسنہ کو بطور مصلحت کے کرنے دیتے ہیں ۔ ان حدیثوں میں اورقرآن میں ایمان واعمال ہر دو کو موجب نجات بتلاتے ہیں پس حدیثیں جو قرآن کی تفسیر ہیں اُن سے معلوم ہوگیاکہ قرآن میں بھی اعمال کی قید مصلحتاً ہے پر نجات صرف اُسی ایمان پر ہے یہ مختصر بیان محمدی ایمان کا ہے اگرکوئی اسے پسند کرتا ہے تو قبول کرے۔

اب مسیحی ایمان کا مختصر حال سنو

ایمان کا مغزیا ایما کی جان یہ ہےکہ اُس سچے اوربرحق زندہ خدا پر آدمی کے دل کا بھروسہ قائم ہوجائے خُدا پر دل ٹھہرے اورتکاؤ حاصل کرے۔ مگر تفصیل اس کی یوں ہے کہ جس طرح خدا نے اپنے آپ کو بائبل میں ظاہر کیا ہے اسی طرح سے اس کی نسبت یقین کیا جائے کہ خدا ایک ہے اوراسکی یکتائی میں اقانیم ثلثہ ہیں یعنی باپ بیٹا روح القدس ایک واحد خدا ہے اور یہ وحدت اس کی قیاس سے باہر ہے پر الہیٰ انکشاف سے ہماری روحوں پریہ بھید منکشف ہوتا ہے کوئی آدمی اپنی قوت فکریہ سے اس کو سمجھ نہیں سکتا پر خدا جس کو سمجھادیتا ہے وہ سمجھ جاتا ہے اورقبول کرتا ہے تب یہ ایمان عقل سے متولد نہیں ہوتا مگر خدا بخشتا ہے وہ آپ بتلاتا ہے کہ میں کیسا ہوں پس یہ ایمان خدا کی بخشش ہے جسے مرحمت ہو انسان کا صرف اتنا فرض ہے کہ خدا سے صحیح ایمان مانگے پس جب انسان کی طرف سے ایمان

صحیح کی طلب اپنے درجوں پر ہو تو وہ ایمان جو آسمانی تاثیر ہے خُدا اس کو ضرور بخش دیتا ہے جب تک طلب میں خلوص نہ ہو وہ نہیں ملتا ہاں بعض وقت اُن کو بھی مل جاتا ہے جو نہیں ڈھونڈتے پر ایسی بات خدا کی پوشیدہ حکمت سے متعلق ہے پر وہ قاعدہ کہ جو کوئی ڈھونڈتا ہے پاتا ہے عام انتظام کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے اوراسی لئے انسان طلب میں قصور کے سبب ملزم بھی ہوتا ہے۔

اس صورت میں حقیقی ایمان خدا کا کلام ہے نہ آدمی کا کیونکہ خدا آدمی کے دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اوراپنی ذات پاک کو اس کی روح کے سامنے ظاہر کرتا اوریوں آدمی کا دل خدا پر قائم ہوتا ہے اورجیسے بچہ نو پیدا جب والدہ اس کے منہ میں چھاتی دیتی ہے وہ شیر کو کھینچتا ہے اسی طرح جب ہمیں یہ ایمان اللہ سے ملتا ہے توہم اس ایمان کے وسیلہ سے خدا سے قوت کھینچتے ہیں اورسارے نیکی کے کام کرنے کی طاقت پاتے ہیں اورساری بدخواہشوں کو دبانے اورمارنے کا زوربھی پاتے ہیں اوریوں ہماری ساری پارسائی اورتمام اعمال حسنہ اسی ایمان کے پھل ہوتے ہیں جہاں یہ ایمان ہوتا ہے وہاں نیک اعمال ضرورپائے جاتے ہیں بغیراس کے اعمال حسنہ ہو نہیں سکتے اورنہ وہ بغیراعمال حسنہ کبھی کہیں پایا جاسکتا ہے ایمان واعمال لازم وملزوم ہیں اوراس ایمان کی آزمائش اکثرامتحانوں کے وقت ہوا کرتی ہے کہ وہ موقع پر اپنی طاقت دکھلاتا ہے یہی مسیحی زندہ ایمان آدمی میں اُمید پیداکرتا ہے۔ اس مسیحی ایمان کی بھی حقیقت میں دو ہی بڑے جز ہیں پہلا اللہ کی ذات کو ویسے ہی قبول کرنا جیسے اللہ نے آپ کو الہام سے ظاہر کیا ہے کہ وحدت اقانیم ثلثہ میں ہے اوراقانیم ثلثہ وحدت میں ہمیں دوسرا یہ کہ اقنوم ثانی نے جسم کو اختیارکیا اورہمارے لئے سب فرائض ادا کئے اورہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا پس وحدت فی التثلیث اور کفارہ کا یقین اوراقرارکرنا بیان ہے اس دلی ٹکاؤ کا جو اللہ سے عنائت ہوا ہے اوراس ایمان میں جس میں کفارہ کا ذکرآیا ہے نجات پانے کی وجہ بھی صاف صاف مذکور ہے یعنی کفارہ، عیسائی ایمان کا کلمہ یہ ہے جسے رسولوں کا عقیدہ کہتے ہیں۔

میں اعتقاد رکھتا ہوں خدا قادرِ مطلق باپ پر جو آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اوراس کے اکلوتے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح پر جو روح القدس سے پیٹ میں پڑا کنواری مریم سے پیدا ہوا ۔پینطس پیلاطس کی حکومت میں دکھ اٹھایا صلیب پر کھینچا گیا مرگیا اوردفن ہوا اورعالم ارواح میں جا اترا اورتیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا آسمان پر چڑھ گیا اورخدا قادرِمطلق باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے جہاں سے وہ زندوں اورمرُدوں کی عدالت کرنے کو آئیگا۔ میں اعتقاد رکھتا ہوں روح القدس پر پاک کلیسیا ئے جامع پر مقدسوں کی رفاقت گناہوں کی معافی جسم کے جی اٹھنے اورہمیشہ کی زندگی پر۔

سب عیسائی فرقے اس پر متفق ہیں بعض فرقے اس عبارت کو حفظ رکھتے ہیں اوربعض صرف اُس کے مضامین پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کا ہر جز نہائت مضبوط اورقوی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے اورہر چیز پر دلائل کی کتابیں جُدی موجود ہیں اگر کوئی اُن دلائل پر سوچے تو جانیگا کہ اس عقیدہ کا ہر ہر جزُ ایمان حقیقی کا ایک ایک رکن ہے اور زندگی کی تصویر اس میں منقش ہے۔

محمدی ایمان اوراس ایمان میں زمین آسمان کا فرق ہے اورجو ایمان اُنہوں نے پیش کیا ہے وہ اہلِ فکر کےلئے تسلی کا باعث نہیں ہیں بلکہ گھبراہٹ کا باعث ہے ۔پر یہ مسیحی ایمان جس پر سب پیغمبر بھی متفق ہیں نہائت تسلی بخش اور موثر ہے۔

دوسری فصل

انبیاء وکتُب سابقہ کے ذکر میں

محمد صاحب نے یہ عقیدہ بھی سکھلایا ہے کہ سب نبیوں اورپیغمبروں پر بھی ایمان لانا چاہیے یعنی اقرارکرنا کہ سب رسول جو اللہ کی طرف سے دنیا میں آئے برحق تھے اُن میں سے بعض مشہورنام بھی قرآن حدیث میں مذکور ہیں اور اُنکی تعداد کے باب میں مختلف حدیثیں ہیں اوراُن کے درجوں میں بھی فرق دکھلایا گیا ہے بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔

انکی کتابوں کی نسبت بھی حضرت کا یہ بیان ہے کہ وہ سب کتابیں جو نازل ہوئیں برحق ہیں یہ اعتقاد ہر مسلمان کو رکھنا ضرور ہے ورنہ وہ مسلمان نہیں ہے۔

پھر ان کتابوں میں بعض کو صحائف یعنی چھوٹی کتابیں بتلایا ہے اور چار بڑی کتابیں بیان ہوئی ہیں۔ توریت، انجیل ، زبور اورچوتھا اُن کا قرآن پر اس وقت قرآن کو چھوڑکر پہلی کتابوں کا ذکر ہے۔

پس لگے پیغمبروں اوران کی کتابوں کی نسبت جو اہل اسلام کا اعتقاد ہے کہ وہ سب برحق ہیں یہ نہائت سچا اور پاك عقیدہ ہے۔ مگر اُن کا یہ بیان کہ لگے پیغمبروں اورکتابوں کو برحق تو جانو لیکن اُن پر عمل نہ کرو کیونکہ وہ منسوخ ہوگئی ہیں یہ خوفناك عقیدہ ہے اورکوئی اہل فکر اس کو قبول نہ کریگا۔

(ف) بعض مسلمان کہا کرتے ہیں کہ دیکھو ہم کیسے صلح کار ہیں ہمارا یہ اعتقاد ہے امنت باللہ وملائیکتہ وکتبہ ورسلہ میں ایمان رکھتا ہوں اللہ اوراسکے فرشتوں اوراس کی سب کتابوں اوراس کے سب رسولوں پر۔ مگر عیسائی محمد صاحب کو قبول نہیں کرتے ہیں دیکھو یہ کیسا مغالطہ ہے آپ صرف اُن کی حقیقت کے قائل ہوتے ہیں پر ان کی اطاعت سے منع کرتے ہیں ہمیں کہتے ہیں کہ تم محمد صاحب کی حقیقت کے بھی قائل بنو اوران کی اطاعت بھی کرو کیا عمدہ حیلہ سے ہمیں پیغمبروں کی سنگت سے الگ کیا چاہتے ہیں۔

واضح ہو کہ مسلمانوں کے اس عقیدہ میں بھی بہت سے خوف خطرے واقع ہیں اگر عدالت کے دن خدا تعالیٰ کسی مسلمان سے پوچھے کہ کیا تونے میرے پیغمبروں کو نہیں پہچانا تو وہ کہہ سکتا ہے کہ بے شك میں انہیں جانا کہ وہ برحق ہیں اورتیری سب کتابوں کو بھی برحق سمجھالیکن میں نے اُن پر عمل نہیں کیا میں نے پیغمبروں کو اورکتابوں کو دیدہ ودانستہ پہچان کر چھوڑدیا دیکھو یہ شخص اقرارکرتا ہے کہ میں پورا سرکش ہوں میں نے جان لیا توبھی عمل نہ کیا اب اس شخص کے پاس کیا عذر ہے۔

البتہ ایك عذر ہے کہ میں نے اُن کتابوں کو منسوخ سمجھا تھا اور قرآن کو ناسخ جانا تھا محمد صاحب کے ارشاد سے۔ لیکن خدا تعالیٰ اس کو یوں قائل کرسکتا ہے کہ کیا

میں صادق القول اور قدیم وازلی ابدی نہیں ہوں کیا میرا کلام قدیم نہیں ہے کیا میں دنیاوی حکام کی مانند اپنے عہد کو بدلا کرتا ہوں کیا تونے نہیں سنا تھا کہ آسمان اور زمین جو مخلوق ہیں ٹل سکتے ہیں مگر میرا کلام جو قدیم ہے ٹل نہیں سکتا پھر تونے اس کی نسبت منسوخ ہونے کا گمان کیوں کیا اگر میں منسوخ ہوجاؤں تو میرا کلام بھی منسوخ ہوسکتا ہے پر میں تو قائم دائم ہوں۔

کیا صرف محمد صاحب کے کہنے سے تونے اعتقاد کیا پس تونے اُن میں کونسی نشانی رسالت کی پائی جس سے سمجھا کہ وہ میرے رسول ہیں اور کونسی معرفت کی بات تونے قرآن میں دیکھی جس پر تو فریفتہ ہوا کیا صرف لفظی فصاحت جو سب شعراء کی کلام میں ہوتی ہے اس کے سوا یہ ان کا کہنا کہ میرے قرآن س سب کلام الہیٰ منسوخ ہوا ہے ۔ یہی ایک دلیل عدم نبوت کی تھی جو تونے سنی اور اس پر نہیں سوچا۔ اب بتلاؤ کہ اس عقیدہ والے کے پاس کونسا عذر باقی ہے جس سے وہ بچے۔

ایک اور بات ہے کہ محمد صاحب نہ صرف یہ سکھلاتے ہیں کہ وہ کتابیں منسوخ ہیں بلکہ اُن کے پڑھنے سے بھی منع کرتے ہیں دیکھو مشکوات باب الایمان میں دارمی سے جابر کی روائت یوں لکھی ہے کہ عمر خلیفہ حضرت کے پاس ایک توریت شریف لائے اور کہا یا حضرت یہ توریت کا ایک نسخہ ہے حضرت چُپ کرگئے اور عمر خلیفہ اُسے پڑھنے لگا تب تو حضرت کا چہرہ غصہ سے بدل گیا پاس سے ابوبکر خلیفہ نے عمر کو خطاب کرکے یوں کہا تجھے روویں ماتم کرنے والا یاں یعنی تو مرجاے پڑھے جاتاہے اور رسول اللہ کا چہرہ نہیں دیکھتا۔ تب عمر نے حضرت کا چہرہ بدلا ہوا دیکھا اور ڈر کر کہا خدا اور رسول کے غصہ سے خدا کی پناہ ہم راضی ہوئے اللہ سے کہ وہ ہمارا رب ہے اور اسلام سے کہ وہ ہمارا دین ہے اور محمد سے کہ وہ ہمارے رسول ہیں تب حضرت بولے کہ مجھے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے اگر موسیٰ تمہارے سامنے ہوتا تو تم مجھے چھوڑ کر اس کے تابعدار ہوجاتے اور گمراہ ہوتے سیدھی راہ سے اور اگر موسیٰ جیتا رہتا اور میرا وقت پاتا تو میرا تابعدار ہوتا۔

اس حدیث سے علماء محمدیہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ قرآن حدیث کو چھوڑکر یہود اور نصاریٰ اورحکماء کی کتابوں پر رجوع کرنا منع ہے۔

اورمیں یہاں سے یہ نتیجہ نکلتا ہوں کہ محمد صاحب جو توریت ، انجیل ، زبور کو خدا کلام بتلاتے ہیں اورپھر اُسی خدا کے کلام کے پڑھنے اورسننے سے نفرت رکھتے ہیں تو ضرور یہ خدا کے رسول نہیں ہیں ورنہ اپنے بھیجنے والے کے کلام سے انہیں بعض نہ ہوتا ۔

اگر کوئی کہے وہ کتابیں منسوخ ہیں اورعدم نسخ کی دلیل بالا پر توجہ نہ کرے تو ہمارا یہ جواب ہے کہ اگربالفرض ایسا ہے تودیکھو کہ قرآن میں کس قدرآیات منسوخہ موجود ہیں جنہیں حضرت نے خود منسوخ کیا ہے اُن کے پڑھنے سے حضرت نے کیوں منع نہ کیا اورانہیں قرآن سے خارج کیوں نہ کیا اگراُنہیں خارج نہیں کرتے اورنماز میں بھی پڑھتے ہیں تو انہیں بھی پڑھو بلکہ قرآن کے ساتھ کتُب مقدسہ کو بھی مجلد کرو۔

اورجو کہ اُن میں تحریف ہوگئی ہے تواسکا ثبوت پیش کرنا چاہیے اورمحمد صاحب تو توریت شریف میں ہرگز تحریف لفظی کے قائل ہی نہیں ہیں دیکھو تفسیر فوز الکبیر جومسلمانوں نے بمبئی میں چھاپی ہے اس میں درمیان مخاصمہ کے یہود کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے (اماتحریف لفظی درترجمہ توریت وامثال آن بکارے بروندنہ دراصل پیش این فقیراین چنیں محقق شد ہو توقول ابن عباس۔

یعنی ابن عباس کے قول سے مجھ فقیرکو (مولوی ولی اللہ محدث دہلوی پدرمولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کو) یہ ثابت ہواہے کہ اصل توریت میں تحریف نہیں ہوئی مگر ترجمہ میں تحریف لفظی یہودی کیا کرتے تھے۔

پس محمد صاحب کو لازم تھاکہ اصل توریت عبری اپنے قرآن کے ساتھ مجلد کرتے اوراس کے پڑھنے سے ناراض نہ ہوتے جیسے ہم نے انجیل کے ساتھ تمام کتب الہامیہ سابقہ کو مجلد کیا ہے۔

اس کے سوا یہ بات ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک تنسیخ صرف بعض احکام میں ہوتی ہے اورکسی مضمون میں نہیں ہوسکتی بالفرض اگر کتُب مقدسہ منسوخ ہیں تو یہ نسخ ان کے احکام کی نسبت ہوگا نہ کل کتاب کی نسبت پس کلام

الہیٰ کے قصجات اورخدا کی ذات پاک اورارادے اورعہود کا ذکر اور روحانی ہدائیتیں اور معرفت کے بھید جو اس میں بشدت بھرے ہیں وہ سب تو اُن کے عقیدہ کے موافق بھی منسوخ نہیں ہوسکتے پس اُن بعض احکام کےلئے ساری پاک کتاب سے بغض رکھنا اورپھر یہ بھی کہنا کہ یہ برحق کلام الہیٰ ہے یہ کونسی انصاف کی بات ہے۔

پس ناظرین کو یاد رکھنا چاہیے کہ انکا اقرارکرکے اُن پر عمل نہ کرنے والا اس کی نسبت جس نے نہیں پہچانا زیادہ سزا کے لائق ٹھہریگا کیونکہ یہ اپنے ہاتھ آپ کاٹتے ہیں پس یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہم سب نبیوں پر اوران کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں مگر اُن پر عمل نہیں کرتے خوفناک اورمضر عقیدہ ہے۔

سیدنا مسیح نے اگلے پیغمبروں کو اوراُن کی کتابوں کی بہت عزت کی ہے اورتوریت شریف کی نسبت فرمایاکہ اس کا ایک شوشہ نہ ٹلیگا اورپولوس رسول نے گواہی دی کہ سارا نوشتہ الہام سے ہے اورانسان کی بہتری کے لئے شروع سے مسیحی جماعت نے سارے پیغمبروں کی کتابوں کو انجیل کے برابر کلام الہیٰ سمجھا اورسارے پیغمبروں کی سب کتابوں کو انجیل کے مجموعہ کے ساتھ ایک جلد میں باندھ کر ایمان اور عبادت اور قربت الہیٰ کا وسیلہ جانا اورآج تک جس ملک میں جاتے ہیں سارے پیغمبروں کی کتاب کا مجموعہ پیش کرتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے دیکھو یہ راستی ہے یا وہ راستی ہے جو محمد صاحب نے سکھلائی ہے۔

البتہ محمدیوں میں اور عیسائیوں میں اس معاملہ کے درمیان ایک فرق ہے وہ یہ ہے کہ عہدجدید کی تعلیم پورا علاقہ رکھتی ہے عہدعتیق کی تعلیم سے کیونکہ ایک ہی مصنف اس مجموعہ کا ہے۔ مگر محمدی تعلیم اس مجموعہ سے کامل جدائی رکھتی ہے اوراس کے سامنے اس کی روشنی تاریک ہوجاتی ہے اس لئے وہ اس کو دوردورکرتے ہیں اورمحمد صاحب جانتے ہیں کہ اس مجموعہ کی ہدایتوں کے سامنے قرآن آدمی کے دل میں ٹھہر نہیں سکتا ہے اس لئے اس کے پڑھنے سے روکا اورخدا کاکلام سن کے غصہ آیا۔

آج تک مسلمان کلام الہیٰ کے پڑھنے سے ڈرتے ہیں مگر عیسائی اُن کے قرآن سے نہیں ڈرتے خوب پڑھتے ہیں خیالات

وہی درست ہیں جو کسی کے اکھاڑنے سے اکھڑنہ سکیں اوریہ کیا بات ہے کہ وہ بات نہ سنو تب یہ بات قائم رہیگی ۔ صاحب خدا کا دین وہی ہے جو سب کچھ سننے کے بعد بھی قائم رہتا ہے مسیحی لوگ تمام جہان کے مذہبوں کی کتابوں کو پڑھتے ہیں اورسب اعتراض جو کلام الہیٰ پر ہوتے ہیں سنتے ہیں توبھی قائم ہیں کیونکہ یہ خدا کا دین ہے۔

تیسری فصل

قرآن کے بیان میں

حضرت محمد نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے اللہ کی طرف سے لفظ بہ لفظ خدا نے بھیجا ہے بعض عالم کہتے ہیں کہ عبارت اورمضامین دونو خدا سے ہیں اوربعض کہتے ہیں صرف مضامین قدیمہ خدا سے ہیں اورسب جسم کا کام ہے۔ اتقان نوع ۱۶ میں لکھا ہے کہ یہ قرآن پہلے لوح محفوظ میں تھا وہاں سے سب کا سب یکمشت فرشتے رمضان کے مہینے میں اٹھالائے (جیسے قرآن میں بھی لکھا ہے)اوراس آسمان دنیا پر لا رکھا اوریہاں سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر حسب ضرورت حضرت محمد پر نازل ہونا شروع ہوا ۲۰برس یا ۲۳برس یا ۲۵برس تک آتا رہا۔

مظاہر الحق جلد دوم کتاب فضایل القرآن میں لکھا ہے کہ قرآن تین دفعہ جمع ہوا ہے۔ پہلے آنحضرت کے سامنے جمع ہوا تھا مگر ایک جلد میں نہیں متفرق ورقوں پر لکھا گیا تھا۔۔۔ دوسری بارابوبکر خلیفہ اوّل نے ایک جلد میں جمع کیا تھا۔ تیسری بارعثمان نے جمع کیا تھا اورقریش کے محاورات میں لکھا(اورمحمد صاحب کے عہد کے ورقے اور ابوبکر کا مجلد قرآن بھی جلادیا) پر وہی عثمان کا جمع کیا ہوا اب تک مسلمانوں کے پاس موجود ہے(جس کے محاورات میں تصرف ہے)۔

قرآن میں (۳۰) پارے یا ٹکڑے ہیں اور(۱۱۴) سورتیں یا باب ہیں اوراس میں ساری چیزوں کا بیان ہے اورسارے علوم اس میں ہیں (میں نے اُن سب علوم پر جو قرآن سے نکال کے اہلِ اسلام نے دکھلائے ہیں غورکئے ہیں یہ بات ہرگز درست نہیں ہے کہ اس میں سارے علوم ہیں بلکہ ساری شریعت محمدی بھی اس میں نہیں ہے اسی لئے تو اہلِ اسلام کو

احادیث واجماع امت اورقیاس کی بھی ضرورت ہے کیونکہ ساری شریعت قرآن میں نہیں ہے۔

اور وہ علوم جو لوگوں نے نکال کے فہرست دکھلائی ہے وہ کچھ بات نہیں ہے اُنہوں نے ایک ایک لفظ کو ایک ایک علم سمجھا ہے مثلاً وہاں لکھا ہے الف لام میم کسی نے کہا کہ یہ جبر مقابلہ ہے میں نہیں جانتا کہ یہاں سے جبر مقابلہ کس طرح نکلا پر جب مرُدوں کے مال کی تقسیم کا ذکر آیا تو کسی نے کہا کہ وہاں سے علم حساب نکلا اور جب زیتون وانجیر کا لفظ آیا تو وہاں سے علم طلب نکلا۔ اورزیادہ تر قرآن کی عبارت اور فقروں کی تقسیم اور صرف ونحواور صنائع بدائیع کا ذکر اوریہ کہ رات کی کون کون آئیتیں ہیں اوردن کی کون کون آئیتیں ہیں اور عورتوں کے پاس سوتے وقت کون کون آئیتیں نازل ہوئیں جاڑے میں کون کون اورگرمی میں کون کون نازل ہوئیں ایسی بہت سی باتوں کا مجموعہ کو قرآن کے علوم بتلاتے ہیں اوردعوے یہ ہے کہ ساری دنیا کے علوم اُس میں ہیں جس معنی سے اورجس طرح پر کہ قرآن سے علوم نکلتے ہیں اس طرح سے تو دنیا کی ہر ایک کتاب میں سب جہان کے علوم بھرے ہوئے نظر آتے ہیں پس یہ بات کچھ جان نہیں رکھتی ہے۔

ہمارا خیال جوہم خدا کو حاظر وناظر جان کے بے تعصب قرآن کی نسبت رکھتے ہیں یہ ہے کہ قرآن ایک کتاب ہے محمد صاحب کے ملفوظات عثمان نے اس میں جمع کئے ہیں آسمان سے ہر گز نازل نہیں ہوا کچھ باتیں حضرت نے یہودیوں اورعیسائیوں سے سن کر لکھی ہیں اوران کے سمجھنے میں بھی کہیں کہیں غلطی کھائی ہے اورکچھ اپنے ملک عرب کے دستوراورکچھ قرب وجوار کے علاقوں کے دستوراورباتیں اُس میں درج ہیں اورکچھ اپنے دوستوں کی صلاح ومشورہ کی باتیں اورعورتوں کے ذکر اورلڑائی وغیرہ کی باتیں اورتقسیم اموال لوٹ وغیرہ کی باتیں جو وقوع میں آئیں اس میں لکھی گئی ہیں۔

اُس ساری کتاب میں جو جو باتیں کلام الہیٰ کے موافق ہیں سب درست اوربجا ہیں مگر وہ حضرت کا الہام نہیں ہیں اہلِ کتاب اورعوام وخواص سے معلوم کرکے لکھی گئی ہیں۔ پر جو باتیں کلام کے خلاف ہیں وہ اُن کی اپنی باتیں ہیں وہ ایسی

کمزوریں ہیں جو خود ظاہر کرتی ہیں کہ خدا سے نہیں ہیں جب تک قرآن میں کچھ ایسی خصوصیات نہ دکھلائی جائے جس سے اس کا من جانب اللہ ہونا ثابت ہو اورجب تک اُن ہمارے خیالات کو نہ توڑڈالا جائے جن سے قرآن کامن جانب اللہ نہ ہونا ثابت ہے تب تک اس عقیدہ کو کہ قرآن خدا سے ہے قبول نہیں کرسکتے ہیں اورسب ناظرین پر بھی واجب ہے کہ یہی طور اختیار کریں کیونکہ جیسے ہر ایک صحیح عقیدہ ہماری روحوں کو فائدہ بخش ہے اسی طرح ہر ایک باطل عقیدہ روحوں کو سخت مضر بھی ہے۔

بائبل کی نسبت ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے ہم نہیں کہتے کہ لفظ بہ لفظ کا کلام ہے کہیں کہیں خدا کے منہ سے بھی بعینہ الفاظ مرقوم ہیں پر اکثر عبارتیں پیغمبروں کی ہیں مضامین اللہ سے ہیں اوراس مجموعہ کا نہ ایک شخص کوئی آدمی مصنف ہے مگر بہت سے پیغمبر اس کے مولف ہیں لیکن ایک ہی روح اللہ کے اُن سب مصنفوں میں بولتی تھی جو متفرق زمانوں میں تھے اورایک ہی حقیقی مطلب پر سب بولتے تھے۔

عزرا کاہن نے عہدِ عتیق کو آخر میں مرتب کیا اورکلیسیا نے عہدِ جدید کو ترتیب دی اوراختلاف نسخ بھی اب تک موجود رکھی۔

پر اس کلام میں ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا کے سارے علوم بھی بھرے ہیں ہاں تمام روحانی تعلیم اورزندگی کی باتیں اورالہٰی ارادے اور خدا کی پوشیدہ حکمتیں اور قدرتیں اور انتظام اُس میں مذکور ہیں دنیا کے سب علوم اسے سجدہ کرتے ہیں اورسب پرکھیوں اورنقادوں کے ہاتھ میں آکے وہ کلام کھرا ٹھہرتا ہے اوریہی ایک کلام ہے جو خدا کی ساری خدائی کا ثبوت کرتا ہے اورانسان کی بہتری کی راہ دکھلاتا ہے اوربہت سی خصوصیتیں اپنے اندررکھتا ہے جس سے اس کا من جانب اللہ ہونا ظاہر ہوتا ہے اوربہت سی طاقتیں بھی اپنے اندر رکھتا ہے جس سے اپنے مخالفوں کے باطل خیالات کو توڑڈالتا ہے وہ ہر ایک درجہ کے آدمیوں کی سمجھ کے ساتھ علاقہ بھی رکھتا ہے اورسب کے لئے ہدائت بخش اورمفید ہے وہ حدیثوں کا اوراجمائع اُمت کا اورقیاس کا محتاج نہیں ہے پر خدا کی پوری مرضی ظاہر کرنے پر قادر کلام ہے اوراس

ہمارے دعوے کے ثبوت میں پہلے تو یہی کہنا کافی ہے کہ اس کلام کو خود پڑھ کر دیکھ لو پھر یہ کہتے ہیں کہ وہ سب تصنیفات جو صدہا برس سے اس کلام کی خوبیوں کے اظہار میں ہمارے بھائیوں نے لکھی ہیں دیکھو اوراُن جملوں پر بھی معہ اُن کے جوابوں کے ملاحظہ کرو جو دشمنوں اوردوستوں کی طرف سے مرقوم ہیں پر اس سب کے ساتھ دلی انصاف شرط ہے اگر طبیعت میں انصاف اورحق پسندی نہ ہو تو آدمی جو چاہے کہے۔

چوتھی فصل
تقدیر کے بیان میں

حضرت محمد نے یہ عقیدہ بھی سکھلایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے سب کی تقدیریں زمین آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار برس آگے مقرر کی ہیں اوریہ بیان مشکوات باب القدیر میں عبد اللہ بن عمر سے مسلم کی حدیث میں لکھا ہے اوراُن کے عقائد میں ہے والقدرخیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ یعنی نیکی اور بدی کی تقدیر خدا کی طرف سے ہے اوراسی باب میں مسلم سے یہ حدیث بھی لکھی ہے قال کتُب علی ابن آدم نصیبہ من الزنا مدرك لا محالتہ لکھا گیا ہے خدا کی طرف سے حصہ آدمی کا زنا میں ضرور وہ کرے گا پھر اسی باب میں ابی الدرداء سے روائیت ہے ان اللہ عزوجل فرغ الی کل عبدمن خلقہ من خمس من اجلہ وعملا ومضجعہ واثرہ ورزقہ خدا فارغ ہوچکا ہر بندہ کی نسبت پانچ باتوں میں موت عمل جائے سکونت اورپھرنے کی جگہ اوررزق میں اوراس عقیدہ کے ماننے کی ایسی تاکید ہے کہ منکر تقدیر سے معاملہ رکھنا بھی مسلمانوں کو ناجائز ہے۔ اسی باب میں ابنِ عمر سے روائت ہے فرمایا حضرت نے تقدیر کے منکر لوگ میری اُمت کے مجوسی ہیں اگر وہ وہ لوگ بیمار ہوں تو اُن کی بیمار پرُسی نہ کرو اورجو مرجائیں تو اُن کی لاش کے ساتھ مت جاؤ۔

پھر اس تقدیر کے مقدمہ میں حضرت محمد نے بحث کرنے کو بھی منع کیا ہے۔

اس تعلیم کی تاثیر اہلِ اسلام میں نسبت اورتعلیمات کے زیادہ پائی جاتی ہے ہر مصیبت کے وقت وہ کہتے ہیں کہ تقدیر الٰہیٰ میں یوں ہی تھا اورہر اُمید کے ساتھ کہتے ہیں کہ

اگر تقدیر میں ہوگا تو ملیگا اوربدی کرکے کہتے ہیں کہ خدا نے یہ کرنا ہماری قسمت میں لکھا تھا۔

اس عقیدہ میں کچھ کچھ تو سچائی ہے اورکچھ کچھ غلطی ہے بلکہ بڑی غلطی بھی ہے خدا کی کلام میں بھی تقدیر کا ذکر کہیں کہیں آیاہے ہم بھی محمد صاحب کے ساتھ اس معاملہ میں متفق ہیں کہ تقدیر کے بارہ میں بحث کرنا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ خدا کی پوشیدہ حکمت سے متعلق ہے اورہم اس کی دانائی کی اوراس کے پوشیدہ انتظاموں کو دریافت نہیں کرسکتے اس لئے اس میں فکر کے بعد فائدہ نہیں شائد کچھ نقصان ہوجائے۔

تو بھی کوئی قول فیصل اس معاملہ میں بولنا مناسب ہے سو معلوم ہوجائے کہ ہم نے اُس تقدیر پر جو بائبل کے بعض مقامات سے ثابت ہوتی ہے غور کی ہے اوراُس تقدیر پر بھی فکر کیا ہے جو قرآن حدیث میں محمد صاحب سے بیان ہوئی ہے اوران دونوں میں بہت ہی فرق پایا ہے اور دونوں بیانوں کی تاثیریں بھی مختلف طورپر دونوفرقوں میں نظر آتی ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ محمد صاحب کا بیان تقدیر کے بارہ میں کچھ زیادتی کے ساتھ ہے اوربعض ایسی زیادتی ہے جو خدا کی ذات پاک کولائق نہیں ہے البتہ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن امورمیں مطالبہ اورمواخذہ ہے یعنی انسان کے بد اعمال اوربُرے منصوبے وہ ہرگز خدا کی طرف سے نہیں ہیں انسان کی طرف سے ہیں کیونکہ انسان فعل مختارپیدا کیا گیا ہے وہ اپنے اعمال میں الہیٰ تقدیر کا مجبورنہیں ہے اگرچہ قدرت اعمال کی خدا کی طرف سے پائی ہے پر اُس کا استعمال اس کے اختیارمیں ہے اوراسی واسطے جزا اورسزا کے لائق ٹھہرتا۔

پر جن امورمیں مطالبہ اورمواخذہ اورجزاوسزا نہیں ہے مثلاً عمر قدقامت رنگ روپ وغیرہ وہ سب الہیٰ تقدیر سے ہیں اُس میں شاکرہونا چاہیے (ف) محمدی عالموں نے اس بات میں دھوکا کھایا ہے کہ اگر انسان اپنے بد افعال کا خالق ہے تو خدا کے سوا ایک دوسرا خالق بھی ثابت ہوا حالانکہ ایک ہی خدا سب چیزوں کا خالق ہے مگر معلوم کرنا چاہیے کہ خالق وہ ہے جو اپنی قدرت سے کسی چیز کو پیدا کرتا ہے اور جب دوسرے کی قدرت مفوضہ کوہم بے طورپر استعمال کرکے مرتکب افعال بد کے ہوتے ہیں تو ہم اپنے افعال کے

دوسرے خالق نہیں ہیں مگر مرتکب اجرام ہیں اورمرتکب وخالق میں فرق ہے۔

(ف) خدا کے کلام میں لکھا ہے کہ خدا نے بعض آدمیوں کو ہمیشہ کی زندگی کےلئے آپ چُن لیا ہے۔ اسکا مطلب لوگ دوطرح پر سمجھتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ علم میں چُن لیا ہے نہ ارادے میں یعنی اس نے اپنے ارادہ سے انہیں یہ حصہ نہیں دیا ہے مگر علم ازلی سے جان لیا ہے کہ فلاں فلاں شخص الٰہی مرضی پر عمل کرکے بہشت میں جائیں گے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ارادے اورعلم دونو سے چن لیا ہے اوریہ قول زیادہ ترموافق ہے خدا کی کلام کے دیکھو ہمارے (۳۹) عقیدوں میں سے (۱۷عقیدوں کو) جو نمازکی کتاب میں خدا کی کلام کے موافق لکھا ہے اورضروربعض عزت کے برتن اور بعض بے عزتی کے برتنوں کی مانند بنائے گئے ہیں پر یہ باطنی انتظام خدا کی پوشیدہ حکمت سے علاقہ رکھتا ہے۔ یہ ہماراکام نہیں ہے کہ ہم خدا کی پوشیدہ حکمت میں ہاتھ ڈالیں جس سے فرشتے بھی آگاہ نہیں ہیں ہمارا واجب یہی ہے کہ ہم خدا کے وعدوں پربھروسہ رکھیں اوراس کے وعید سے ڈریں اوراس کی مرضی کی اطاعت اس کے کلام کے موافق اپنے ایمان اورافعال اورخیالات سے کریں۔ نہ یہ ہے کہ وہ ہمارا واجب جوہزارہا مقام پرکلام میں صاف صاف بیان ہوا ہے چھوڑکر اُن دس پانچ مقام کے درپے ہوں جو ازلی برگزیدگی کے بیان میں ہیں اورسمجھ سے باہر ہیں اگرچہ خداکا باطنی ارادہ ہوکر زید کو جو بیمار ہے مارڈالیگا توبھی ہمارا فرض ہے ہم انتظام جہان کے موافق اس کے معالجہ میں قصورنہ کریں۔

محمدی تعلیم کے درمیان اس تعلیم کے بارہ میں جو جو قصورہمیں معلوم ہوتے ہیں وہ یہی ہیں۔

جیسے کہ خدا ساری نیکی کا بانی ہے ویسے ہی محمد صاحب خدا کو تمام بدی کا بانی بھی ٹھہراتے ہیں اس صورت میں خدا شریر اوّل ٹھہرتا ہے جو قدوس ہے اورخدا کا کلام شریر اوّل شیطان کو بتلاتا ہے نہ خدا کو بعض مقام بائبل میں بھی ایسے ملتے ہیں جن کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے یہ بُرا کام کیا مثلاً فرعون کا دل خدا نے سخت کردیا مگر دوسرے مقام اس کی تفسیر دکھلاتے ہیں کہ آدمی جب بدی پر بشدت راغب ہے اورنیکی کو نہیں چاہتا تو خدا اسے چھوڑدیتا ہے کہ

جس چیز کو وہ پسند کرتا ہے اسی کو کرے اورہلاک ہو اوریوں وہ بدی میں زیادہ سخت ہوجاتا ہے اسی معنی سے فرعون کی نسبت لکھا ہے کہ خدا نے اس کے دل کو سخت کردیا یعنی اُس کے دل پر سے اپنی برکت اٹھالی اس لئے وہ اپنی مرغوب بدی میں مضبوط ہوگیا پر بائبل سے یہ نہیں ثابت ہوتاکہ خدا بدی کا بانی ہے جیسے محمد صاحب نے یہ لفظ کہ خدا بدی کا بانی ہے شرہ کی قید سے عام خاص لوگوں کے عقیدہ کا ایک جزقرار دیاہے اس صورت میں مبداء شرارت خدا ٹھہرتاہے اوریہ اعتقاد نہایت خطرناک بات ہے اگر اس کو قبول کریں تو خدا کی بے عزتی ہوتی ہے نہ قبول کریں تو محمدی نہیں رہ سکتے بہتر ہے کہ محمدی نہ رہیں پر خدا کی عزت کریں جس کے ساتھ ہماری زندگی متعلق ہے۔

(۲۔) ایسی تقدیر کی تعلیم سے آدمی کو بدی میں بڑی جرات پیدا ہوتی ہے کہ وہ گناہ کرکے پشیمان نہ ہوگا اورتقدیر الہیٰ سے اسے سمجھ کے اپنی روح میں نہ رویگا اوریوں ہلاک ہوجآئیگا۔

حافظ شیرازی نے اس بات کا ذکریوں کیا ہے۔

گناہ اگرچہ نبوداختیار ماحافظ تو درطریق ادب گوش گناہ منست

یعنی اگرچہ گناہ ہمارے اختیار سے نہیں ہے خدا کی تقدیر سے ہے توبھی تجھے ادب کی راہ سے کہنا چاہیے کہ میرا گناہ ہے۔ یعنی حقیقت میں ہم گنہگارنہیں ہیں اللہ آپ ہی کراتاہے پرادب کے لحاظ سے گناہ کو اپنی طرف منسوب کرنا چاہیے یہ مضمون ٹھیک محمدی شریعت کے موافق ہے۔

کلام الہیٰ میں لکھا ہے کہ اگر تم اپنے گناہوں کا پورا اور سچا اقرار نہ کروگے تو تمہاری بخشش ہرگز نہ ہوگی اورمراد سچے اقرار سے یہ ہے کہ یقیناً ہم نے گناہ کیا نہ خدا نے گناہ کیا اورمیں ادب سے اس عیب کو اپنے اوپر لیتا ہوں تاکہ خدا کے عیب کو اپنے اوپر لگاؤں اوریوں ریاکاری کی تعظیم کروں۔ اب ناظرین آپ ہی انصاف کریں کہ کیا اس تقدیر کے ماننے والے پورا اقرار گناہ کا کرسکتے ہیں بائبل کے ماننے والے پورا اقرار کرسکتے ہیں اوریہ بات تو تجربہ سے ثابت ہوچکی ہے کہ جب پورا اقرار گناہ کا نہیں ہوتا تو دل گناہ کے بوجھ سے ہلکا بھی نہیں ہوسکتا ہے۔

(۳) یہ تعلیم ان رنڈیوں اورکسبیوں اوزناکارلوگوں میں جو ان بد افعال میں سرگرم ہیں بڑی بڑی تسلی کا باعث ہے وہ سب اس کام کےلئے آپ کو خدا کی طرف سے مقرر سمجھ کر اس میں مضبوطی حاصل کرتے ہیں گویا خدا کا ارادہ بجالاتے ہیں اوراس طرح شیطان کا مطلب اس تعلیم سے خوب نکلتا ہے ہم نے کئی ایک ایسے لوگوں سے سنا کہ خدا نے ہمیں اسی کام کےلئے پیدا کیا ہے اوریہی محمدی تقدیر کے ذکر انہوں نے سنائے ہیں۔

(۴۔) عدالت کے دن خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو سزا دیکے کیا ظالم اورجابر نہ ٹھہریگا اس کی خدائی کی شان کے خلاف ہے کہ اپنی تجویز کے کام پر کسی کو سزا دے۔

(۵۔) اگریہ ساری شرارت خدا کا کام ہے اوریہ قرآن جو بدی سے منع کرنیکا مدعی ہے اُسی کا کلام ہے تو خدا کے قول اورفعل میں مطابقت نہیں ہے اورچاہیے کہ ضرور مطابقت ہوجیسے تمام جہان کے انتظام اوربائبل کی ہدائتوں میں موافقت ہے حاصل کلام آنکہ تقدیر وہاں تک صحیح ہے جہاں تک خدا کی کلام سے ثابت ہے مگر اس بارہ میں حضرت محمد کی زیادتی جو موجب ہلاکت ہے ہرگز قبولیت کے لائق نہیں ہے۔

پانچویں فصل
گناہ کی تعریف کیا ہے

محمدی لوگ محمد شرع سے انحراف کو گناہ کہتے ہیں مگر گناہ کی کامل تعریف یوحنا ۱خط ۵باب ۱۷ میں یوں لکھی ہے (کہ ہر ناراستی گناہ ہے) اور ۳باب آیت ۴ میں ہے (گناہ عدول شرع ہے) اس تعریف کو سب لوگ قبول کرتے ہیں توبھی اس کے سمجھنے میں " ہمارے اوراہل اسلام کے درمیان کچھ فرق ہے وہ لوگ صرف محمدی شرع سے انحراف کو گناہ جانتے ہیں انجیل توریت کے انحراف کو گناہ نہیں جانتے ہیں مگر کلام سے ثابت ہے کہ خدا نے ایک ہی شرع اولین وآخرین کے واسطے مقرر کی ہے اورسارے پیغمبر ایک ہی شرع موسیٰ پر متفق ہیں پس جو کوئی اس الہٰی شرع کا انحراف کرتا ہے گناہ کرتا ہے اوروہ الہٰی شرع بائبل میں مفصل لکھی ہے اوراسکا خلاصہ ہر بشر کی تمیز میں پایا جاتا ہے کسی نہ کسی قدر صدہا برس سے جس شریعت کو سب پیغمبروں نے پیش

کیا اورجس سے انحراف کو گناہ بتلایا اب حضرت محمد اس کے انحراف کو کہتے ہیں کہ گناہ نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ اسے چھوڑیں اورحضرت کی نئی شرع کو قبول کریں اس بات کو کوئی بیفکر آدمی قبول کرسکتا ہے۔

چھٹی فصل

گناہ کا سرچشمہ کہاں ہے

محمدی شریعت میں گناہ کا سرچشمہ منبع جس کے سبب دنیا میں گناہ آیا خدا تعالیٰ کو بتلایا ہے کیونکہ شراس کی طرف سے ہے جس کا ذکر تقدیر کے بیان میں ہوچکا ہے پر خدا کاکلام یوں کہتا ہے کہ خدا پاک ہے اورشریر اول ایک روح ہے جس کو شیطان کہتے ہیں اس نے قدرت اختیاری پا کے آپ گناہ کیا خدا کو اس کے کاموں سے نفرت ہے عدالت کے دن اُسے کامل سزا ملیگی اورآدمیوں کے درمیان بوسیلہ آدم کے اُسی شیطان سے گناہ آیا۔ اب دیکھ لو کہ جو اصولی باتیں دینداری کی ہیں ان میں خدا کی کلام کے ساتھ محمد صاحب کی کس قدر مخالفت ہے اورہرگز عقلاً بھی حضرت کی یہ باتیں قبولیت کے لائق نہیں ہیں۔

ساتویں فصل

گناہ کے اقسام

محمد صاحب نے گناہ کی کئی ایک قسمیں بتلائی ہیں کفر ، شرك ،فیق ، نفاق، کفر کے معنی ہیں خدا کا یا اُس کے کلام کا یا اُس کے کسی سچے پیغمبر کا انکارکرنا۔شرك ہے خدا کی ذات یا صفات میں کسی کو شریك کرنا۔ فق ہے زنا چوری جھوٹ وغیرہ بدی کرنا۔ نفاق ہے ظاہر میں ایماندارپر باطن میں بے ایمان رہنا۔

پھر محمد صاحب نے گناہ کے دو حصے کئے ہیں صغیرہ اورکبیرہ یعنی چھوٹا اوربڑا گناہ ۔ یہ تقسیم حضرت کے پیغمبروں کے بیان سے مخالف نہیں ہے اوریہ سب بیان حضرت کا درست ہے اوریہ الفاظ تقسیم بھی لوگوں کے محاورے میں حضرت کی پیدائش سے پہلے عرب میں جاری تھی اورہر معلم دین کی تعلیم میں ایسے محاورات بولنے ضرور پڑتے ہیں۔

آٹھویں فصل

آیا خدا کو گناہ سے نفرت ہے یا نہیں

حضرت محمد نے قرآن میں بیان کیا ہے کہ خدا کو گناہ سے نفرت ہے چنانچہ کافرین مشرکین اورمنافقین سے وہ محبت نہیں رکھتا تعجب کی بات ہے کہ جب وہ خود بدی کا بانی ہے اورساری بدی آپ کراتا ہے توپھر بدی کے مظہروں سے کیوں نفرت کرتاہے یہ حقیقی تناقض قرآن میں ہے اس کے سوا مشکوات باب الاستغفار میں مسلم کی روائت ابو ہریرہ سے یوں لکھی ہے والذی نفسی بیدہ لولم تذنبوالذ ھب اللہ بکم ولجا بقومہ یذنبون فیستغفرون واللہ فیتغفر لھم مجھے اس شخص کی قسم جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے اگرتم گناہ نہ کرو تو خدا ضرور تمہیں نیست کریگا اورایک ایسی قوم پیدا کریگا جو گناہ کرکے خدا سے معافی مانگیگی اور خدا انہیں بخشدیگا۔

پھر بخاری ومسلم کی صحیح حدیث ابوہریرہ سے اسی باب میں یوں ہے ۔آدمی گناہ کرتاہے پھر کہتاہے کہ اے رب میں نے گناہ کیا تو معاف کر خدا کہتاہے کہ یہ میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی خدا ہے جو گناہ بخشنے اورمواخذہ کرنے پر قادر ہے اس لئے خدا بخشدیتا ہے وہ پھر کرتاہے اورسی قاعدہ سے بخشوالیتا ہے پس اسی طرح جب تک اس کا دل چاہے گناہ کرکے بخشوالیا کرے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ اسے گناہ سے بڑی نفرت نہیں ہے بلکہ گناہ کرکے معافی مانگنا اُسے پسند ہے یہ بیان درست نہیں ہے ۔ خدا کو گناہ سے پوری نفرت ہے اس نے گناہ کے سبب طوفان بھیج کر ساری دنیا کو ایک بار غرق کردیا تھا اوراب بھی گناہ کےسبب نافرمانی کے فرزندوں پر اُس کا قہر بھڑکتاہے ہاں وہ بڑا ہے بخشندہ بھی ہے توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخش دیتاہے مگر وہ جن کے گناہ بخشے گئے یوں کہتے ہیں کہ (پس ہم کیا کہیں کیا گناہ میں رہیں تاکہ فضل زیادہ ہوہرگزنہیں ہم توگناہ کی نسبت موئے ہیں پھرکیونکراس میں جئیں(رومیوں ۶: ۱تا ۲)۔پھر حضرت سکھلاتے ہیں کہ یہ طریقہ جاری رہنا چاہیے کہ گناہ کرکے معافی مانگا کریں اورایسا نہ کریں تو خدا ہمیں ہلاک کرکے ایسی دوسری قوم پیدا کریگا کلام میں لکھاہے کہ خدا نے گناہ کے سبب موت بھیجی ہے ۔

حضرت محمد فرماتے ہیں کہ گناہ نہ ہو تو موت آئے پس اپنے قیام کے لئے ہمیں ضرور ہوگا کہ گناہ کرکے معافی مانگیں ورنہ ہلاک ہونگے یہ بیان حضرت کا درست نہیں ہے۔

نویں فصل
خیالی گناہ کے بیان میں

گناہ کی دو قسمیں ہیں فعلی وخیالی پس ان دونوں قسموں کے گناہ کا بیان حضرت محمد کیا کرتے ہیں یہ بات اُن سے دریافت کرنیکے لائق ہے۔ واضح ہوکہ گناہ خیالی کو وسوسہ یا باطل منصوبہ بھی کہتےہیں علماء محمدیہ نے اپنی عقل سے خیالی گناہ کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔ ہواجس، خواطر، عوازم، اختیارات ۔

ہواجس وہ وسوسے ہیں جو اعتبار دل میں آتے ہیں یہ وسوسے مسلمانوں کے خیال میں سب اہل اسلام کو معاف ہیں اوراگلی سب اُمتوں کو بھی معاف تھے یعنی خدا اسقسم کے وسوسوں پر کسی کا محاسبہ نہیں کرتا۔

خواطر وہ وسوسے ہیں جو آکر دل میں ٹھہرتے ہیں اور خلجان پیدا کرتے ہیں یہ وسوسے صرف محمدیوں کومعاف ہیں مگر اور اُمتوں کو معاف نہ تھے یعنی اوروں کا مواخذہ ایسے وسوسوں پرہوگا پر محمد صاحب کے لوگوں کا نہ ہوگا۔

اختیارات وہ وسوسے ہیں جو دل میں آکر ٹھہریں اورہمیشہ دل میں خلجان رکھیں بلکہ آدمی کے دل میں اُنکی محبت اور لذت بھی پیدا ہوجائے یہ سب مسلمانوں کو معاف ہیں جب تک عمل میں نہ آویں صرف دل میں رہنے سے مواخذہ نہ ہوگا۔

عوازم وہ وسوسے ہیں کہ پکا ارادہ اُن گناہوں کے کرنے کا دل میں پیدا ہوجائے مگراُن کے کرنے اسباب موجود نہ ہوں اگراسباب موجود ہوتے تو وہ شخص ضروراُن گناہوں کوکرتا پس ایسے وسوسوں پر مسلمانوں کا تھوڑا سا مواخذہ اللہ کریگا پوری سزا ان کی بھی نہیں دیگا اس لئے کہ وہ مسلمان ہیں اسلام کی رعائت ہوگی۔

واضح ہو کہ یہاں بیان عقلی ہے کیونکہ جو بدخیال آدمی کے دل میں آتا ہے وہ یا تو جھپک کی مانند دل کی آنکھ کے سامنے سے گذرجاتا اُسی کو ہوا جس کہتے ہیں ۔ یا ذرا ٹھہرتا ہے اس کو خواطر کہتے ہیں یا زیادہ ٹھہرکرکچھ پرورش پاتا ہے

اور دل میں قائم ہوجاتا ہے وہی اختیارات ہیں اورجب وہ زیادہ قوی ہو کے دل میں مضبوطی کے ساتھ جڑ پکڑ جاتے ہیں تو وہ عوازم کہلاتے ہیں ان چاروں قسموں کی نسبت علماء محمدیہ کے فتوے اوپر مذکور ہوگئے کہ پہلی قسم تو سارے جہان کے لوگوں کو معاف ہے دوسری وتیسری قسم مسلمانوں کو معاف ہے نہ کسی اورمگر چوتھی قسم پر تھوڑی سی سزا مسلمان بھی پاسکتے ہیں۔

لیکن مشکوات باب الوسوسہ میں بخاری اورمسلم کی صحیح حدیث ابوہریرہ سے یوں لکھی ہے کہ ان اللہ تجاوزعن امتی ماوسوست بہ صدورھا مالم تعمل بہ اوتتکلم یعنی میری اُمت کے لوگوں کے دلوں میں جو وسوسے آتے ہیں وہ سب خدا نے معاف کردئیے ہیں جب تک اُن پر عمل نہ یا جائے یا منہ سے نہ بولے جائیں۔

حضرت محمد کی عبارت سے ظاہر ہے کہ وہ سب قسم کے وسوسوں کی نسبت فرماتے ہیں کہ جب تک اُن پر عمل نہ کیا جائے وہ میری اُمت کو معاف ہیں پس معلوم ہوا کہ خیالی گناہ حضرت محمد کی شریعت میں معاف ہیں یہ بڑی خوفناک تعلیم ہے۔

دیکھو ہر گناہ جو آدمی کرتا ہے پہلے اس کا خیال دل میں آتا ہے اورپیچھے اس کا ظہور فعل میں ہوتا ہے پس وہ بد خیال اس گناہ کی جڑ ہوتی ہے اوراس کا وقوع وہ درخت ہے جو اس چھوٹے سے تخم سے پیدا ہوا ہے پس جب کہ گناہوں کی جڑیں اورتخم مسلمانوں کو بلاوجہ معاف ہیں تو اس تعلیم سے دیکھو شرارت کی تخم ریزی کس قدر کی گئی ہے۔

خدا کے کلام (یعقوب ۱: ۱۵) میں لکھا ہے خواہش حاملہ ہو کے گناہ پیدا کرت ہے اورگناہ جب تمامی کو پہنچا تو موت کو جنتا ہے۔

(پھر ایوب ۱۵: ۳۵) میں ہے انہیں زیالکاری کا حمل ہے اوربیہودگی کو جنتی ہیں اوراُن کے پیٹ میں فریب بنتا ہے۔

(زبور۷: ۱۴) میں ہے دیکھو اُسے بدکاری کی دردلگی اورگناہ کا اُسے پیٹ رہا اور جھوٹ کو جنتا ہے اسی طرح کے مضامین (یسعیاہ ۵۹: ۴۰، ہوسیع ۱۰: ۱۳۔ ورومیوں ۶: ۲۱تا

۴۲)۔ میں بھی ملتے ہیں اورسیدنا مسیح فرماتے ہیں کہ زنا کا خیال بھی آدمی کو مثل زناکار کے مُجرم بناتا ہے لیکن حضرت محمد صاحب ان بدخیالات کو معاف بتلاتے ہیں اوراس آدمی کو سزا سے بری کرتے ہیں۔

پھر اسی ابوہریرہ سے مسلم کی روائیت ہے کہ لوگ حضرت محمد کے پاس آئے اور کہا یا حضرت ہمارے دلوں میں ایسی ایسی باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ ہم انہیں زبان پر لانابڑی بھاری بات جانتے ہیں۔ پس حضرت نے فرمایا ذلك صریح الایمان یہ تو صریح ایمان ہے۔ دیکھو جب بُری باتوں کادل میں آنا صریح ایمان ٹھہرا اوراُنہیں یہ تعلیم دی گئی کہ سب وسوسے معاف ہیں تو وہ لوگ دلی گناہوں پر کب افسوس کرینگے اورکیوں اُن سے ڈرینگے اورکیوں اُن سے توبہ کرینگے اورکیوں اُن سے کشتی کرینگے جیسے مسیحی لوگ اُن سے کشتی کرتے ہیں۔ پس یہ تعلیم حضرت کو قبول کرنے کے لائق نہیں ہے خدا قدوس ہے اورسب آدمی اس کے سامنے گنہگارہیں خیال میں فعل میں قول میں خدا کے کلام میں لکھا ہے کہ مبارك وہ جو پاك دل ہیں کیونکہ خدا کو دیکھیں گے باطنی قربت جو انسان کی روح اللہ سے ہوتی ہے اس کے لئے دل کی پاکیزگی ضرور ہے اوردل کی پاکیزگی اورکیا ہے مگر یہ کہ صحیح اعتقاد اوراچھے خیال دل میں بسیں اوربد خیالات جو نفرتی شے ہیں دل سے نکلیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ دلی وسوسوں کو حضرت محمد بھی گناہ تو جانتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ میری اُمت کو معاف ہیں۔ خدا میری اُمت کا محاسبہ ایسے گناہوں پر نہ کریگا صرف اس لحاظ سے کہ یہ محمدی لوگ ہیں اورسب دنیا کا محاسبہ اُن میں ہوگا سیدنا مسیح یہ فرماتے ہیں کہ میری اُمت کے لوگوں کے تمام گناہ خواہ فعلی ہوں یا خیالی عمدی ہوں یا سہوی بشرطیکہ اس کے کہ اُن میں صحیح ایما زندہ اورموثر ہوئے اوروہ میری روح میں سے حصہ پائیں تو محاسبہ میں نہ آئینگے اس لئے کہ میں نے اُن کے گناہوں کی سزاآپ اٹھائی ہے اورمیں نے اپنی جان اُن کے کفارہ میں دی ہے یہ بات قول ہوسکتی ہے کیونکہ بادلیل دعوے ہے محمد صاحب کہتے ہیں کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے اورمیں کسی کا کفارہ نہیں ہوں

پھر بھی میری اُمت کے گناہوں کا ایک حصہ معاف ہے یہ بات ہرگز قبولیت کے لائق نہیں ہے۔

دسویں فصل

فعلی گناہوں کے بیان میں اوراُن کی سزا کا ذکر

فعلی گناہ وہ ہیں جو عمل میں آچکے ہیں ان کا تدارک حضرت محمد نے یہ کیا ہے جو مشکوات کتاب الایمان میں عمروبن عاص سے مسلم کی روائت ہے۔ ان الاسلام یھدم ماکان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ماکان قبلھا وان الحج یھدم ماکان قبلہ اسلام اور ہجرت اورحج اپنے اپنے مقابل کے گناہوں کو گرادیتے ہیں۔

علماء محمدیہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی مسلمان ہوجائے تو اس کے پیچھلے سارے گناہ خواہ اللہ کے ہوں یا انسان کے سب کے سب معاف ہوجاتے ہیں ۔ اوربعداسلام کے اگرپھر گناہ کرے تو ہجرت اورحج اورنماز جہادو خیرات وغیرہ عبادات سے بخشے جاتے ہیں بشرطیکہ یہ سب صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ ہوں اورجو کبائر یعنی بڑے گناہ ہوں جن پر قرآن میں سزا مقرر ہے تو وہ گناہ اس سزا کے اٹھانے سے بخشے جاتے ہیں۔

جب کوئی مسلمان مرد یا عورت حضرت کے وقت میں زنا کا مرتکب ہوتا تھا تو حضرت اس کو پتھروں سے مرواڈالتے تھے اورسمجھتے تھے کہ یہ شخص اس سزا سے پاک ہوا ہے۔ مگراب قرآن میں کوئی آئت ایسی نہیں ہے جس میں پتھروں سے مارنے کا حکم ہو لیکن پہلے قرآن میں یہ آیت تھی الشیخ والشیختہ اذازنیا فارجموھا البتتہ لکا الامن اللہ واللہ عزیرحکیم ۔ بڈھا یا بڈھی جب زنا کریں تو اُن کو ضرورپتھروں سے مارویہ اللہ کا عذاب ہے اوراللہ ہے عزیزحکیم۔

یہ آیت جو پہلے قرآن میں تھی اوراب خارج ہے اگرکسی کو اس بات میں شک ہو تو مظاہر الحق جلد سوم کتاب الحدود کی فصل اوّل میں دیکھ لے۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ اگرچہ اس آئت کی تلاوت موقوف ہوگئی ہے توبھی حکم اس کا باقی ہے اوریہ حکم شخص محصن کے حق میں ہے یعنی جو نکاح والا ہو۔ مگروہ شخص زانی جو جورو والا نہ ہو یا عورت جو خصم والی نہ ہو اورزنا کرے اُن کے حق میں وہ حکم ہے جو

سورہ نور کے اوّل میں ہے الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ زنا کرنے والی عورت اورزنا کرنے والے مرد کے سو سو کوڑے مارو اُن پر رحم نہ کرو۔ ایسے شخصوں کے حضرت سوسو کوڑے مارا کرتے تھے اورایک ماہ کے لئے شہر سے بھی خارج کردیا کرتے تھے پھر ان سو کوڑوں میں بھی تفات ہے انسان کی طاقت کے موافق سخت یا نرم سزا دی جاتی ہے۔

شرح سنہ وابن ماجہ کی روایت سعید بن سعد سے اسی باب میں یوں ہے کہ کوئی بیمارآدمی کسی لونڈے سے زنا کرتا ہوا پکڑگیا اورحضرت کے سامنے لایا گیا حکم ہواکہ ایک کھجور کی لکڑی جس میں سوشاخیں ہوں لے کراُس کے ایک دفعہ ماروتاکہ سو کوڑے کا حکم ادا ہوجاوے۔

پر مرد کے ساتھ جب مرد روسیاہی کرتے ہیں توایسے لوگوں کی سزا مختلف ہے ابن عباس کی روائت اسی باب میں یوں ہے کہ حضرت نے فرمایاکہ جو کوئی قوم لوط کے سے کام کرے وہ ملعون ہے۔ اورایک روائت میں ہے کہ علی نے ایسے آدمیوں کو آگ میں جلادیا تھا اورابوبکر نے ایسے لوگوں پر دیوار کرادی تھی۔ اورجانور سے زنا کرنے والے کو بھی سزادیتے ہیں۔

چور کی وہ سزا ہے جو مائدہ کے ۶ رکوع کی آیت ۳۸ میں ہے وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُواْ أَيْدِيَهُمَا چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو پس محمدیوں میں حضرت کی ایک حدیث کے موافق دس درہم تک کی چوری پر ہاتھ کاٹے جاتے ہیں۔ جلالین میں لکھا ہے کہ ایک بارکوئی چوری کرے تو کہُنی تک دہنا ہاتھ کاٹا جائے دوسری بارچوری کرے تو بایاں پیر گھٹنے تک کاٹا جائے۔ پھر بھی اگر وہ چوری کرے تو جابر کی حدیث موجود ہے جو مشکوات باب قطع السرقہ میں لکھی ہے کہ حضرت نے مارڈالنے کا حکم دیا ہے راوی کہتا ہے کہ ایک آدمی کو ہم نے اسی طرح کنوئیں میں ڈال کر پتھروں سے مارا تھا۔

یہ باتیں قرآن حدیث میں دیکھ کر جب ہم توریت شریف کی طرف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے جُرموں کے لئے کچھ سزائیں وہاں پر بھی لکھی ہیں مگر عہدِ عتیق میں دوقسم کے انتظام موسیٰ کی معرفت خدا کے کئے ہوئے ملتے

ہیں ملکی اورظاہری انتظام جو ظاہری بادشاہت سے علاقہ رکھتا ہے اوراسی کے لئے اُیسے جرُموں پر ایسی سزائیں مقررہیں دوسرا روحانی انتظام جو آدمیوں کی روحوں کی پاکیزگی اوربہتری کےلئے ملکی انتظام سے ملک کا بندوبست تھا اور روحانی انتظام سے روحوں کا بندوبست تھا ملکی انتظام کے لئے ایسی سزائیں مقرر تھیں روحانی انتظام کے لئے قربانیاں مقرر تھیں پس گناہوں کی معافی خدا کے حضورمیں قربانیوں کے وسیلہ سے حاصل کی جاتی تھی نہ انتظامی سزاؤں کے وسیلہ سے جب یہودیوں کی سلطنت جاتی رہی تو وہ سزائیں بھی اس کے ساتھ اڑگئیں جب وہ ملکوں میں آوارہ ہوئے تو صرف روحانی انتظام گناہوں کی معافی کےلئے اُن پر واجب تھا نہ اُن سزاؤں کا اجرجواُن کی سلطنت کے ساتھ تھیں۔

جب سیدنا مسیح ظاہرہوئے توانہوں نے صاف کہا ہے کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں ہے میری بادشاہت آسمانی اورروحانی ہے اورگناہوں کی معافی کا انتظام خدا کے سامنے اُسی پرانے انتظام کی اصل ہے جو میرا کفارہ ہے۔ پر ظاہری جُرموں پر ظاہری سزائیں جو ہیں وہ بادشاہوں کے اورحاکموں کے سپرُد ہیں وہ اپنی تمیز کے موافق انصاف سے عدالت کریں تاکہ اُن کے ملک میں خلل نہ واقع ہو اوراُن کی سب رعیت امن چین سے رہے اور عہدِ جدید میں یہ بھی بتلایا گیا کہ ساری حکومتیں خدا سے ہیں یہ سب حاکم اور بادشاہ خدا کی طرف سے ہیں اوروہ اسی واسطے تلوار رکھتے ہیں کہ بدکاروں کو سزادیں اورنیکوں کاروں کی تعریف کریں۔

حضرت محمد ضرور اپنے عہد میں بادشاہ تھے اورانہیں ضرورتھاکہ اپنے ملک کا انتظام اپنی تمیز کےموافق کریں پس یہ سزائیں ایسے جرُموں پر جو اُن کی شریعت میں مقررہیں اُن کے دلی انصاف کے موافق اُن کے ملک کے انتظام کےلئے ہیں یہاں تک تو ہم انصاف کی راہ سے قبول کرسکتے ہیں پر ان کا یہ بیان کہ گناہوں کے سبب جو روحانی آلودگی ہے وہ سب اُن سزاؤں کے اٹھانے سے اسلام وحج وہجرت وغیرہ نیک اعمال سے خدا کے سامنے حاصل ہوتی ہے یہ بیان ہم ہرگز قبول نہیں کرسکتے اس لئے کہ سب پیغمبروں کے روحانی انتظام کے خلاف ہے کیونکہ وہ سب اس آلودگی کا دفعیہ قربانی کو بتلاتے ہیں نہ کسی اورچیز کو اوریہ معالجہ لاکھوں روحوں پر

موثر بھی پایا جاتا ہے نہ وہ معالجہ جو حضرت محمد نے نکالا ہے۔

سب آدمیوں پر فرض ہے کہ اپنے خیالی اور فعلی گناہوں کا تدارک اسی زندگی میں جلدی کریں اورجب تک گناہوں کا بوجھ دل پر سے اسی زندگی میں دفع نہ ہو اورالہیٰ برکات کا نزول دلوں میں نہ پایا جائے تب تک ہرگز تسلی نہ پائیں سو یہ بات بدوں مسیحی کفارہ کے ہرگزنہیں ہوسکتی ہے۔

جس الہام نے روح بشر کی بقا اورآنے والے غضب اور عدالت کی خبر دی ہے اورجس نے گناہ کی تشریح بھی سنائی ہے اُسی الہام کا کام ہے کہ گناہ سے اوراس کے وبال سے بچنے کی راہ بھی بتلادے سونئے عہدنامہ اورپراُنے عہد نامہ نے مسیح کے کفارہ کو گناہوں کی مغفرت کا طریقہ اللہ کی طرف سے مقررکیا ہوا بتلایا ہے اورصدہا برس سے جب سے کہ یہ راہ ظاہرہوئی ہے اس کی مومنین باصفاکی اس ترکیب کی تاثیردلوں میں دیکھی ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہی راہ مغفرت کی ہے۔

یہ بڑی غلطی ہے کہ روح کی ابدیت کا خیال اورعدالت الہیٰ کی خبر توالہام سے قبول کی جائے اورگناہ کا تدارک اپنی عقل سے انسان تجویزکرے۔

گیارھویں فصل

تبدیل دل کے عقیدہ میں

واجب ہے کہ اس بات پر بھی فکرکیا جائے کہ بد آدمی نیک ہوسکتے ہیں یا نہیں اس امر میں قرآن اوراحادیث اورکلام الہیٰ کیا خبردیتا ہے اگریہ ہوسکتا ہے تو کوشش کی جائے اورجو یہ ہو ہی نہیں سکتا تو کوشش بےفائدہ ہے۔ قرآن میں ایسی بات کا ذکر صاف صاف نہیں ہے ۔ مگر حدیثوں میں مفصل بیان ہے مشکوات کتاب الایمان باب عذاب البقرمیں احمد کی روایت ابی الدرداء سے یوں لکھی ہے اذا سمعتم بجبل زال عن مکانہ فصہ قوہ واذ استمعتم برجل تغیر عن خلقہ فلاتصد قوہ فانہ یصبران ماجبل علیہ اگر تم سنو کہ ایک پہاڑی اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اس بات کو یقین کرلینا پر جب سنو کہ ایک ایک آدمی کا خلق بدل گیا تو اس با کا ہرگز یقین نہ کرنا کیونکہ انسان اپنی عادت جبلی پر مائل ہوجاتا ہے۔

یہاں سے تبادرہے کہ انسان کے خلق کا بدلنا اُن کے نزدیک محال ہے لیکن ایک اوربات ہے کہ آدمی کے عادات اوراخلاق کے دو حصے ہیں ایک وہ حصہ ہے جو ترکیب عناصر سے کچھ علاقہ رکھتا ہے دوسرا حصہ وہ ہے جو تحصیل اشیاء خارجہ سے متعلق ہے اگریہ حدیث پہلے حصہ کی نسبت ہے تو شائد اس میں کچھ سچائی ہو اورجو دوسرے حصہ کی نسبت ہے تو اُس میں بڑی حجت ہے اور ہرگز سچائی نہیں ہے پر ظاہر ایسا ہے کہ دوسرے ہی حصہ کی نسبت حضرت نے یہ فرمایا ہے دووجہ سے ۔

وجہ اوّل یہ ہے کہ ایک اور حدیث اسی معاملہ میں صاف صاف وارد ہے جو مشکوات باب الاعتصام میں مسلم کی روائت ابوہریرہ سے ہے کہ الناس معادن کمعادن الذھب والفضتہ خیارھم فی الجاھیلتہ خیارھم فی الاسلام اذا فقھا ترجمہ: آدمی ایسے ہیں جیسی چاندی سونے کی کانیں ہوتی ہیں جو لوگ حالت کفر میں اچھے ہیں وہ حالت اسلام میں بھی اچھے ہیں جب سمجھ جائیں۔

یعنی اسلام اُن کی عادات پر حملہ نہیں کرسکتا بلکہ اگر وہ اچھے عادات لے کر اسلام میں آئے ہیں تو اسلام میں بھی اچھے ہیں اورجو بُرے عادات لے کر اسلام میں آئے ہیں تو اسلام میں بھی بُرے ہیں بہ سبب اپنی جبلی عادت کے دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد سب عادات کی نسبت بلکہ خاص دوسرے حصہ کی نسبت ایسا فرماتے ہیں چنانچہ قرآن میں لکھا ہے محمد الرسول اللہ والدین معہ اشدء علی الکفاررحماء بینھم محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ہیں کافروں پر سختی کرنے والے ہیں اورآپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔

یہاں حضرت محمد کی عادت اوراُن کے ساتھیوں کے اخلاق کا ذکر ہے کہ وہی عادت اُن میں ہے جو سب دنیاداروں اورجسمانی مزاج لوگوں میں ہوتی ہے کہ اپنے لوگوں کو پیار کرنا اورمخالفوں کو دکھ دینا مگر الٰہی عادت یہ نہیں ہے وہ اپنا سورج سب بھلوں بُروں پر چمکاتا ہے اور ہر زمین پر مینہ برساتا ہے اورسب پر مہربان ہے مسیحی دین اس عادت کو پہلے حصہ میں داخل نہیں سمجھتا بلکہ دوسرے حصہ میں

قرار دیتا ہے اوراُس کی تبدیل کی کوشش میں ہے بلکہ اسے بدلواتا ہے حضرت محمد فرماتے ہیں کہ میرے اور میرے مسلمانوں کی یہ عادت نہیں بدلی تب صاف معلوم ہوگیا کہ اخلاق سے مراد اُن کی عام اخلاق ہیں نہ صرف پہلا حصہ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ قرآن اورحدیث آدمی کے اخلاق کی تبدیل ہی کے قائل نہیں اس صورت میں اسلام سے کیا فائدہ ہے۔

شائد کوئی کہے کہ اگریہ مطلب ہے توپھر حضرت کا ہدائت کرنا بے فائدہ ہے اورسب پیغمبروں کا ہدائت کرنا بھی بے فائدہ ہوگا سو جواب یہ ہے کہ سب پیغمبر تبدیل اخلاق کے قائل ہیں اس لئے ان کا کام بے فائدہ نہیں پر ضرورحضرت محمد جو تبدیل اخلاق کے قائل نہیں ہیں ان کا کام بے فائدہ ہوگا پر وہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہم ازلی برگزیدوں کے لئے آئے ہیں انہیں کے لئے جو بھلے ہیں لیکن خدا کا کلام کہتا ہے بھلے چنگوں کو حکیم کی حاجت نہیں ہے اس لئے حضرت کے افعال اور اقوال میں تناقض حقیقی ہے۔

سیدنا مسیح فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا (یوحنا ۳: ۳) اس آیت میں نہ صرف تبدیل کا امکان مگر وجوب بیان ہوا ہے پھر (۲پطرس ۱: ۳) میں لکھا ہے کہ اس کی الہٰی قدرت نے ہمیں سب چیزیں جو زندگی اوردینداری سے علاقہ رکھتی ہیں اُس کی پہچان سے عنائت کیں جس نے ہم کو جلال اورنیکی سے بلایا جن کے وسیلہ نہایت بڑے اور قیمتی وعدے ہم سے کئے گئے تاکہ اُن کے وسیلے اُس زندگی سے جو دنیا میں بُری خواہش کے سبب سے چھوٹ کے طبیعت الہٰی میں شریک ہوجاؤ۔

اس کے بعد سیدنا مسیح کے شاگردوں کے واقعات دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ لاکھوں آدمیوں میں تبدیل ہوگئی ہے بلکہ عیسائی ہونے کا مطلب یہی ہے کہ تبدیل ہوگئی۔ اس کے بعد چونکہ خدا کے کلام میں نہ صرف تھوڑا سا تبدیل کا ذکر ہے مگر تبدیل مزاج کے سارے مدارج اوراُس کے سب پہلو اوراطوار اورعلامات اوربواعث بشدت تسلی بخش طورپر مذکور ہیں اورکثرت سے وہ سب نمونے جات میں بھی مذکور ہیں جن میں تبدیلی ہوگئی ہے۔ پر دیکھو کہاں حضرت محمد کا بیان اور کہاں یہ بیانات اورکس قدر خوبی

اورتسلی یہاں ہے اورکس قدرمایوسی اورحرمان وہاں ہے۔ اور عقل انسانی بھی سوائے تبدیل دلی کے اورکوئی طریقہ انسانی کی بہتری کا قبول نہیں کرسکتی ہے جس کا حضرت محمد انکار کرتے ہیں پر اس کا سبب یہی ہے کہ یہ نازک بات اُن کے فہم شریف میں نہیں آئی جیسے کہ اس وقت بھی ہزارہا جسمانی آدمیوں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا ہے۔

پھر یہ جو حضرت محمد نے فرمایا کہ پہاڑکا ٹلنا خلق کے بدلنے سے آسان ہے اسی بات کا ذکر سیدنا مسیح نے بھی یوں فرمایا ہے کہ اگر تمہارے درمیان رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوتو پہاڑکو کہوگے کہ ٹل جا تو وہ ٹل جائے گا پہاڑ سے مراد سیدنا مسیح کی وہی اخلاقِ انسانی ہیں جن کو محمد صاحب بھی پہاڑ سے زیادہ بھاری بتلاتے ہیں۔

مسیح کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی مجھ پر ذرا بھی ایمان رکھتا ہے اس میں اس ایمان کے وسیلہ سے ایسی طاقت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے اخلاق بد کے چھوڑنے پر قادر ہوجاتا ہے جو پہاڑ کے موافق سخت اورنہ ٹلنے والے معلوم ہوتے ہیں پر اگر وہ چاہے توایمان کے وسیلہ خدا سے طاقت پا کے انہیں چھوڑ سکتا ہے ناواقف لوگ بازاوں میں غریب عیسائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہارے اندر ایمان ہے تونہ پہاڑ مگر صرف یہ ایک اینٹ معجزہ کے طورپر اٹھا کے بتلاؤ وہ بے فکر لوگ نہیں جانتے کہ معجزے کرنا ہر زمانہ میں کسی قوم کا خاصہ نہیں ہے نہ مطلق ایمان کا نشان ہے ورنہ معجزہ معجزہ نہیں رہ سکتا اوروہ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ پہاڑ سے مراد اخلاق ہیں پر اب حدیث بالا کے دیکھنے سے اُمید ہے کہ صاحب فکر مسلمان اس بھید کو بھی سمجھیں گے۔

بارھویں فصل

قیامت کے بیان میں

حضرت محمد نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ قیامت آئیگی مُردے جی اٹھینگے اورخدا آپ انصاف کریگا ترازو رکھی جائے گی لوگوں کے نیک وبداعمال تولے جائینگے ۔ اورحضرت محمد کی بات خدا تعالیٰ بہت سنیگا اوران کو معہ اُن کی اُمت کے سب سے پہلے بہشت میں داخل کریگا وہاں خوبصورت عورتیں اور لونڈی اور شراب اورکباب اور سب عیش کے سامان بخوبلی ملیں گے۔ لیکن شریر مسلمان معہ کافروں کے دوزخ

میں جائینگے اورکچھ عرصہ کے بعد بڑا عذاب اٹھا کر پھر حضرت محمد کے وسیلہ سے وہ شریر مسلمان بھی بہشت میں آجائینگے باقی کافر لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اوربڑے بڑے عذاب ابد تک اٹھائیں گے۔

یہ خلاصہ ہے اس بارے میں اُن سب بیانوں کا اس میں بعض باتیں تو قرآن میں مذکورہیں اوربعض حدیثوں میں ہیں اوربیانوں میں اُن کے کثرت سے مبالغے پائے جاتے ہیں اور وہ چیزیں جن کو آدمی کا نفسانی دل مانگتاہے وہاں ملنے کا وعدہ کی گئی ہیں حضرت محمد کے اس سارے بیان میں بعض باتیں بہت صحیح بیان ہوئی ہیں کیونکہ اگلے پیغمبروں کی کتاب سے منقول ہیں پر بعض باتیں جو اُنہوں نے اپنی طرف سے سنائی ہی وہی قبولیت کے لائق نہیں ہیں۔

قیامت کے بیان میں خدا کے کلام کے درمیان میں بھی بہت کچھ مذکورہے مگرمیں نے رسالہ آثارِقیامت میں اس معاملہ کے درمیان جو مناسب سمجھا ہے ذکرکیا ہے اگرکوئی چاہے تو وہاں پڑھے۔

تیرھویں فصل

علامات قیامت کے بیان میں

حضرت محمد نے نہ قرآن مگر حدیثوں میں اُنہوں نے آنے والے وقت کی بابت کچھ علامیں اورنشان بھی بیان کئے ہیں اورقسم قسم کی باتیں ہیں چنانچہ مشکوات کتاب الایمان فصل اوّل میں بخاری ومسلم کی روایت عمر بن خطاب سے یوں مرقوم ہے کہ جبریل فرشتہ نے حضرت محمد سے قیامت کے نشان پوچھے کہ کیا ہیں فرمایا کہ باندی سے بچے کثرت سے پیدا ہونگے اورکمینے لوگ ننگے بھوکے بکریاں چرانے والے اونچے اونچے گھر بنائینگے۔

اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ غلام رکھنے کا دستور دنیا سے بہت اٹھ گیا ہے پھر کیونکہ غلاموں کی ترقی ہوگی ۔ شائد پھردنیا میں یہ دستورجاری ہو۔ اورغرباء کاآسودہ حال ہونا حضرت کے گمان میں قیامت کا نشان ہے اگریہ دوعلامتیں قیامت کی کسی کی عقل قبول کرسکتی ہے توکرے۔

پھر مشکوات باب اشراط الساعتہ میں انس سے بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ (علم جاتا رہیگا جہالت

وزناکاری اورمے نوشی کی کثرت ہوجائیگی اورعورتیں بہت ہونگی مرد کم ہوجائیں گے یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک شخص منتظم ہوگا۔

یہ علامت حضرت نے کلام الہٰی سے سن کر کچھ تصرف کے ساتھ بیان کی ہے کیونکہ وہ سیدنا مسیح نے فرمایا تھاکہ بے دینی پھیل جانے کے سبب بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہوجائیگی اورعورتوں کی کثرت کے بارے میں یسعیاہ ۴باب ۱ آیت میں لکھا ہے کہ سات عورتیں ایک مرد سے کہینگی کہ ہم صرف تیرے نام کی کہلاتی ہیں پس حضرت نے ان خبروں میں کچھ تصرف کیا ہے۔

پھر مسلم سے ابوہریرہ کی روایت اُسی باب میں ہے کہ دولت ومال لوگوں کے پاس کثرت سے ہوجائیگا یہاں تک کہ صدقہ لینے والا فقیر بھی نہ ملیگا اورعرب کی زمین باغ وبہار ہوجائیگی۔ لیکن کلام الہٰی میں لکھا ہے کہ قحط پر قحط ہونگے۔

پھر ابوہریرہ کی روایت بخاری ومسلم سے ہے کہ فرات ندی خشک ہوجائیگی اوروہاں سے خزانہ نکلیگا مگر اہل اسلام کو وہ لینا جائز نہیں ہے۔ یہ پیشینگوئی خدا کے کلام میں سے نکال کے حضرت محمد نے سنائی ہے دیکھو (مکاشفات ۱۶: ۱۲کو اوریرمیاہ ۵۰: ۳۸، ۵۱، ۳۶) پر اس کا مطلب اور ہے یہ مطلب نہیں ہے جو حضرت محمد نے سمجھا ہے۔

پھر اسی باب میں بخاری کی انس سے روایت ہے کہ قیامت کی پہلی علامت یہ ہے کہ ایک آگ اٹھیگی اورمشرق مغرب تک آدمیوں کو جمع کریگی اس خبر کی اصل بھی (۲تسھلنکیوں ۱: ۷) میں کچھ ہے۔

پھر انس سے ترمذی کی روایت اسی باب میں ہے کہ قیامت سے پہلے ایک برس ایک مہینے کے برابر ہوگا اورایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اورایک دن ایک گھڑی کے برابر ہوگا اورایک گھڑی ایک شعلہ آگ کی مانند ہوگی۔

اس خبر کی اصل صرف اس قدرکلام میں ہے کہ وہ دن مقدسوں کی خاطر گھٹائے جائینگے (متی ۲۴: ۲۲) اس کا مطلب یہ نہیں ہیں کہ سورج کے گرد جو زمین کا دورہ سالانہ اورمحور پر جو شبانہ روز کا ہے اس میں اس قدرمبالغہ کی کوتاہی ہوجائیگی پر ظاہر ایسا ہے کہ وہ مصیبتیں جلدی تمام ہوجائینگی دیر تک نہ رہیں۔

پھر اسی باب میں عبداللہ بن حوالہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے (اے ابن حوالہ جس وقت میری بادشاہت بیت المقدس میں اتر جائیگی پس جان لے کہ قیامت نزدیک آئی اور فتنہ وفساد اوربڑے بڑے اُمور آپہنچ اورقیامت اُس دن لوگوں سے ایسی نزدیک ہوگی جیسے یہ میرا ہاتھ اس وقت میرے سر کے پاس ہے خلیفہ عمر نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تھا اس وقت تک (۱۳سو) برس کے قریب ہوتے ہیں مگر اب تک قیامت نہیں آئی مگرکلام میں ایسا لکھا ہے ۱۲۶۰ برس تک یروشلیم پامال کرنے کے لئے غیر قوموں کو دیا گیا ہے پر سال سے مراد کس قدرعرصہ ہے کوئی نہیں جانتا چاہیے کہ اس پامالی کے بعد وہ شہرا ن کے قبضہ سے نکلے اور پیش گویاں جو اُس کے بعد واقع ہونے پر ہیں ہوجاویں تب آخرت آئیگی۔

ایک اورخبراسی باب میں چند حدیثوں کے درمیان مذکورہے وہ یہ ہے کہ (ایک شخص جس کا لقب امام مہدی ہے یعنی پیشوا محمدی دین کا ظاہر ہوگا اوروہ فاطمہ کی اولاد سے ہوگا یعنی سید اوراس کا نام محمد ہوگا اوراس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا صورت اس کی محمد صاحب کے مانند ہوگی مگر تمام خصلتیں اُس کی حضرت محمد کی مانند نہ ہونگی وہ ساری زمین کو قرآن کی ہدائت کے موافق عدل اور انصاف سے بھردیگا اورسات یا آٹھ یا نوبرس بادشاہت کریگا اُس کے زمانہ میں دنیا عیش آرام سے رہیگی۔

خدا کے کلام میں ایسی بات کا ذکر نہیں ہے مگر زور کے ساتھ یہ بیان ہوا ہے کہ ایک شخص مخالف مسیح آئیگا اور ایک جھوٹے نبی کا بھی ذکر ہے۔ (مکاشفات ۲۰: ۱۰، ۱۹، ۲۰)۔

چودھویں فصل

حضرت عیسیٰ کے نزول کے بیان میں

حضرت محمد نے یہ بھی خبردی ہے کہ حضرت عیسیٰ پھر آسمان سے زمین پر آئینگے۔ لیکن سب لوگ جانتے ہیں کہ مسیح کی آمدثانی کا چرچا حضرت محمد کی پیدائش سے چھ سوبرس پہلے سے ابتک ہے پس یہ کچھ نئی خبر نہیں ہے۔

البتہ حضرت کا اس قدربیان نیا ہے جو مشکوات کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ میں عبد اللہ بن عمر سے ابن جوزی کی روائت کتاب الوفا سے لکھی ہے کہ عیسیٰ بن مریم زمین پر

آئے گا اورنکاح کریگا اوربچے پیدا ہونگے اور ۴۵ برس زمین پر رہیگا پھر مرجائیگا اورمدینہ کے درمیان حضرت محمد کے مقبرہ میں مدفون ہوگا پھر جب قیامت آئیگی تو حضرت محمد اورابوبکر وعمرحضرت عیسیٰ بھی اس مقبرہ کی قبروں میں سے نکلیں گے۔

جائز ہے کہ ہم حضرت محمد کو مخالف مسیح کہیں کیونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کی مخالفت پر بڑی کمر باندھی ہے ان کے سارے دین کی مخالفت میں ایک شریعت اپنی ظاہر کی ہے اورتمام دین مسیح کے برخلاف عقیدے تجویزکئے ہیں صلیب کا انکارتثلیث کا انکارکفارہ کا انکارمسیح کی الوہیت کا انکاراوراس کے مردوں میں سے جی اٹھنے کا انکار کرتے ہیں اوریہ سارے مجموعہ بائبل کی مخالفت ہے اسی طریقہ پر حضرت محمد نے مسیح کی آمدثانی کی بصورت کوبھی بدلا ہے پر جو باتیں وہ خدا کی کلام کے برخلاف سناتے ہیں ان کو وہی آدمی قبول کریگا جو خدا سے نہیں ڈرتا۔

(وہ مسیح کی موت کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ آکے مریگا) مگر خداکا رسول (رومیوں ۶: ۹) میں کہتا ہے کہ وہ نہ مریگا اورموت پھراس پر تسلط نہیں رکھتی۔

پھراس کے نکاح کا ذکر کرتے ہیں شائد حضرت محمد نے (مکاشفات ۲۱: ۹) کو الٹا سمجھا ہے جہاں لکھاہے کہ ادہر آئیں تجھے دولہن یعنی برہ کی جورو دکھلاؤں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ آکے جوروکریگا لیکن یہاں کلیسیا اورمسیح کا ذکر ہے کہ ان میں خاوند اوربی بی کی نسبت ہے بلحاظ پیاراور پرورش کےلیکن حضرت نے اپنی مرغوب چیز کا ذکر اس قدوس کی نسبت بھی کردیا ہے اوریہ بھی فرمایا ہے کہ اس کے بچے پیدا ہونگے) شائد حضرت محمد نے (یسعیاہ ۵۳: ۱۰) کا مطلب الٹا سمجھا ہے وہاں لکھاہے کہ وہ اپنی نسل کو دیکھے گا۔ مگروہاں نسل سے مراد وہ مومنین ہیں جنہوں نے اُس سے نیا جنم حاصل کیا ہے اورخدا کے فرزند ہوئے (یوحنا ۱: ۱۲تا ۱۳)۔ پھر حضرت نے اس کی ۴۵برس کی عمر بھی تجویز فرمائی ہے مگر(دانیال ۲: ۴۴-یسعیاہ ۵۳: ۱۰- مکاشفات ۱: ۱۷تا ۱۸ وغیرہ) بہت مقام ہیں جہاں اس کی ابدیت کا ذکر ہے۔

پھر حضرت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن عیسیٰ ہمارے ساتھ سب مردوں میں اٹھیگا۔ مگر وہ خود فرماتا ہے کہ عالم غیب اورموت کی کنجیاں میرے پاس ہیں (مکاشفات ۱: ۱۸)۔ اوریہ کہ میں آپ ہی قیامت اورزندگی ہوں (یوحنا ۱۱: ۲۵)۔ اوریہ کہ سارا اختیار آسمان اور زمین پر مجھے دیا گیا ہے (متی ۲۸: ۱۸)۔ دیکھو حضرت نے خدا کےکلام کو ہرگز نہیں سمجھا یہ کس مرتبہ کا بیان ہے اور حضرت کیا فرماتے ہیں۔

دوسری بات اسی باب میں بخاری ومسلم سے ابوہریرہ کی روایت ہے کہ (جب حضرت عیسیٰ آئینگے تو صلیب کو توڑڈالیں گے اورسور کو قتل کرینگے اورجزیہ اٹھائیں گے اوراس زمانہ میں مال بہت ہوگا۔

رومن کیتھولک گرجوں میں حضرت نے لوگوں کوصلیب کی پرستش کرتے دیکھا ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ مسیح آکے اُن صلیبوں کو توڑڈالیگا۔ اوراگر حضرت کی یہ مراد ہے کہ وہ دین جس کی بنیاد مسیح کی صلیب ہے مسیح آکے اٹھائیگا۔ تویہ بات حضرت نے بموجب اپنے اس عقیدے کے بیان کی ہے کہ وہ مسیحی صلیب کے منکر ہیں فرماتے ہیں کہ وہ مصلوب ہی نہیں ہوا پر یہ بیان تو حضرت کا بہت سی دلیلوں سے غلط ثابت ہوا ہے اس لئے اس کی یہ فرع بھی غلط ہے کہ صلیب کو توڑڈالیگا۔

مگرسور کے قتل کرنے کا کیا منشا ہے یہ مطلب ہے کہ بعض مسیحی لوگ سورکا گوشت کھایا کرتے ہیں اورحضرت کی شریعت میں سورحرام ہے جب مسیح آئیگا تو سوروں کو قتل کر ڈالیگا کہ نہ رہیں اورنہ لوگ کھائیں اورمسیح کی طرف سے اس کی حرمت کا فتویٰ سنیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر وہ سوروں کو نیست کر ڈالیگا تو خرگوش اور اونٹوں کو کب چھوڑیگا جو مسلمان بھی برابر کھاتے ہیں اورموسیٰ کی شریعت میں منع ہیں اور سور کے برابر ہیں پھر یہ کہ جزیہ اٹھائیگا ۔ یا تو اس لئے کہ سب لوگ مسلمان ہوجائینگے جن سے جزیہ لینا جائز نہ ہوگا یا اس وقت دنیا میں مال کی کثرت ہوگا جزیہ کی حاجت نہ رہیگی۔ ہم جانتے ہیں کہ اس کے آنے کے وقت پر عید کفارہ ہوگی سب مومنین کفارہ کی خوشی منائیں گے کہ توہمارے لئے موا تھا صلیب پر ہمارے لئے

جان دی تھی اوراس صورت میں صلیب کی عزت غیر قوموں پر بھی خوب ظاہر ہو کے اوربہت پچھتائینگے کہ ہم صلیب پر پہلے سے ایمان کو نہ لائے کہ ہم بھی نجات پاتے ۔ اوریہ سب رسمی شریعتیں کہ یہ کہا اوروہ نہ کہا کامل طورپر روحانی نظر آئینگے اوراس وقت مسلمان بھی جانیں گے کہ روحانی معنی مسیحی لوگ درست بتلاتے تھے اورسوراوربکری میں کچھ فرق نہ تھا پر اُس کا مطلب اوریہی تھا کہ آدمی برُی عادتوں سے بچیں۔ اوروہ اپنے بندوں کو سب ظالموں کے ہاتھ سے بچائے گا اورحقیقی آرام میں اپنے ساتھ لیگا اورسارے بادشاہوں کو ٹکڑے ٹکڑے کریگا اوراپنی ابدی باشاہت کو قائم کریگا اورسچے عیسائی جن کا بھروسہ مسیح پر ہے سارے جہان پر فتحیاب ہونگے۔ خدا کے سارے کلام کا نتیجہ یہ ہی ہے۔

پندرھویں فصل

مسیح کی عدم صلیب وعدم الوہیت کے بیان میں

حضرت محمد کی تعلیم میں اس بات پر زور ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا جیسے خدا کے کلام میں اس بات پر زور ہے کہ ضرور مسیح مصلوب ہوا اورنہایت ضرور تھا کہ وہ دکھ اٹھائے۔

سورہ نساء ۱۲رکوع میں ہے کہ نہ عیسیٰ کو مارا اورنہ اسے صلیب دی مگراُن کے سامنے عیسیٰ کی صورت پر ایک اور شخص ہوگیا تھا۔

یہ اعتقاد حضرت کا ہر گز قبولیت کے لائق نہیں ہے کیونکہ کتُب سابقہ اس کے مارے جانے پر پیش گوئیاں کرتی ہیں (یسعیاہ ۵۳: ۵تا ۹۔ دانیال ۹: ۲٦)اوروہ خود اپنے مرنے سے پہلے باربار فرماتا تھا کہ میرا مرجانا ضرور ہے (متی١٦: ٢١) اوراُن کے شاگرد گواہی دیتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے مارا گیا (اعمال۴: ۱۰)۔ اوریہودی لوگ اب تک گواہی دیتے ہیں کہ اس کو ہمارے باپ دادوں نے ضرورمارا تھا۔ اوراس کی تعلیم بلکہ تمام بائبل کی تمام اس کی موت کی بنیاد پر قائم ہے پھر بتلاؤ کہ ان پانچ دلیلوں کو جو اپنی ذات میں کامل ثبوت رکھتے ہیں ہم کس طرح غلط جانیں۔

اورحضرت محمد کی بات جن کی نہ نبوت ثابت ہے اورنہ خوداُس وقت حاضر تھے بلکہ چھہ سو برس بعد پیدا ہوئے اور

غیر ملک کے شخص ہیں اورکلام الٰہیٰ سے بھی پوری واقفیت نہیں رکھتے اور غرض بھی رکھتے ہیں کہ صلیب کے برخلاف ایک دین جاری کیا چاہتے ہیں کون دوراندیش دانا ہے کہ اُن کی بات کو قبول کریگا۔

حضرت محمد سیدنا مسیح کی الوہیت کے بھی منکر ہیں سورہ مائدہ ۱۱رکوع میں ہے (مسیح مریم کا بیٹا ایک رسول تھا) یعنی اس میں الوہیت نہ تھی صرف انسان تھا اورپیغمبر یہ عقیدہ بھی حضرت کا خدا کے کلام کے برخلاف ہے کیونکہ ضرور سیدنا مسیح نے الوہیت کا دعویٰ کیا ہے اوراپنی الوہیت اورانسانیت ظاہر کی ہے اورساری شان جدائی کی اپنے اندر دکھلائی ہے اس کی پاکیزگی اور قدرت وطاقت سے اُس کی خدائی کا ثبوت اس کے کاموں اور خیالوں اورارادوں اور تاثیروں سے بخوبی کیا گیا ہے ۔ چنانچہ عہدنامہ جدید کے پڑھنے والوں کوخوب معلوم ہے اور پرانا عہدنامہ بھی دکھلاتا ہے کہ آنے والا نجات دہندہ جو مسیح ہے اس میں الوہیت بھی ہوگی چنانچہ یہ سب بیانات ہماری دوسری کتابوں میں کچھ مفصل لکھے گئے ہیں اگر کوئی چاہتا ہے تو خاص کر ہماری اُن تفسیروں کو بلاتعصب پڑھے جو اب تک چھپ چکی ہیں اسے معلوم ہوجائے گا کہ ضرور اس میں خدائی بھی تھی اوراُس کا انکارکرنا مشکل ہے انصاف کا کام نہیں ہے۔ واضح ہوکہ حضرت محمد کا یہ قول کہ مسیح صرف انسان تھا اورایک پیغمبر اُس میں الوہیت نہ تھی یہ ایک دعویٰ ہے اوراس کے ثبوت کی کچھ دلیلیں بلکہ ایک دلیل بھی قرآن حدیث میں نہیں ہے۔ اوریہ اعتقاد کہ مسیح انسان اور خدا بھی ہے صدہا دلیلوں کے ساتھ اناجیل وغیرہ میں مذکورہے۔ اب کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک بے دلیل بات سے بادلیل عقیدہ چھوڑدیں۔مگر حضرت محمد نے چونکہ مسیحی دین کی مخالفت پر عمداً کمر باندھی یا کلام الٰہیٰ اورواقعات مسیحیہ اورواقعات انبیاء سے ناواقفی کے سبب سے وہ ایسی باتیں بولتے ہیں اس لئے وہ نہ صرف عیسائی دین کی مخالفت کرتے ہیں مگر تمام کُتُب سماوی اورسب سلسلہ انبیاء کے خلاف بولتے ہیں اُن کی باتیں خطرناک ہیں اُن کو جو سلامتی ابدی کے طالب ہیں بہت ہوشیار ہونا چاہئیے اوربہت فکر کے ساتھ سب باتوں کو دریافت کرکے قبول کرنا مناسب ہے۔

دوسرا باب

عبادات اسلامیہ کے بیان میں

عبادات اُن افعال اور رسوم اور ترتیبوں کو کہتے ہیں جو خدا کی پرستش سے علاقہ رکھتی ہیں جن کے وسیلہ سے آدمی خدا کے ساتھ قربت حاصل کرتا ہے یہ نہائت عمدہ بات ہے کہ آدمی خدا کی عبادت کرے۔ لیکن ضرور ہے کہ عبادت کے اطوار خدا سے معلوم کئے جائیں کیونکہ مفید عبادت وہی عبادت ہے جو الہام سے خدا نے بتلائی یا خدا کی روح نے انسان کے دل میں ڈال کہ اس کے سامنے وہ اس طرح سے جھکے۔ محمدی مذہب میں اطوار عبادت کا بھی ایک بڑا سا دفتر لکھا ہوا ہے جس میں سے بطور خلاصہ کے مختصر بیان اُن کی ہر ہر عبادت کا کرتا ہوں۔ اور چونکہ خدا کے کلام میں محمدی مذہب کی نسبت بلکہ سب جہان کے مذہبوں کی نسبت زیادہ تر خدا کی عبادت کے اطوار اور اس کے پہلو بیان ہوئے ہیں اس لئے محمدی عبادات کا اُن عبادتوں کے ساتھ کچھ کچھ مقابلہ بھی کیا جائے گا اگر کوئی خدا پرست آدمی خدا کے دین کی عبادتوں کے اطوار سے واقف ہونا چاہے تو اسے چاہیے کہ نماز کی کتاب کو پڑھے۔

فصل اوّل

طہارت کے بیان میں

طہارت عبادت میں داخل ہے۔ حضرت نے بہت زور کے ساتھ طہارت کی ضرورت کا بیان کیا ہے اوراکثر اس کے دقیقوں کو ظاہر کیا ہے اور یہ بیان کچھ تو قرآن میں ہے پر بہت سے ذکر حدیثوں میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

چھ باتوں کے سبب طہارت کی بڑی ضرورت ہے۔

اوّل: نماز بغیر طہارت کے ہو نہیں سکتی۔

دوم: قرآن کو بغیر طہارت کے ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

سوم: مسجد میں بغیر طہارت داخل نہیں ہوسکتے۔

چہارم: حج کے لئے طہارت ضرور ہے۔

پنجم: حضرت محمد پر درود پڑھنے کے لئے طہارت چاہیے۔

ششم: پرہیز گار آدمی کو چاہیے کہ اکثر طہارت سے رہا کرے کیونکہ بغیر طہارت کے خدا کی برکت آدمی پر نازل نہیں ہوتی ہے اور نہ بعض عبادت بغیر اُس کے قبول ہوسکتی ہے

مشکوات کتاب الطہارت کی پہلی حدیث یہ ہے کہ " الطھور شطر الایمان یعنی طہارت آدھا ایمان ہے۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ طہارت کیا چیز ہے دوقسم کی طہارت ہے۔

حقیقی طہارت

یہ ہے کہ بدن اورکپڑے کو نجاست دیدنی سے پاک رکھنا۔

حکمی طہارت

یہ ہے کہ بغیر نجاست دیدنی کے نادیدنی نجاست سے بحکم شرع کے پاکی حاصل کرنا مثلاً وضو غسل تتمیم وغیرہ سے۔

خدا کےکلام میں بھی بہت سا ذکر طہارت کا ہے اور موسوی شریعت میں جسمانی طہارت کی تعلیم بہت ہوتی تھی اور روحانی طہارت کا بھی بہت ذکر ہوا ہے پر یہودیوں نے جسمانی طہارت کی بہت پیروی کی اور روحانی طہارت سے غافل رہے مگر سیدنا مسیح نے دلی طہارت پر زور دیا اوریہ دکھلایاکہ جسمانی طہارت کی تعلیم روحانی طہارت کےلئے بطور نمونہ کے تھی نہائت ضرورت روحانی طہارت ہے کہ آدمی کا دل کفر غضب، دشمنی، حسد ، لالچ وغیرہ سے پاک ہو تب الہیٰ برکات کا مہبط ہوسکتا ہے (متی ۵: ۸)۔ مبارک وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ خدا کودیکھیں گے پس انجیل بھی طہارت کی ضرورت بتلاتی ہے لیکن یہ کہتی ہے کہ حقیقی طہارت دل کی پاکیزگی ہے اورمجازی طہارت جسمانی طہارت ہے۔

دیکھو ہزارہا بے ایمان اگرچہ کیسے صاف ستھرے کیوں نہ رہیں خدا کے نزدیک مکروہ ہیں اوروہ غریب ایماندار جو اپنی غربت اورتنگدستی کے سبب میلے کپڑے پہنے ہیں ایمان اوردل کی صفائی کے سبب خدا کے مقبول ہیں۔

ہاں جسمانی طہارت سے جسم کی صحت ہے اورآدمی خوب نظر آتا ہے پر الہیٰ تقرب کے لئے دل کی طہارت مطلوب ہے پر حضرت محمد نے اپنا سارا زور جسمانی طہارت پر خرچ کیا ہے۔ توبھی یہودیوں کی جسمانی طہارت سے ہرگز فوقیت نہیں لے گئے جنہوں نے مسیح سے صرف جسمانی طہارت پر ملامت اٹھائی کہ پیالے اوررکابیوں کو باہر سے دھوتے ہو پر اندرلوٹ سے بھرے ہیں۔

فصل دوم

غُسل کے بیان میں

ہمبستری کے بعد اوراحتلام کی حالت میں حضرت محمد نے غسل کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح عورت کو حیض ونفاس سے پاک ہونے کے بعد بھی غسل ضرور ہے یہ باتیں مناسب ہیں اورموسیٰ کی شرع میں بھی انکا ذکر ہے ۔ اوردنیا کی سب قومیں اپنی تمیز کے موافق ایسی صفائی کرتے ہیں۔ لیکن محمدی شرع میں چونکہ یہ امر عبادت میں داخل ہیں اس لئے بڑے بڑے بیان علماء نے ان کے کئے ہیں اوربے حیائی کے ذکر ایسے موقعوں پر بہت ہیں پر ہم اس بارے میں اورتو کچھ نہیں کہتے مگر یہ کہ حضرت محمد کا زورجسمانی طہارت پر ہے۔ عیسیٰ مسیح کے لوگ اپنے گناہ آلودہ دلوں اورروحوں کو مسیح کی پاک قربانی کے خون کے سوتے میں دھوتے ہیں تاکہ وہ پاکیزگی جو خدا کو پسند ہے کریں اوراسی پر انجیل میں زور ہے ہاں وہ لوگ اپنے بدن اورکپڑوں کو بھی نجاست جسمانی سے پانی میں صاف کرتے ہیں پر نہ قربت الہیٰ کے لئے مگر دفعہ کراہت اورصحت بدنی کے لئے ۔ اورخوب جانتے ہیں کہ توریت اورانجیل میں کچھ فرق نہیں ہے وہاں جسمانی طہارتیں اس لئے مقرر نہیں کہ آئندہ روحانی طہارتوں کے نمونے ہوں۔

فصل سوم

حیض کے بیان میں

حیض کی حالت میں عورت ناپاک ہے اوراس ناپاکی مُدت میں تین دن سے کم اوردس دن سے زیادہ اُن کی شرع میں نہیں ہے۔

عورت حائیضہ کو نمازمعاف ہے اوروہ مسجد میں قدم نہیں رکھ سکتی۔ کعبہ کا طواف نہیں کرسکتی نہ قرآن پڑھ سکتی نہ اُس کو چھو سکتی ہے مگر غلاف کے ساتھ ۔ ایسی باتیں حضرت محمد نے حضرت موسیٰ کی توریت میں سے کچھ تصرف کے ساتھ اخذ کی ہیں جو مسیحی باطنی طہارت کے نمونے تھے۔ پر اب آزادگی کا زمانہ آگیا ہے اورباپ (پروردگار) کی پرستش روح اورراستی سے ہونے لگی اُس وقت کی رسمی شریعت ایک خاص حکمت پر مبنی تھی جس کی حکمت اب کھل گئی ہے ۔ لیکن حضرت محمد کا اب ایسا بیان کس حکمت پر

مبنی ہے کوئی حکمت نہیں ہے مگر صاف بتلایا گیا ہے کہ ایسے کام تقرب الہیٰ کے لئے نہیں جو تمیز پسند نہیں کرتی ہے۔

ہاں حضرت محمد نے عورت حائیضہ سے ہم بستر ہونے سے بھی منع فرمایا ہے اوریہ اچھی بات ہے عقلاً مگر خود حضرت محمد نے اس پر عمل نہیں کیا۔ چنانچہ مشکوات باب الحیض میں حضرت عائشہ بی بی حضرت محمد کی فرماتی ہیں کہ عین حیض کی حالت میرے ساتھ مباشرت کرتے تھے۔ اوراس بی بی کا یہ قول ہے کہ " کان یامرنی فاترز فیبا شرنی وانا حیض" ۔اگرچہ یہاں بالائے مباشرت کا ذکر ہے اورایسا ہی حکم حضرت نے اُمت کو بھی دیا ہے۔

اس مقام پر میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ اکثر مُدت حیض کی حضرت محمد نے دس یوم مقرر کئے ہیں پھر بھی ایسی بے صبری ہے حالانکہ (۱۸) بی بیاں اوربھی موجود ہیں یہ باتیں مقدسوں کو لائق نہیں ہیں۔

خدا کا سچا رسول (۱کرنتھیوں ۷: ۲۹) میں فرماتا ہے کہ بیاہی ہوئی ایسی ہوجیسی بن بیاہی یعنی جانوروں کی طرح اکثر شہوت پرستی میں مصروف رہنا مقدسوں کو لائق نہیں ہے چہ جائیکہ رسولوں کا یہ حال ہو اب ناظرین آپ ہی انصاف کریں اوررسول کی اس تعلیم کو حضرت محمد کی اس تعلیم سے مقابلہ کرکے سوچیں۔

فصل چہارم
وضو کے بیان میں

وضو بھی ایک طہارت ہے نجاست حکمی سے وہ یہ کہ مسلمان آدمی قاعدہ مقررہ کے موافق منہ ہاتھ پیر وغیرہ دھوئے تاکہ عبادت الہیٰ کے لائق ہوجائے اورصفت وضو کی یہ ہے کہ جو مشکوات کتاب الطہارت میں بخاری ومسلم نے عثمان سے روایت کی ہے (کہ جو آدمی اچھی طرح وضو کرے اُس کے سارے بدن کے گناہ دفع ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ اُس کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی باقی نہیں رہتے۔

یہ بات عقل میں نہیں آتی اورکلام الہیٰ کے بھی خلاف ہے گناہ جو ایک نجاست روحانی ہے وہ جسم کی صفائی سے کس طرح نکل سکتا ہے البتہ پانی سے بدن کا میل چھوٹ سکتا ہے پر روح کا میل پانی سے دھویا نہیں جاسکتا۔

انجیل میں مذکور ہے کہ بپتسمہ سے گناہ دفع ہوسکتے ہیں مگر اُسی کتاب سے ثابت ہے کہ روح اورآگ کے بپتسمہ سے جو مسیح دیتا ہے یہ ہوتا ہے نہ پانی سے ہاں پانی اُس کا نشان ہے مگر حضرت محمد پانی سے اس نجات کا دفعیہ بتلاتے ہیں انجیل صاف بتلاتی ہے کہ نہ عبادت سے نہ ریاضت سے نہ عقائد سے بلکہ (ایمان) سے بھی نہیں مگر روح سے جو بوسیلہ ایمان کے اللہ بخشتا ہے یہ گناہ دفعہ ہوتے ہیں اوریہ بات عقل اورنقل سے مسلم ہے پریہ عام بات جو بے اصل ہے کہ پانی سے گناہ دفع ہوں اگرکسی کی تمیز قبول کرسکتی ہے توکرے۔

پریہ وضوٹوٹ جاتا ہے جب کوئی نجاست دیدنی بدن سے نکلے باقی آجائے یا آدمی بآواز بلند ہنسے یا بے ہوش ہوجائے یا سوجائے وغیرہ اس صورت میں دوسری با روضو کرنا پڑتا ہے ۔

مشکوات الطہارت فصل سوم میں لکھا ہے کہ (کہ ایک دفعہ حضرت محمد نے امام ہوکے نماڑپڑھوائی اورسورہ روم کو پڑھا مگر پڑھتے پڑھتے ایک جگہ بھول گئے جب نماز ہوچکی تو فرمایا کیا حال ہے لوگوں کاکہ اچھی طرح وضو نہیں کرتے اورہمارے ساتھ نماز پڑھنے کو آجاتے ہیں اُن کے اچھے وضو نہ ہونے کے سبب ہم قرآن کو پڑھتے ہوئے بھول جاتے ہیں۔

یعنی اُن کے بُرے وضو ہمارے اندرتاثیر کرکے قرآن کو بھولا دیتے ہیں یہاں سے ظاہر ہے کہ اُمت کی راستبازی پیشواکی راستبازی کو کامل کرتی ہے یانقصان پہنچاتی ہے یہ نہیں ہے کہ پیشوا کی راستبازی اُمت کے نقصان کو کامل کرے۔

اس تعلیم سے یہ خوف پیدا ہواکہ جب بعض آدمیوں کے بُرے وضو کے سبب اس وقت خدا کی حضوری میں حضرت محمد قرآن کو بھول گئے تو قیامت کے روزجب خدا اپنے جلال اوردبدبہ میں ظاہر ہوگا اورہزارہا آدمی بالکل فرائض شکن اوربدیوں سے بھرے ہوئے حضرت محمد کے پیچھے ہونگے تو اُس وقت کیا حال ہوگا ایسا نہ ہو کہ ساری نبوت ہی گم ہوجائے پس اب ہم کیونکر ایسے شخص کے پیچھے چلیں جو

ہمارے اعمال صالحہ سے منور ہوکے ہمارے سامنے چمکنا چاہتا ہے۔

پر تمیز صاف کہتی ہے کہ حضرت نے اپنے بھول کی شرم دفع کرنے کو علی العموم لوگوں پر یہ عیب لگایا تھا کہ وہ اچھی طرح وضو نہیں کرتے۔

اب مسیحی وضو پر بھی خیال کرنا چاہیے کہ وہ کیا ہے (متی ۵: ۲۳۔ ۶: ۵) کو پڑھو کہ دوسروں کے قصور معاف کرکے اور بے ریا ہوکر عبادت کرنا چاہیے مخالف رکھنے والا اور ریاکار آدمی خدا کی حضوری حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اس مطلب سے توانجیل بھرپور ہے کہ آدمی کیسا ہی گنہگار کیوں نہ جب ایمان کے ساتھ سیدنا مسیح کے پیچھے جائے تو مسیح کے وسیلہ سے اُس کے سارے گناہ دفع ہوجاتے ہیں اور وہ منور ہوجاتا ہے اُس کے گناہ دھوئے جاتے ہیں اور اُس کی سب اندرونی آلائش جل جاتی ہے اور نئی زندگی اور روشنی اُس میں داخل ہوتی ہے اور خدا کی مرضی اس پر ظاہر ہوتی ہے نہ آنکہ ہمارا نقصان پیشوا کے ذہن میں سے بھی خدا کی مرضی کو اڑادے۔

فصل پنجم

تمیم اور مسح خف کے بیان میں

حضرت محمد نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ اگر پانی نہ ملے یا بیماری کے خوف سے غسل ووضو نہ کرسکے یا جاڑے خوف سے پانی کی طہارت مذکور عمل میں نہ لاسکے توبجائے پانی کی طہارت کے خاک پر یا پتھر پر یا چونے پر دونوں ہاتھ مارے اور منہ پر ایک دفعہ اور دوسری دفعہ ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لے پس وہ شخص غسل یا وضو کرُچکا اب وہ شخص نماز وغیرہ سب کام کرسکتا ہے یہ تمیم ہے۔

مسح خف یہ ہے کہ سردی کے موسم میں جب وضو کرے اور پیروں میں چمڑے کے موزے ہوں تو پیر نہ دھوے بلکہ پانی سے بھیگی ہوئی انگلیاں ہاتھ کی موزوں پر پھیر لے اور سمجھے کہ پیر بھی دھوئے گئے۔ یہ نمونے ہیں عین کے عین توپانی ہی چاہیے کہ اس سے پاکیزگی حاصل کی جائے پر عدم موجودگی اور ضرورت کی حالت میں پانی سے عوض یہ کام کرے یعنی جب اصل چیز نہیں ہے تو اُس کے نمونے سے کام نکالے یہ کارروائی کی بات ہے مگر اُن کی شریعت یہ کہتی

ہے کہ ان نمونوں سے کام نکالنے والا برابر ہے اُس شخص کے جس نے عین یعنی اصل شے سے کام کیا۔

اس مقام پر میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ موسیٰ کی شریعت میں پانی کی جسمانی طہارت مسیح کی روحانی باطنی طہارت کا نمونہ تھا اور اصل اس میں روحانی صفائی تھی جونمونوں کے وسیلہ سے اس وقت کارآمد ہوئی اورجب تک اصل طہارت کا سرچشمہ جو مسیح کا خون ہے کھولا نہ گیا خدا نے اپنے لوگوں کو اُس کے نمونوں سے برکات بخشیں پر جب عین آیا یعنی مسیحی خون کا سرچشمہ کھولا گیا تو پھر سب نمونے اوڑگئے کہ آب آمد وتمیم برخواست اوروہ عین جو ظاہر ہوا ایسا کامل ظاہر ہوا کہ اُس کے لئے پھر کسی حالت میں نمونے کی حاجت نہ رہی اب انسان خواہ بیمار ہو یا بڑی تنگی میں ہو یا فراخی میں ہر حالت میں ایمان کے ہاتھ سے مسیحی خون کے سرچشمہ میں دلی طہارت حاصل کرتا ہے۔ لیکن حضرت محمد اس بھید کو نہ سمجھے اُنہوں نے اُن سابقہ نمونوں کے عوض میں اورنمونے تجویز کئے اوراُن نمونوں کو عین اوراصل ٹھہرایا اگر پانی کی طہارت اصل شے ہے اورتتمیم اُس کا نمونہ وقائم مقام ہے تویہ اصل کیسی ناکامل ہے کہ زمین پر اپنی موجودگی حالت میں بھی بعض اوقات نمونے کی محتاج ہے پر مسیحی خون کا سرچشمہ اُس حالت میں نمونے میں ظاہر ہوا تھاکہ جب وہ وقوع میں نہ آیا تھا جب ظاہر ہوا تو مطلق نمونے ہٹ گئے۔ پر محمد ی تعلیم میں ہم کچی بنیاد پر کچی عمارت دیکھتے ہیں۔

فصل ششم

مسواک کے بیان میں

مسواک یا دانتن کرنا حضرت محمد کی بڑی عادت تھی اوریہ اچھی عادت ہے پر حضرت اس کو بھی عبادت الہیٰ میں داخل سمجھتے مشکوات باب المسواک فصل ثانی میں عائشہ سے شافعی وغیرہ کے روائت یوں ہے " المسواک مطہرہ للھم مرضات للرب مسواک منہ کی پا کی ہے اورخدا کی رضامندی ہے۔اسی باب کی فصل ثالث میں ہے فرمایا حضرت نے کہ جب کبھی جبرئیل فرشتہ میرے پاس آیا تب ہی مسواک کا حکم لا یا یہاں تک کہ مجھے اپنا منہ چھل جانے کا خوف ہوا۔ پھر عائشہ کی حدیث میں ہے کہ (جونماز اُس وضور سے پڑھی

جائے جس میں مسواک کی گئی ہے وہ نماز ستردرجہ زیادہ ہے اُس نماز سے جس کے وضو میں مسواک نہ ہو۔

اس تعلیم کے سبب سے امام شافعی کا فرقہ اہلِ اسلام میں مسواک کی بڑی ضرورت سمجھتا ہے بلکہ بعض مسلمان مسواک ہر وقت پاس رکھتے ہیں پر اور فرقوں کے مسلمان وضو کے وقت اس کا استعمال کرتے ہیں۔

میں اس تعلیم پر صرف اتنا کہتا ہوں کہ مسواک خوب چیز ہے پر وقت معین پر خلوت میں بہتر ہے نہ عام مجلسوں میں اوریہ کہ یہ امر بھی جسمانی بات ہے نہ روحانی۔ لیکن حضرت محمد جوبہت مسواک کرتے تھے اُن کے بارے میں میری تمیزکی یہ گواہی ہے کہ حضرت محمد بہ سبب عورتوں کے اس کا استعمال زیادہ کرتے تھے اوریہی سبب ہے کہ مسواک کے سارے بیان میں رات کی مسواک کا ذکر ہے۔ اورسورہ تحریم کی اوّل عبارت کی تفسیروں میں ایک قصہ مذکورہ ہےکہ عورتوں نے کہا کہ اے محمد تیرے منہ سے بدبوآتی ہے۔ اوراسی واسطے حضرت کچا پیازاورلہسن بھی نہ کھاتے تھے اورعطریات اورخوشبو سے کپڑے اوربدن کو بھی معطر رکھتے تھے پس مسواک کی کثرت کسی اورمطلب پر مجھے معلوم ہوتی ہے پر الٰہی عبادت کے پیرایہ میں حضرت نے اس کی تعلیم دی ہے۔

خدا کی عبادت کےلئے جو مسواک یا دین کی صفائی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو بدبات بولنے سے باز رکھے اورگالیاں وٹھٹھہ بازی اورچغل خوری اورکوسنا ولعنت کرنا چھوڑے(یعقوب ۳باب تمام)۔ یہ روحانی مسواک ہے جو عبادت ہے پر جسمانی مسواک جسم کےلئے صفائی ہے۔

فصل ہفتم

ایامِ متبرکہ بیان میں

حضرت محمد نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ برس کے بارہ مہینوں میں سے چارمہینے خدا کے نزدیک زیادہ عزت دارہیں چنانچہ سورہ توبہ کے ۵ رکوع میں لکھا ہے کہ (خدا کے دفتر میں سال کے بارہ مہینے مقررہیں جب اُس نےآسمان زمین کو پیداکیا تھااُن بارہ میں سے چارمہینے ادب کے ہیں۔

وہ یہ ہیں ، رجب ذیعقدہ ذی الحجہ محرم۔ یہ چار مہینے قدیم سے عرب میں متبرک خیال کئے جاتے تھے ان میں

وہ لوگ لڑائی اور فساد نہ کرتے تھے حضرت نے قرآن میں اپنے
اباء کے دستور پر انہیں مبارک بتلایا ہے اور ہر مہینے کی تعریف
بڑے بڑے مبالغوں کے ساتھ کُتب احادیث میں ملتی ہے اور
کچھ روزے اور دعائیں اورنمازیں ان میں مقرر ہیں۔

ان چار کے سوا دو اور مہینے حضرت نے اپنی طرف سے
معزز ٹھہرائے ہیں یعنی شعبان اوررمضان پس یہ چھ مہینے ہیں
کہ ان کی تعریف قرآن حدیث میں بہت ہے۔

بعض خاص دن بھی ہیں جن کو حضرت نے بزرگ بتلایا
ہے اوّل جمعہ کا دن ، دوئم شوال کی پہلی تاریخ سیوم ذالحجہ
کی آٹھویں تاریخ چہارم ذی الحجہ کی نویں تاریخ پنجم ذالحجہ
کی دسویں تاریخ بلکہ یکم ذی الحجہ سے دسویں تاریخ تک سارا
عشرہ مبارک ہے ششم محرم کی دسویں تاریخ ہے اوران کے
سوا اوربھی دن ہیں جوکم مشہورہیں۔

بعض راتیں بھی حضرت نے مبارک بتلائی ہیں اوّل
شب برات جو شعبان کی چودھویں تاریخ کو آتی ہے دوم لیلتہ
القدریہ رات معلوم نہیں کہ کب آتی ہے مگر سال میں کوئی
رات ہے ۔ سوم ہر جمعرات جس میں پیروں فقیروں اور
مُردوں کی روحوں کے نام پر لوگ کھانا دیتے ہیں۔

ایک گھڑی یا ساعت بھی حضرت نے مبارک بتلائی ہے
جو ہر جمعہ کے دن صبح سے شام تک کسی وقت آجاتی ہے۔

ان مہینوں اور دنوں اورراتوں کا بیان حدیثوں میں اس
کثرت سے ہے کہ اس بیان میں ایک مجلد کتاب تیارہوسکتی
ہے پر اُس بیان میں کوئی مفید بات نہیں ہے صرف مبالغوں
میں ثوابت کا ذکر ہے۔

عیسائی کلیسیا میں جو نماز کی کتاب مرُوج ہے جسے
دعا وعمیم کی کتاب کہتے ہیں اُس میں بھی بعض مہینوں
اوردنوں اورراتوں کا ذکر ہے اوراُن میں بعض دعائیں اورنمازیں
اورنصیحتیں خاص مقرر ہیں اور پولوس رسول نے بھی
(رومیوں ۱۴: ۵تا ۶) میں یوں لکھا ہے کہ کوئی ایک دن کو
دوسرے سے بہتر جانتا ہے اورکوئی سب دنوں کو برابر
جانتا ہے ہر ایک اپنے اپنے دل میں پورا اعتقاد رکھے اوروہ جودن
کو مانتا ہے سو خداوند کے لئے مانگتا ہے اورجو دن کو نہیں
مانتا سوخداوند کے لئے نہیں مانتا ہے۔

پس ہم دنوں کے تقرر کے بابت حضرت محمد پر بھی اعتراض نہیں کرتے ہیں لیکن صرف اس قدر ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی خدا کے کلام پر اورنماز کی کتاب پر فکر کے اورحضرت محمد کے ایام متبرك پر بھی سوچے تواُسے یہ بات خوب معلوم ہوجائے گی کہ سواء سبت کے اورکسی دن میں خدا کی طرف سے کچھ خصوصیت مقررنہیں ہوئی ہے۔

چنانچہ بائبل میں لکھاہے کہ خدا نے چھ دن میں سب کچھ پیدا کیا اورساتویں دن فراغت کی اورحضرت محمد نے قرآن میں بھی لکھاہے (اعراف ۷ رکوع میں ہے)اللہ الذی خلق السموات الارض فی ستتہ ایام ثم الستوی علی العرش اللہ وہ ہے جس نے آسمان اورزمین کوچھ دن میں پیدا کیا اورپھر تخت پر بیٹھ گیا۔پس یہ تخت پر فراغت پاکے بیٹھ جانے کا دن جو برابر انبیاء میں مانا گیا ضرور خدا سے مقرر اورمخصوص ہے۔

اگر چہ محمد صاحب نے اسے آپ ہی چھوڑ دیا ہے اوراس کے عوض جمعہ کا دن تعطیل کےلئے مقرر کیا ہے اورآپ ہی فرماتے ہیں کہ جمعہ خدا کی تعطیل کا دن نہیں تھا کیونکہ جمعہ کے دن آدم پیدا کیا گیا تھا اُن کے قول کے موافق پر ہم سب انبیاء اُسی یوم کی عزت کرتے ہیں جو الستویٰ علی العرش کا یوم ہے یعنی سبت کا دن۔ ہاں اُس کے عوض ہم اتوارکواب مانتے ہیں اس لئے کہ اُس دن نئی پیدائش کا کام تمام کرکے اقنو ثانی نے فرصت پائی اورمُردوں میں سے جی اٹھا تھا اوریہ سبت مسیحی کلیسیا کا ہوا جیسے وہ سبت یہودی کلیسیا کا تھا اس دن کے سوا اوردوسراکوئی دن کلام میں مخصوص نہیں ہے جو اخلاقی شریعت میں داخل ہوکے تمام جہان کے استعمال کےلئے پیش کیاگیا ہو۔

ہاں بعض ایام اوربھی توریت میں تھے جن کا ذکر کچھ آنے والا ہے لیکن ایسے مخصوص نہ تھے جیسا سبت تھا پراُن کی خصوصیت بعض واقعات آئندہ کےنمونے پر تھی اورجب وہ واقعات ظہورمیں آگئے تو اب اُن کی خصوصیت بھی جاتی رہی آب آمد تمیم برخواست کے قاعدے سے۔ ہاں اب نماز کی کتاب میں بعض ایام کلیسیا نے مخصوص کررکھے ہیں صرف واقعات گذشتہ کی یادگاری میں نماز کی کتاب ہرگز ہرگزنہیں کہتی ہے کہ یہ ایام اپنے نفس میں کچھ برکت رکھتے

ہیں بلکہ وہ تو سب دنوں کے برابر دن ہیں لیکن بات یہ ہے کہ اُن دنوں میں اُن خاص واقعات کو بغوراوربالخصوص ہم یاد کرتے ہیں جو دین کے اُصول ہیں مثلاً مسیح کی پیدائش کا دن اورموت کا دن اورجی اٹھنے کا دن اورروح کی نزول کا دن اس دنیا میں جو یہ بڑے بڑے امورواقع ہوئے تھے اُن کی یادگاری بہ ترتیب سال میں کی جاتی ہے اگرسب مل کے ان دنوں کے عوض میں اوردن یادگاری کے اُن واقعات کے لئے مقررکریں تو کتاب نمازکا انحراف نہیں ہے غرض اُس کے ان واقعات کی یادگاری سے ہے نہ اُن خاص دنوں سے۔

پر حضرت محمد کی تعلیم میں دن مخصوص ہیں دنوں اور گھڑیوں اور راتوں اور مہینوں میں برکت ہے نہ صرف اُن کاموں میں جو اُن ایام میں کئے جاتے ہیں بلکہ وہ کام اُس دن میں واقع ہونے سے بہ سبب خصوصیت اُن اوقات کے نہ نسبت اور اوقات کے وہ زیادہ مقبول ہیں یہی فرق محمدی اوقات متبرکہ اورعیسائی ایام یادگاری میں ہے اب ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ اس تعلیم میں بھی کتنا فرق ہے اورمعرفت کے رتبہ سے کس قدریہ تعلیم حضرت کی گری ہوئی ہے۔

فصل ہشتم
عیدوں کے بیان میں

حضرت محمد کی تعلیم میں دوعیدوں کا بیان ہے عیدالفطر اورعید الضحیٰ یعنی عید وبقرعید۔

عید الفطر کی رسم خاص حضرت محمد کی ایجاد ہے پر عیدالضحیٰ عرب میں پہلے سے آتی ہے ۔

عید الفطر اس لئے ہے کہ ماہ رمضان خیر سے گذرا اور بعض روزوں کے آج مغفرت حاصل ہوئی حدیث میں ہے عبادی ل صمتم ولی صلیتم انصرفوا مغفورالکم جب مسلمان عید کی نمازپڑھکے آتے ہیں تو گویا خدا اُن سے یوں کہتا ہے کہ (اے میرے بندو تم نے میرے لئے روزے رکھے اور عید کی نمازپڑھی پس چلے جاؤ بخشے ہوئے اپنے گھروں کو۔

اس عید کا یہ دستور ہے کہ صاف کپڑا پہنے ہوئے کچھ کھا کر گھر سے نکلیں اور عیدگاہ میں نماز پڑھیں اور صدقہ فطردیں اورخوشی کریں۔

لیکن بقرعید کو گھر سے باہر بغیرکھائے نہارمنہ نکلیں اوربعد نمازگھرپرآکر قربانی کریں اورکھائیں اورخیرات دیں۔

مشکوات باب صلوات العیدین میں لکھا ہے انس سے ابوداؤد کی روایت ہے کہ جب حضرت ہجرت ہجر کرکے مکہ سے مدینہ میں آئے تھے تو دیکھا کہ اہلِ مدینہ سال میں دو روز عید کیا کرتے ہیں مہرجان میں اور نو روز کے دن۔ مہرجان خزاوں کا مہینہ ہے اورنوروز سال کا پہلا دن ہے یہ دوروز عید کے مدینہ میں مقرر تھے۔

حضرت نے اہل مدینہ سے کہا کہ ان دو روز میں خوشی کرنا چھوڑدو اس کے عوض میں خدا نے ہمیں عید اوربقرعید کا دن بخشا ہے۔

جمعہ کا دن بھی مسلمانوں میں ایک عید کا دن ہے بموجب مشکوات باب الجمعہ فصل ثالث کی اس روایت کے جو ابن عباس سے ترمذی نے نقل کی ہے۔

اوراس دن کی بڑی بزرگی بیان ہوئی ہے اور قرآن میں لکھا ہے کہ جمعہ کی نماز کی اذان کے وقت بیع اورخرید فروخت بند کرکے مسجد میں آنا چاہیے۔

اوراسی باب میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے فرمایا حضرت نے جو کوئی مرجائے جمعہ کو یا جمعرات کو تو وہ عذاب قبر سے بچ جاتا ہے۔

جمہ کی وجہ خصوصیت کئی ایک ہیں یعنی یہ کہ آدم جمعہ کے دن پیدا کیا گیا تھا اورجمعہ ہی کو بہشت سے نکالا گیا اور جمعہ ہی کو وہ مرا بھی تھا اورجمعہ کے دن ایک مقبول گھڑی آتی ہے اور قیامت بھی جمعہ کے دن آئیگی۔ لیکن نہائت درست بات اس دن کی خصوصیت کےلئے وہ ہے جو مشکوات باب الجمعہ فصل اوّل میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے والناس لنافیہ تبع الیہود عذاً والنصاری بعد ضدٍ یعنی خدا نے ہمیں جمعہ کا دن بتلایا ہے سب آدمی ہمارے پیچھے ہیں یہودی سنیچر کو عبادت کرتے ہیں اورعیسائی اس کے بعد اتوار کو ہم سب سے آگے ہیں کہ جمعہ کو مانتے ہیں۔

بیان گذشتہ سے معلوم ہوا کہ یہ تین عیدیں اہل اسلام کی محض مخالفت دیگر اقوام پر قائم ہیں عید اور بقرعید حضرت نے مدینہ کے مہرجان اورنوروز کے بدلے میں قائم

کی ہیں کہ اُن کی رسم اجاڑے اوران کی رسم قائم رہے اورتیسری عید جو جمعہ ہے وہ یہودی اورعیسائی لوگوں کی مخالفت میں ہے کہ ہم ان دونوں فرقوں سے کسی طرح پیش دستی کریں یہاں سے ظاہر ہے کہ تینوں عیدوں کی بنیاد مخالفت نفسانی پر قائم ہے پھر کیونکران میں برکت ہوگی۔

خدا کے کلام میں بھی عیدوں کا ذکر لکھا ہے پر وہ عیدیں نہ کسی کی مخالفت پر قائم ہیں اورنہ انسان کی تجویز سے ہیں پر خدا کے پاک بھیدوں کا عکس ہیں جیسے (احبار۲۳: ۴)۔ میں ہے کہ یہ خداوند کی عیدیں اورمقدس منادیاں ہیں۔

پہلی عید ہفتہ ہے یعنی سنیچر کا سبت اس کی خاص وجہ وہی ہے جو کلامِ الہیٰ میں اورقرآن میں بھی لکھی ہے کہ خدا نے چھ دن میں سب کچھ پیدا کیا اورساتویں دن فراغت کی یا تخت پر آرام سے بیٹھ گیا۔ اورخدا نے حکم دیاکہ میرے نمونے پر آدمی بھی چھ روزدنیاوی کام کریں ساتویں دین سب کچھ چھوڑکر اللہ سے دل لگائیں اورعبادت کریں بہت ٹھیک طورپر یہودی اسے مانتے آئے یعنی ہفتہ ہی کے روز سبت کرتے رہے۔ پرعیسائی لوگوں نے اتوارکو سبت قراردیا اس لئے کہ نجات کا کام پورا کرکے اُس دن مسیح قبر سے نکلا اوریہودی سبت کی تکمیل کردی۔

عیسائیوں نے یہ نفسانی خیال کبھی نہیں کیاکہ آؤ ہم یہودیوں سے سبقت لے جانے کےلئے جمعہ کو اختیارکرلیں اُس وقت تو مسلمان پیدا بھی نہ ہوئے تھے اگر عیسائی چاہتے تو جمعہ کو لے سکتے تھے پروہ اپنی مرضی سے دین نہیں بناتے ہیں وہ خدا کے الہام کے تابع ہیں اورجب وہ خدا کے تابع ہیں تب ہی تو خدا انہیں عمدہ برکتیں دیتا ہے کہ اس نے انہیں اتواربخشا کہ نئی زندگی کے لوگ اپنی نئی زندگی کے پہلے دن کو خدا کی عبادت کے لئے مخصوص جانیں۔

(۲)عید فسح اورفطیر ہے (احبار۲۳: ۵، ۶) کے موافق یعنی پہلے مہینے کی ۱۴ تاریخ زوال وغروب کے درمیان مخلصی کی عید ہے اُس میں برہ ذبح کیا جاتا تھا اوردوسرے روزیعنی ۱۵ تاریخ کو عید فطیرہوتی تھی جس میں سات دن تک فطیری روٹی کھاتے تھے۔

یہ عید سیدنا مسیح کی یادگاری میں جو دنیا میں آنے والا تھا خدا نے یہودیوں کو بتلائی تھی سیدنا مسیح ٹھیک اسی

عید کے وقت ۱۲بجے سے تین بجے تک خدا کا برہ ہوکے صلیب پر موا(متی ۲۷: ۴۵) اب یہ عید تکمیل پاگئی یعنی اس عید کا مطلب ظاہر ہوگیاکہ یہ تھا اور ضرور بڑا بھاری مطلب اس میں تھا اوراس کے سب قواعد خوب اس میں پورے ہوئے پس یہ عید کیا تھی مسیح کی موت کا ایک نقشہ کھینچا ہوا اللہ کا اُن کے ہاتھ میں تھا نہ نوروزکی مخالفت تھی نہ مہرجان کی پر خدا کی آئندہ محبت کا پرُجلال نقشہ یاجہان کے نجات نامہ کی تصویر تھی پر درست مطلب جب کھلا جبکہ وہ آیا جس کی تصویر تھی ہم نے تصویر کو ہاتھ میں لے کر سب کچھ اس میں جس کی تصویر تھی درست پایا۔ اوراس کے بعد یہ فطیر۱۵تاریخ سے سات دن تک ہوتی تھی سات کا عدد کمال پر اشارہ کرتا ہے پس آخر تک شرارت کے خمیر سے کلیسیا پرہیز کرتی ہے قیامت کے دن تک یہ عید رہیگی اور قیامت کو یہ سات دن بحساب الہیٰ پورے ہوں گے جب تک تمام ریاکاری کا خمیر دور کرتے رہتے ہیں اور خدا کے فضل سے روحانی فطیری روٹی کھاتے ہیں۔

عید پولا ہلانے کی تھی اوروہ اسی مہینے کی ۱۶تاریخ کو ہوتی تھی کہ اُن ایام میں زراعت پک جاتی تھی مگر گاٹنے سے پہلے یہ عید ہوتی تھی اس عید کے بعد کاٹنا شروع ہوتا تھا مگر اس عید کے دن پر ایک پولا یعنی اپنی زراعت کا پہلا حاصل کاہن کے وسیلہ سے خدا کے حضور میں پیش کیا کرتے تھے بموجب (احبار۲۳: ۱۰) کے۔

سواُسی دن سیدنا مسیح تمام زمین کے مرُدگان کے کہتے کا پہلا پھل ہوکے قیامت کی زندگی سے زندہ ہوکے جی اٹھا تھا۔ ۱۴تاریخ کو عید فسح کے دن موا(۱۵) تاریخ کو اس کی منادی ہوئی کہ سات دن تک کوئی خمیر کا استعمال نہ کرے یعنی اب جہان سے شرارت اورریاکاری متروک ہوئے قیامت تک کیونکہ حقیقی کفارہ ہوگیا پر(۱۶)تاریخ جب پولا ہلانے کی عید آئی کہ اللہ کے سامنے اپنی زراعت کا پہلا پولا شکر گزاری میں پیش کریں اُس دن مسیح مردوں میں سے جی اٹھا یہ دکھلا کے کہ اب مردوں کے اٹھنے کاوقت آیا اب جو کچھ آنسوؤں کے ساتھ بویا تھا وہ خوشی کے ساتھ کاٹ کے گھر میں لائینگے پس مسیح میں قیامت کا شروع ہوگیا (دیکھو متی ۲۸:

۱۔ ۱کرنتھیوں ۱۵: ۲۰)۔ پس یہ عید بھی کامل ہوگئی اور شریعت کا بھید ظاہر ہوگیا اب اُس عید کی کچھ حاجت نہ رہی جس کی تصویر تھی وہ آیا۔

عید پینتکوست تھی جو تیسرے مہینے کی پانچ تاریخ کو ہوتی تھی بموجب (احبار۲۳: ۱۵، ۲۱) کے یعنی عید فسح سے پچاس یوم کے بعد اس حساب سے کہ ۱۵ یوم ماہ اوّل کے اور ۳۰یوم ماہ دوم کے اور ۵ یوم ماہ سیوم کے ملا کر برابر پچاس کے ہوتے ہیں اوریہ عید شریعت کی یادگاری میں تھی کہ خدا نے اس دن شریعت موسوی عنائت کی تھی۔ مگر ٹھیک اسی عید پر خدا کی روح مسیح نے آسمان پر شاگردوں پر نازل کی تھی اورانہیں برکات روحانیہ سے بھر دیا تھا اورتمام عہدنامہ جدید کی باتیں روح سے شاگردوں کو بتلائی گئی تھیں (اعمال۲: ۱ سے ۱۳) پس یہ عید بھی یہودیوں کی کامل ہوگئی یہ چاروں عیدیں یہود کی مسیح کی آمد اوّل سے متعلق تھیں سو پوری اورکامل ہوگئی اورجہان سے اٹھ گئیں کیونکہ ان کا عین آگیا۔

عید نرسنگے کی تھی بموجب گنتی ۲۹: ۱ کے سواس عید کا بھید انجیل شریف میں یوں ظاہر کیا گیا کہ جب مسیح پھر آئیں گے تب وہ عید بھی پوری ہوگی (متی ۲۴: ۳۰، ۳۱) اور چونکہ ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ وہ عید تھی پس جب چھ مہینے پورے ہوجائیں گے اورساتواں مہینہ آئیگا یعنی جب دنیا کا چھ دن کا کام پوراہوجائے گا اورساتواں دن آرام کا آئے گا تو اس کی پہلی تاریخ وہ عید بھی ہم کرینگے۔ خدا کا فرشتہ نرسنگا پھونکے گا اورلوگ قبروں سے نکلیں گے تاکہ خداوند کے سامنے حاضر ہوں اورخوش کی عید کریں۔

عید کفارہ تھی اور وہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ ہوتی تھی بموجب (احبار۲۳: ۶)۔ کے یہ عید ابھی باقی ہے مسیح کے آنے پر اورمسیحی مُردوں کے جی اٹھنے کے بعد یہ کامل ہوگی جب مسیحی کفارہ کی کیفیت اوراُس کے فوائد اوراس کی قیمت سب ایمانداروں اوربے ایمانوں پربھی روشن ہوجائیگی جب وہ لوگ جو کفارہ سے پاک ہوئے ہیں نہایت خوشی کا منہ دیکھیں گے اوروہ جنہوں نے کفارہ کی تحقیر کی ہے پشیمان ہونگے اورحسرت سے کہیں گے کہ ہائے ہم اپنی نادانی اورسرکشی کے سبب کفارہ کی برکت سے محروم رہے اوراب ابد تک ہم پر افسوس اورافسوس ہے اورکچھ چارہ نہیں

اس روزکفارہ کی عید ہوجائیگی پر ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ یہ ہوگا کہ یعنی مسیح کی تشریف آوری کےکچھ تھوڑے عرصہ کے بعد۔

عید خیمہ تھی یہ عید ساتویں مہینے کی ۱۵تاریخ سے ۲۴تک ہوتی تھی بموجب احبار۲۳: ۳۲) کے سو یہ عید اُس وقت کمال کو پہنچے گی کہ جب اُن ساری عیدوں کے بعد خدا کا خیمہ آدمیوں کے ساتھ ہوگا(مکاشفات ۲۱: ۳)۔کو دیکھو۔

پس ان سات عیدوں میں سے جو یہودیوں کی کتابوں میں ہمارے مولا کی تصویروں کے طورپر مذکور ہیں ایک عید ہفتہ ہفتہ اتوارکو کی جاتی ہے کیونکہ وہ مقدسوں سے علاقہ رکھتی ہے کہ باپ کے نمونے پر ہمیشہ کام کریں۔

دوعیدیں ہوچکی اُن عیدوں کا مطلب پورا ہوگیا یعنی فسح اورپولا ہلانے کی عید تمام ہوئیں چوتھی عید۔ ہورہی ہے کہ انجیل سنائی جاتی ہے اورلوگ خدا کی روح پاتے ہیں اورکلیسیا میں شامل ہوتے جاتے ہیں اوردنیا کی حدوں تک یہ سنائی جائیگی پانچویں چھٹی ساتویں عید مسیح کی دوسری آدم سے علاقہ رکھتی ہیں۔ جن کی انتظاری میں ہماری روحیں رات دن آسمان کی طرف تاکتے ہیں کہ کب وہ مالک الملک آئے اور انہیں پورا کرے جیسے اُس نے تین عیدیں پوری کی ہیں یہ خلاصہ توریت کی عیدوں کا ہے۔

اب دیکھ لو کہ محمدی عیدوں کا مغز اوران عیدوں کا بھید کس قدرفرق رکھتا ہے اورجتنا فرق آدمی میں اورخدا میں ہے اُسی قدرفرق آدمی کے خیال اورخدا کے خیال میں ہے۔ اب جو ہم عیسائی لوگ عیدیں مانتے ہیں وہ سب ہماری روحانی زندگی یا مسیح کے واقعات کی یادگاری کے دن ہیں۔

فصل نہم
نمازوں کے بیان میں

حضرت نے یہ تعلیم بھی تاکید کے ساتھ دی ہے کہ آدمی کو نمازپڑھنی چاہیے اورنمازیں اُن کی دو قسم پر ہیں۔

اوّل نماز

جو ہر مسلمان بالغ عاقل پر فرض عین ہے اوروہ پانچ نمازیں ہیں فجر، ظہر، عصر، مغرب اورعشا۔

ایک نمازمیں دو یا تین یا چار رکعت ہوتی ہیں رکعت کے معنی ہیں ٹکڑا نمازکا بشرطیکہ اس میں جھکنا بھی پڑے

پس کھڑا ہونا اورجھکنا اورسجدہ کرنا معہ نیت نماز اور اُن دعاؤں کے جواُن میں مقررہیں ایک رکعت کہلاتی ہے۔ صبح کو دورکعت ، بعد دوپہر کے چاررکعت کچھ دن باقی رہے اورچار رکعت ۔ فوراً غروب کے بعد ۳ رکعت کچھ رات گئی چار رکعت مقرر ہیں یہ سب خدا کی طرف سے آدمیوں پر بطور فرض کے رکھی گئی ہیں ۔یہی پانچ نمازیں ہیں جو مشہورہیں۔

مشکوات کتاب الصلوات فصل اوّل میں ابوہریرہ سے مسلم وبخاری کی روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے اگر کسی کے دروازہ پرنہر ہو اوروہ پانچ دفع ہر روزاُس میں غسل کرے توکیا اُس کے بدن پرکچھ میل رہ سکتا ہے لوگوں نے کہا نہیں فرمایا یہ حال ان پانچ نمازوں کا ہے اُن کے سبب سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔

مگر علماء محمدیہ کہتے ہیں کہ صرف چھوٹے چھوٹے گناہ بخشے جاتےہیں پر بڑے گناہ نہیں بخشے جاتے لیکن حضرت محمد کی عبادت میں چھوٹے بڑے گناہ کی کچھ قید نہیں ہے۔

شائد یہ نہر کی تمثیل حضرت محمد نے اپنی پانچ نمازوں کی نسبت پہلے زبورمیں سے الٹ کے اخذ کی ہے وہاں نمازوں کا ذکرنہیں ہے اورنہ مغفرت گناہوں مگر یہ ذکر ہے کہ کلام الہیٰ میں رات دن سوچنے والا اس درخت کی مانند ہے جو نہر کے کنارے پر ہے جو ہر وقت سرسبز رہتا ہے اوراُس کے پتے مرجھاتے نہیں وہ پھولتا پھلتا رہتا رہیگا یہ مضمون تو پسند کے لائق ہے پرنمازوں میں ایسی کیا خصوصیت ہے۔

دوم نمازسنُت

یعنی وہ نمازجو حضرت محمد نے اپنی مرضی سے پڑھی ہیں اگر کوئی انہیں پڑھے تو بڑا ثواب پاتا ہے پر خدا کا حکم اُن کی بابت نہیں ہے کہ ضرور پڑھی جائیں توبھی باسیدثواب حضرت کے ارشاد کے موافق ہر فرض نماز کے ساتھ کسی قدر سنت نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔

سوم تراویح

یہ وہ خاص نماز ہے جو صرف رمضان کے مہینے میں برابر رات کو پڑھی جاتی ہے اُس کی بیس رکعتیں ہیں۔ یہ بڑی لمبی نمازیں ہیں اورکبھی کبھی ضرور ہوتا ہے کہ سارا قرآن ان

میں ختم کیا جائے۔ پس فی یوم ایک سپارہ کی اوسط آتی ہے۔ دن بھر روزہ کھا تھا شام کو کچھ کھایا جس سے بدن میں سستی آجاتی ہے مگر فوراً یہ تراویح پیش آتی ہیں معمولی نماز کے سوا یہ دیر تک کی اٹھا بیٹھی لوگوں کے لئے بڑی تکلیف کا باعث ہے پر لوگ بھی لاچاری سے اسے تمام کرتے ہیں۔

حضرت محمد نے یہ نماز جو تکلیف ہے آپ کبھی برابر مہینے بھر نہیں کچھ دن پڑھ کر چھوڑدی تھی۔

مشکوات باب قیام شہر رمضان فصل اوّل میں زید بن ثابت کی روائیت بخاری ومسلم سے یوں لکھی ہے کہ (حضرت نے مسجد میں چٹائی کا ایک حجرہ بنایا اوراس حجرہ میں کئی رات اکیلے نماز پڑھتے رہے جب لوگوں نے یہ حال دیکھا تو وہ بھی آنے لگے اور حضرت اُن کے ساتھ نماز فرض اورتراویح پڑھنے لگے پس کئی رات کے بعد ایک رات کو حضرت حجرہ سے باہر نہ نکلے لوگ باہر کھڑے کھڑے تنگ آکر کھنگھارنے لگے کہ شائد حضرت آواز سن کر باہر آئیں اورنماز کریں لیکن حضرت نہ آئے مگر کہہ دیا کہ تمہارا شوق اس نماز پرہمیشہ رہنا چاہیے پر میں اس لئے اس نماز کے لئے باہر نہیں آتا کہ مبادا خدائے تعالیٰ اس نماز کو بھی تم پر فرض نہ کردے اوراگر یہ فرض ہوگئی تو تم اس کو ادانہ کرسکوگے پس اے لوگو بہتر ہے کہ تم اس نماز کو اپنے اپنے گھروں میں پڑھ لیاکرو۔

حضرت محمد خود جانتے تھے کہ یہ بھاری نماز تکلیف کا باعث ہے اسی لئے تو فرماتے ہیں کہ تم ادا نہ کرسکوگے ۔ اوریہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت اس بوجھ کے اٹھانے سے ضرور تھک گئے تھے چنانچہ اس تھکاوٹ کا مزہ مسلمان کو خوب معلوم ہے۔ مگر حضرت کا یہ عذر کہ میں اس لئے اب اس نماز کو ترک کرتا ہوں کہ مبادا خدا ہم پر اس نماز کو فرض نہ کردے صاف ظاہر ہے کہ یہ کس قسم کا عذر ہے یہ ایک حیلہ ہے نہیں فرماتے کہ یہ بھاری بوجھ میں نے باندھا ہے خود نہیں اٹھاسکتا پر دوسروں کی گردن پر رکھتا ہوں (متی ۲۳: ۴) بالفرض اگر یہ سچا عذر تھا جو تعجب کی بات ہے کہ یہ کیسا خدا ہے اوریہ کیسے نبی ہیں کیا یہ خدا اس نبی کو ایک کام پر مداومت کرتے ہوئے دیکھ کر وہ کام اس کی اُمت پر فرض کردیا کرتا ہے نہ اپنی کسی خاص حکمت کے سبب مگر نبی کی

مداومت کے سبب حالانکہ اوربہت کام اس نبی کی مداومت میں ہیں اوراس نے اُن کو اس امت پر فرض نہیں کیا۔اوریہ کیسے نبی ہیں کہ اپنے خدا کے ساتھ بھی داؤ برتتے ہیں اورحکمت عملی سے چلتے ہیں یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ میرا صندوقچہ ذرا اندرا ٹھا کے رکھ دو زید آتا ہے شائد صندوقہ سامنے دیکھ کرکچھ روپیہ قرض طلب نہ کرے۔ یہ تو خدا کے ساتھ دل کی اچھی نسبت نہیں ہے اور نہ خدائی کی شان کے موافق اُس کی نسبت گمان ہے۔

پس ابوبکر کے عہد میں اورعمر کے عہد کے اوائل میں یہ دستوررہا کہ لوگ جمع ہوکر اس نمازکو نہ پڑھتے تھے جس کا دل چاہتا اپنے گھرمیں پڑھا کرتا تھا۔ پر خلیفہ عمر نے کہا اب تو حضرت محمدانتقال کرگئے اورآسمان سے حکم اُترنے بند ہوگئے ہیں اب اس کا خوف نہ رہا کہ خدا اس کو فرض نہ کردے۔ پس اب چاہیے کہ مسلمان مسجدوں میں جمع ہوکر اسے پڑھا کریں تب سے پھر اس کا دستورجاری ہوا۔

چہارم نمازشکرالوضو

وضور کے شکر میں جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ شکر الوضو ہے مشکوات کتاب الصلوات باب تسطوع فصل اوّل میں ابوہریرہ کی حدیث بخاری ومسلم سے یوں لکھی ہے کہ ایک روزصبح کی نماز کے وقت حضرت نے بلال سے کہا اے بلال تومجھے بتلاکہ کونسا نیک کام تونے کیا ہے جس سے تو ایسا مقبول ہوگیا کہ تیری جوتیوں کی آواز بہشت میں ،میں نے اپنے آگے سنی (یعنی رات کو تو بہشت میں مجھ سے بھی آگے جوتیاں کھڑکاتا ہوا پہنچ گیا) بلال بولا میں نے جب وضو کی ہے ضروراُس سے کچھ نمازپڑھی ہے یعنی نمازشکرالوضو کے سبب سے یہ رتبہ پایا ہے۔

حضرت محمد نے بہشت کو بہت ہی آسان بات سمجھا ہے کہ ایک ادنی سے بات کے وسیلہ سے آدمی وہاں پہنچ سکتا ہے بلال ایک سیدھا سادہ آدمی تھا جب حضرت نے اپنے کسی خواب کا ذکر کیا تو اُس نے بھی کچھ کہہ دیا مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے فقروں سے جیسا فقرہ حضرت محمد نے یہاں سنایا ہے اس وقت بھی مشائیخ اورگورولوگ عوام سامعین

اورخدام کے دلوں کو اپنی سمت کھینچا کرتے ہیں کچھ ایسی باتیں اپنی باتوں میں ملا کر بولا کرتے ہیں کہ لوگوں کو گمان پیدا ہوجائے کہ یہ بہت پہنچے ہوئے شخص ہیں۔

پنجم نمازصلوات الکبریٰ ہے

یعنی چاشت کی نمازاس کےلئے دورکعت سے بارہ رکعت تک تعداد ہے اوراس کا وقت پہر دن چڑھے سے دوپہر تک ہے اوراس کا بھی بڑاثواب لکھا ہے۔

ششم نمازصلوات الصغریٰ ہے

اس کو اشراق بھی کہتے ہیں دورکعت سے ۶رکعت تک ہے ایک گھڑی دن چڑھے سے پہر دن چڑھے تک اس کا وقت ہے۔

ہفتم نمازصلوات التسبیح ہے

اس میں چاررکعت ہیں۔ ہررکعت میں الحمد اورکوئی سورہ پڑھ کر پندرہ دفعہ یوں کہے سبحان اللہ والحمد اللہ والاالہ اللہ اللہ اکبر۔رکوع میں دس بار کہے رکوع سے اٹھ کر دس بار کہے سجدہ میں دس بار کہے سجدے سے اٹھ کردس بار کہے پھر سجدہ دویم میں دس بار کہے پھر سراٹھائے اوردس بر کہے یہ (۷۵) دفعہ ہوا اسی طرح پرچاررکعت میں (۳۰۰) باروہ عبارت پڑھے۔

ثواب اس کا یہ بتلایا گیا ہے کہ آدمی کےاگلے اورپچھلے پروانے اورنئے عمدے اورسہوی چھوٹے اوربڑے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔

خواہرروزکوئی اس کو ایک دفعہ پڑھا کرے یا ہر جمعہ کو یاہر مہینے میں یا ہر برس میں یا ساری عمر میں ایک بار پڑھے۔

یہ خلاصہ ہے اُس حدیث کا جو مشکوات کتاب الصلوات باب صلوات التسبیح میں ابودادؤد اورابن ماجہ اوربیہقی وترمذی کی سند سے لکھی ہے۔

واضح ہو کہ ہم نے جہاں تک گناہوں کی معافی کے بارہ میں کلام سے اور عقل سے اورطالبان نجات کی حالت پر سوچنے سے معلوم کیا ہے وہ یہ ہے کہ نہ توجہان میں کوئی ایسی عبارت ہے کہ جس کے پڑھنے سے آدمی معافی حاصل کرے اورنہ کوئی ایسا زہدوریاضت ہے اورنہ کوئی ایسی خیرات

ہے اورنہ کوئی ایسا شخص ہے جس سے یہ برکت پائیں مگر صرف سیدنا مسیح کا خون ہے جس سے ہم اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرسکتے ہیں ۔ جنہوں نے خدا کی معرفت حاصل نہیں کی وہ ہمیشہ یہ سمجھتے ہیں کہ گناہوں کی معافی بڑی ریاضت اٹھانے سے اوروظیفے پڑھنے سے حاصل ہوسکتی ہے مگرایسے ہی موقعوں کےبارہ میں مسیح نےفرمایا ہے کہ غیر قوم سمجھتی ہے کہ بہت بولنے سے خدا اُن کی سنے گا پر تم ایسا نہ کرو(متی ٦: ٧)۔

میں جو اس کتاب کا لکھنے والا ہوں پیدائش سے سن وقوف تک مسلمان تھا اوردین عیسائی سے بالکل واقف نہ تھا اُن دنوں میں ، میں نے خود بڑی محنت سے مُدت تک ان نمازوں کو پڑھا اوراُن کے ساتھ اورریاضتیں بھی بہت اٹھائی ہیں پر کچھ روحانی برکت ان کے وسیلہ سے حاصل نہ ہوئی نہ تو دل گناہ کے بوجھ سے ہلکا ہوا اورنہ گناہ کی تاریکی دل پر سے ہٹی پر جب سیدنا مسیح پر ایمان لایا تب گناہوں کی معافی اُس کے نام سے حاصل ہوئی اورمعافی کے آثارروح میں نمایاں ہوئے اورخدا کی مرضی معلوم ہوئی اورپوری تسلی پائی۔

ہشتم نمازسفر ہے

یہ وہی ہے فرض نماز ہے جس کا پہلے ذکر ہوا۔ مگر یہ نمازسفر میں نصف نصف پڑھی جاتی ہے اورنصف خدا کی طرف سے بطورصدقہ کے مسافروں کو معاف ہے اورنصف سے مراد یہ ہے کہ جہاں چاررکعتیں ہیں وہاں دوپڑھی جائیں۔

نہم نمازجمعہ ہے

جمعہ کے دن ظہر کی نمازمعاف ہے اُس کے عوض جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اُس دن خطبہ پڑھا جاتا ہے اورخطبہ میں کچھ خدا کی تعریف اورکچھ حضرت محمد کا ذکر اورکچھ اُن کے خلفاء کا ذکرخیر ہے اوروقت کے بادشاہ اسلام کے حق میں دعا لکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد وعظ ہوتا ہے قرآن سے یا حدیث سے۔

دہم نمازخوف ہے

وہ اس وقت پڑھی جاتی ہے کہ جب کسی دشمن جنگی کا خوف ہوتا ہے اوراس کی صورتیں مختلف ہیں۔

یازدھم نمازعیدین ہے

شعبان کی پہلی تاریخ اورذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہر سال میں دودفعہ پڑھی جاتی ہے اُس کی دورکعتیں ہیں اورخطبہ بھی پڑھا جاتا ہے۔

دوازدھم نمازخوف ہے

جب چاند گرہن ہوتا ہے تویہ نمازپڑھی جاتی ہے۔

سیزدھم نمازکسوف ہے

یہ نمازسورج گہن کے وقت پڑھی جاتی ہے اوربعض دعائیں بھی ہوتی ہیں اورصدقہ وخیرات بھی دیا جاتا ہے۔

چہاردھم نمازاستقامت ہے

جب آسمان سے پانی نہیں برستا تب بامیدبارش یہ نمازپڑھی جاتی ہے۔

حضرت محمد نے نمازیں توبہت سے بتلائیں ہیں اورہم جانتے ہیں کہ اصل منشا نمازوں کا بہت اچھا ہے اس لئے کہ انسان پر فرض ہے کہ اپنے خدا کی عبادت بھی کرے یہ خدا کا حق ہے کہ لوگ اُس کی پرستش کریں اورآدمیوں کے دل اس بات کا اقرارکرتے ہیں کہ خالق کی عبادت ضرورہے اوراس لئے دنیا کی ہرقوم میں اُن کی تجویزوں کے موافق خدا کی عبادت کی جاتی ہے پر تسلی بخش اورمفید اورقربت وقبولیت کے لائق عقلاً ونقلاً وہی طورعبادت کا اچھا ہے جو خدا نے الہام سے آدمیوں کو بتلایا اورجس پر انبیاء سلف عمل کرتے تھے۔

لیکن اس وقت محمدی نمازوں کی نسبت ناظرین دوباتوں پر فکر کریں کہ اُن کی شکل کیا ہے اوران کا مطلب کیا ہے۔ مطلب تو صاف ہے کہ دل کی حضوری سے خدا کو سجدہ کریں چنانچہ وہ بھی فرماتے ہیں کہ لا صلوات الحضورالقلب یعنی جب تک دل حاضر نہ ہو نمازدرست نہیں ہے۔

پر شکل ان نمازوں کی یہ ہے کہ کپڑے اوربدن آدمی کا پاک ہو نجاست ظاہری سے اوروہ جگہ بھی پاک ہو جہاں کھڑا ہے اورمنہ خاص کعبہ کی طرف ہو اورخاص دعاؤں کو جو مقررہیں اُسی شمارکے موافق موقع پر پڑھے اورساری قواعد جسمانی بھی ٹھیک موقع پر ادا کی جائے اورٹھیک وہی عرب کے لفظ بولے جائیں جو بتلائے گئے ہیں کوئی ایک لفظ بھی اپنی طرف سے خدا کے سامنے نہ بولے اب یہ نمازپڑھنے والا

سوائے اس خیال کی حضوری کے کہ میں خدا کے سامنے کچھ کررہا ہوں خدا کی حضوری میں اپنے دل کو حاضر نہیں کرسکتا ہے کیونکہ دوکام ایک ہی وقت میں انسان سے نہیں ہوسکتے یہ شخص اداء قواعد میں دل کو حاضر رکھتا ہے نہ خدا میں۔

اچھی صورت نماز کی وہ ہے جو خدا کے کلام میں مذکور ہے کہ روح اور راستی سے آزادگی کے ساتھ خدا کی پرستش کریں نہ جسمانی قواعد اوررسوم کے ساتھ پر لکھا ہے کہ روح ہے وہ جو چلاتی ہے جسم سے کچھ فائدہ نہیں ہے پس جسمانی حرکات اور خیلات او رزیادہ گوئی اورظاہر پرستی عبادت میں مضرین عبادت یہ ہے کہ انسان کی روح شکستہ دلی سے خدا کی صفت وثنا اوراپنی بدحالت پر افسوس اوراپنی تمنا اورآرزوکو آپ خدا کے سامنے اپنی زبان میں بیان کرے اور روح آپ اُس کے سامنے جھکے جسمانی قیود ورسوم سے آزادگی پاکے۔

پس اس نماز میں اورمحمدی نماز میں یہ فرق ہے کہ مسیحی نمازیوں سکھلاتی ہے کہ انسان کی روح کو حرکت کرنا چاہیے اورجو حرکت وہ کرے بموجب اپنی خواہش اوراپنے درد کے تو اُس حرکت کا مظہر زبان اور بعض اعضا کو ہونا چاہیے اگر روح چاہے ورنہ خیر۔

لیکن محمدی نماز یہ سکھلاتی ہے کہ جسمانی قیود وحرکات اور قواعد مقررہ کا مظہر خوروح کو ہونا چاہیے یعنی چاہیے کہ قواعد اورحرکات مقررہ کا اثر روح پر ہو نہ روح کا اثر جسم پر۔ پس یہ جسم کی تاثیر روح پر ہے او روہ روح کی تاثیر جسم پر ہے۔

محمدی نمازوں کا منشا یہ ہے کہ آدمی اُن کے وسیلہ سے نجات حاصل کرے۔ لیکن عیسائی نمازوں کا یہ منشا نہیں ہے۔ کیونکہ نجات نہ اعمال پر ہے مسیح کے نام سے ہے تب یہ نمازیں نجات یافتہ لوگوں کی اس لئے ہیں کہ خدا کی شکر گزاری ہو اورمدد روحانی پاکر جسم پر غلبہ حاصل کریں اورخدا سے باتیں کرکے دل میں خوشی پائیں اورانواربرکات دل پر نازل ہوں۔

یہ ایسی بات ہے جیسے چڑیا قفس آہنی میں کوشش کرے کہ کسی طرح باہر نکلوں یہ محمدی نماز ہے۔ پر وہ چڑیا جس کے قفس کا دروازہ کسی نے باہر سے آکے کھول دیا

اورخوشی سے نکلی اورآزادگی سے خوشی مناتی اوراپنی مرضی سے اوڑتی ہے اورقفس کشا کی شکرگزاری میں چہچاتی ہے یہ نمازمسیحی ہے۔

خاص کلام یہ ہے کہ نماز سے پہلے نجات ضرورہے تاکہ نمازپڑھ سکیں نہ پہلی نماز ہے تاکہ نجات پائیں پہلے ہاتھ پیر جو بندھے ہیں کھول دو تاکہ کچھ کام کرسکیں نہ کہ ہاتھ پیر باندھ کے ہم سے کام کے طالب ہو کہ ہم کام کریں تب کھولے جائیں گے۔

حضرت محمد یہ تو خوب جانتے ہیں کہ بے ایمان اورکافر کے لئے بہشت میں جانا ایسا مشکل ہے جیسا سوئی کے ناکے میں اونٹ کا داخل ہونا چنانچہ اعراف ۵ رکوع میں وَلاَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ترجمہ: پس کافروں کےلئے تو بہشت ایسا مشکل ہے اوراپنے مومنین کے لئے ایسا آسان کہ ان نمازوں کے وسیلہ سے بآسانی داخل ہوجائینگے ضرو رہے کہ مُشکل بات کےلئے کوئی مشکل اورکامل راہ نجات ہو نہ یہ نمازیں انجیل میں بھی لکھا ہے کہ آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا دولتمند کے لئے ایسا ہی مشکل ہے پر جب خدا اُس کے دل کو دنیا کی محبت کی قید سے آزادگی بخشے تب آسان ہے سو دلی قید او رگناہوں سے خلاصی کی راہ سے خدا سے ظاہر ہوئی کہ خدا آپ مجسم ہوکے آزادگی بخشنے کوآیا پس نہائت مشکل کام کے لئے بڑی آسان راہ دکھلاتے ہیں کہ حضرت محمد پر ایمان لائے اور نمازیں پڑھ کر بہشت میں چلاجائے مگر نہ اس ایمان میں کوئی ایسی خصوصیت دکھلاتے ہیں اورنہ ان نمازوں میں جس سے ثابت ہوکہ اس سے یہ ہوسکتا ہے ۔

علاوہ اس کے ان روائتوں کے مبالغہ اورثواب کے بیان اس طرح پر بیان ہوئے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ محض ترغیب ہے پس بھائیوں اگر دوراندیش او رخیریت عقبیٰ کے طالب ہوتو ہربولنے والے کی بات کو پرکھو اورسوچ سمجھ کرسچائی کا پیچھا کرو۔

فصل دھم

نماز کے مکروہ اوقات کے بیان میں

حضرت محمد نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ تین وقت ایسے ہیں جن میں نمازنہ پڑھنا چاہیے اُن وقتوں میں خدا کو سجدہ

کرنا حرام ہے " ف" یہ نئی بات ہے کہ بعض اوقات ایسے بھی ہیں جن میں خدا کی عبادت گناہ ہے ہماری عقل قبول نہیں کرتی کہ خدا کی عبادت کسی وقت میں بھی گناہ ہو عبادت ہر حال اور ہر وقت میں مفید ہے۔

مشکوات باب اوقات النہی میں مسلم کی روایت عقبہ بن عامر سے یوں ہے (تین وقت ہیں جن میں رسول اللہ ہمیں منع کیا کرتے تھے نماز پڑھنے سے اور مرُدے دفن کرنے سے پہلا وقت جب سورج نکلنے لگے جب تک بلند وہو دوسرا وقت جب ٹھیک دوپہر ہو جب تک دن نہ ڈھلے نماز جائز نہیں ہے (بلکہ گناہ ہے) تیسرا وقت جب سورج غروب ہو جب تک اچھی طرح غروب نہ ہو جائے۔

اس حدیث کے نیچے ایک اور حدیث میں اُن وقتوں میں نماز حرام ہونے کی وجہ کا ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ طلوع کے وقت اس لئے نماز منع ہے کہ سورج شیطان کی دوسینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے اور یہی سبب غروب کے وقت موجو د ہے ۔ بین قرنی فی الشیطان کے لفظی معنی یہ ہیں کہ درمیان دوسینگوں شیطان کے یعنی طلوع وغروب کے وقت سورج درمیان دوسینگوں شیطان کے ہوتا ہے ۔ اُن وقتوں میں شیطان سورج کو اپنے سینگوں پر اٹھالیتا ہے۔

علماء محمدیہ یوں کہتے ہیں کہ وہ وقت شمس پرستوں کی عبادت کا ہے پس اُن کی عبادت کے وقت میں تم عبادت نہ کرو۔

میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا مطلب ہے آیا اگرہم اُس وقت عبادت کرینگے تو کیا خدا ہمیں بھی شمس پرست سمجھیگا کیونکہ اس وقت شمس پرست بھی دنیا میں کہیں اپنی شمس پرستی کررہے ہونگے۔ یا اسلئے کہ اُن کے ساتھ مشابہت ہونی ہے یہی دومطلب ہیں پر دونو باطل ہیں اس لئے کہ خدا عالم الغیب ہے وہ جانتا ہے کہ کون شمس پرستی کرتا ہے اورکون خدا پرستی کرتا ہے۔یا کیا جس وقت شریر اپنے بُتوں کو سجدہ کریں تو مومنین کو لازم ہے کہ حقیقی معبود کا اظہار اُس وقت نہ کریں اوراپنے خدا کی عبادت کو اُس وقت گناہ سمجھیں صرف مشابہت کے سبب سے یہ بات کیسی بات ہے۔

دوپہر کے وقت نماز منع ہوئی اس کا سبب حضرت نے یہ بتلایا کہ ان جھنم تسجر الایوم الجمعتہ دوپہر کے وقت دوزخ میں ایندھن یا بالن جھونکا جاتا ہے مگر جمعہ کے دن نہیں جھونکا جاتا۔

مطلب یہ ہے کہ دوپہر کےوقت فرشتے دوزخ میں لکڑیاں وغیرہ ڈالتےہیں تاکہ وہ بھٹی تیز ہو اس لئے اس وقت نماز پڑھنا منع ہے۔

اگر یہ بات درست ہے تو میرے گمان میں واجب اورلازم ہے کہ دوپہر کے وقت خوب نماز پڑھی جائے اور سجدے کئے جائیں خوب منت کریں کہ ہم نہ جھونکے جائیں مبادا فرشتے ہمیں بھی بیکارپڑا دیکھ کر دوزخ میں نہ جھونك دیں کیونکہ دوزخ کا ایندھن آدمی اورپتھر ہیں جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ وقود ھا الناس والحجارپس یہ وجہ تو اُس وقت نماز پڑھنا ضرورثابت کرتی ہے نہ کہ اُسے چھوڑنا انجیل میں یوں لکھاہے کہ تمہارا وقت ہر گھڑی موجود ہے تم کو ہر وقت اپنا بندوبست روحانی کرنا چاہیے کوئی خاص وقت تمہارے لئے مخصوص نہیں ہے تم ہر وقت دعا اورزاری اورحمدو ستائش میں مشغول رہو(یوحنا ۷: ۶۔ افسیوں ۶: ۱۸)۔

فصل یازدھم

نماز کے کپڑوں کے بیان میں

حضرت نے نماز کے لئے کچھ کپڑے بھی تجویز کئے ہیں اورنماز کی صحت اُن کپڑوں پر موقوف ہے۔

حضرت نے صریر اورریشمی کپڑے سے نماز پڑھنا منع بتلایا ہے دوم یہ ہے کہ پجامہ یا تہہ بند جو کچھ ہو اتنا لمبا ہو جس سے ٹخنے چھپ جائیں ورنہ نماز مکروہ ہوجائیگی۔

مشکوات باب الستر میں ابو ہریرہ سے ابوداؤد کی روایت ہے کہ ایک آدمی نیچے آزاروالا نماز پڑھ رہا تھا حضرت نے فرمایا جا پھر وضو کر وہ گیا اورپھر وضو کرکے آیا تب ایک اورآدمی بولا یا حضرت ایسا حکم کیوں دیا فرمایا ان اللہ لا یقبل صلوات جل مبل ازارہ خدا اُس آدمی کی نماز کو قبول نہیں کرتا ہے جو لمبے ازار پہن کر نماز پڑھے۔

یہ بات قیاس میں نہیں آسکتی کہ کسی آدمی کی نماز کپڑے پر موقوف ہو اس کے لئے دل کی حضوری ضرور ہے نہ بعض کپڑوں کی بھی رعائت۔

اس کے نیچے عائشہ کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرت نے لاتقل صلوات حایض النجاریعنی بغیر اوڑھنی کے جوان لڑکی کی نماز قبول نہیں ہوسکتی ہے۔

یہ بات شائد حضرت نے (۱کرنتھیوں ۱۱: ۵) سے سن کر دوسری طرح پر بیان کی ہے وہاں لکھا ہے کہ دعا کے وقت عورت کو اوڑھنی اوڑھنا ضرور ہے پر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بغیر اوڑھنی کے اُس کی نماز قبول نہیں ہوسکتی پر حیا اورحرمت کے لئے ایسا حکم رسول نے دیا ہے حضرت نماز کی صحت میں کلام کرتے ہیں۔

علما محمدیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم آزاد عورت کے لئے ہے لونڈی باندھی کے لئے نہیں ہے کیونکہ وہ کم عزت ہے۔

پھر ابوداؤد ترمذی نے ابوہریرہ سے روائیت کی ہے کہ حضرت نے منع کیا ہے سدل سے اورمنہ ڈھانپ کر نماز پڑھنے سے۔

سریا کھوؤں پر کپڑا لٹکانے کو سدل کہتے ہیں اوریہ حکم بھی حضرت نے (۱کرنتھیوں ۱۱: ۴) سے نکالا ہے مگر رسول کہتا ہے کہ سربرہنہ کرکے دعا کرنا چاہیے تاکہ عزت اس حقیقی سر کے لئے ہو جو مسیح ہے پر حضرت سدل سے منع کرتے ہیں جو اوربات ہے اورسربرہنہ کرنے کو نہیں کہتے ہیں۔

فصل دوازدھم
نماز کے مکان کے ذکر میں

حضرت نے مسجدیں بنانے کا بھی حکم دیا ہے اوراُن کی فضیلت کا بہت ذکرکیا ہے اوربیان کیا ہے کہ مسجد یں بڑی بزرگی رکھتی ہیں اوراُن کے بنانے والے بڑا اجر پاتے ہیں اور مسجدوں میں نماز پڑھنا گھر میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب کا باعث ہے لیکن بعض مسجدیں بہت بزرگ ہیں اوربعض کم ہیں مشکوات باب المساجد میں بخاری ومسلم سے ابی سعید حذری کی روائیت ہے کہ فرمایا حضرت نے لاتشروالرحال الا الی ثلثہ مساجد المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ھذا یعنی مت سفر کرو کسی مسجد کی طرف مگر

صرف ان تینوں مسجدوں کی طرف سفرکرو اوّل مسجد حرام یعنی کعبہ کی مسجد دوئم مسجد اقصیٰ یعنی یروشلیم کی ہیکل سوم مسجد محمد یعنی وہ مسجد جو مدینہ میں اُن کی ہے اور بعض حدیثوں میں مسجد قبا کی بھی بزرگی بیان کی ہے اوریہ مسجد قبا مدینہ سے تین کوس ہے۔

اسی باب کی فصل ثالث میں ابن ماجہ سے انسق کی روائت ہے کہ فرمایا حضرت نے (اگرآدمی اپنے گھر میں نماز پڑھے تو ایک نماز برابر ایک نماز کے ہے ثواب میں اورجو اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھے تو ایک نماز ۲۵ نمازوں کے برابر ہے اورجو جامع مسجد میں نماز پڑھے تو ایک نماز برابر ہے پانچ سو نمازوں کے اوربیت المقدس میں ایک نماز پچاس ہزارنمازوں کے برابر ہے اورمکہ والی مسجدوں میں ایک نماز برابر ہے لاکھوں نمازوں کے پر مدینہ والی مسجد میں ایک نمازپچاس ہزارنمازوں کے برابر ہے۔

اوراسی باب کی فصل اوّل میں بخاری ومسلم کا بیان ابوہریرہ سے یوں ہے کہ فرمایا حضرت نے (میرے گھر اورمیرے ممبر کے درمیان جو زمین ہے وہ ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اور میرے ممبر میرے حوض کوثر پر ہے۔

امام مالک سمجھتے ہیں کہ وہ ٹکڑا زمین کا جو حضرت کے گھر اور حضرت کے ممبر کے درمیان ہے بہشت میں سے لاکر رکھا گیا ہے اورآخر کو یہ ٹکڑا پھر بہشت میں چلا جائے گا۔

اس محمدی بیان میں کئی ایک باتیں لائق غور کے ہیں اوّل آنکہ عبادت خانہ خدا کا بنانا ضروراچھی بات ہے اورخدا سے اجر کی بھی امید ہے اُن کے لئے جو بے ریا محبت سے خدا کی بندگی کے لئے گھر بناتے ہیں تاکہ وہاں لوگ بیٹھ کے آرام سے اللہ کی عبادت کریں پر حضرت نے جو ثواب میں مبالغے کئے ہیں یہ محض ترغیب ہے۔

دوم آنکہ مسجدوں اور عبادت خانوں میں کوئی خصوصیت زیادہ ثواب کی عقلاً اورنقلاً ہرگز نہیں ہے سب ثواب اوربرکت آدمی کی نیت اورایمان اورخلوص پر موقوف ہے نہ کسی مکان پر ہاں جماعتوں میں حاضر ہوکے خدا کی بندگی کرنا اس لئے زیادہ سفید ہے کہ وہاں وعظ سنتے ہیں جس سے دل تیار ہوتا ہے اورسب کے ساتھ ملکی رفاقت اورمحبت

کے ساتھ خدا کو پکارتے ہیں اورایک دوسرے سے مدد پاتا ہے دل میں قوت آتی ہے۔

سیدنا مسیح نے اس کا فیصلہ حضرت محمد کی پیدائش سے چھ سو برس پہلے کردیا ہے دیکھو(یوحنا۴: ۲۰ سے ۲۴) اُس نے کہا کہ نہ اس پہاڑپر نہ یروشلیم میں مگر روح اورراستی سے ہر جگہ خدا کی عبادت کرنے کا وقت آگیا ہے اب سچے پرستار خدا کی عبادت خانے دل میں کرینگے خدا ایسے پرستار چاہتا ہے پراس عمدہ تعلیم کے بعد حضرت محمد نے یہ کیا سکھلاتے ہیں کہ فلاں فلاں مقام میں زیادہ برکت ہے۔

(ف۔) اگر کوئی کہے کہ یہودی پہلے کیوں یروشلیم کی ہیکل کو زیادہ متبرک جانتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ فی الحقیقت سلیمان کی ہیکل آسمانی ہیکل کا نمونہ تھا اورآسمانی ہیکل وہ مقدسوں کی کلیسیا ہے جن میں خدا رہتا ہے اوروہ سیدنا مسیح کا بدن ہے اب خدا کے پرستار سیدنا مسیح کے بدن یعنی کلیسیا میں شامل ہوکے دلی ہیکل میں خدا کی بندگی کرتے ہیں سب جسمانی برکات اورجسمانی عمارتیں اورہیکل وغیرہ رسوم وظاہری قواعد دنیا سے اٹھ گئیں اُن کی حاجت نہ رہی کیونکہ مسیح آگیا جس کے لئے سب کچھ نمونے تھے۔ اب ساری زمین یکساں ہے خواہ بیت المقدس میں خواہ گرجا میں خواہ مسجد میں خواہ اپنے گھر میں جہاں عبادت کریں بشرطیکہ وہ عبادت سیدنا مسیح میں ہو مقبول ہے اوربرابر اجر ملتا ہے کوئی مکان زیادتی اجر کی خصوصیت نہیں رکھتا ہے یہ پرانی جہالت کا خیال ہے جو حضرت محمد نے سکھلایا ہے۔

شائد کوئی کہے کہ عیسائی لوگ گرجے بناتے ہیں اُن میں آرائش کرتے ہیں اوراسقف کے وسیلہ سے اُنہیں مخصوص بھی کرتے ہیں اورلوگوں کو تاکید کرتے ہیں کہ وہاں ضرورحاضر ہوا کریں عبادت کے لئے اس میں کیا بھید ہے۔

جواب یہ ہے کہ دھوپ گرمی برسات سے بچاؤ کےلئے گرجے میں تاکہ وہاں بیٹھ کر حقیقی ہیکل میں جو سیدنا مسیح کا بدن یعنی اُس کی کلیسیا ہے آسائش سے روحانی عبادت کریں ہرگزمکان میں کچھ خصوصیت زیادہ یاکم ثواب کے نہیں ہے۔ ہاں گرجوں کی تخصیص جو اسقف سے کی جاتی ہے وہ اس لئے ہے کہ گرجے کا مکان آدمیوں کے دنیاوی ملک سے الگ ہوکے

وقف ہوئے اورخدا کی عبادت کے لئے جدا کیا جائے سب کے سامنے دعاؤں کے ساتھ یہ کچھ اوربات ہے اوروہ کچھ اورہی بات ہے کہ بعض مکان متبرک ہیں اوربعض نہیں۔

فصل سیوزدھم

جماعت کی نماز کے بیان میں

حضرت نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا نہایت افضل ہے اگر ممکن ہو۔ اور حضرت نے بڑے بڑے ثواب اس کے بیان کئے ہیں۔

اس تعلیم کے اصول میں بھی کچھ غلطی نہیں ہے جماعت کے ساتھ خدا کی عبادت کرنے کو عبادتوں وغیرہ میں جانا ضرورمفید ہے انسان کے دل کی تیاری کے لئے۔ اور شروع سے یہ دستورجاری ہے مجمع مقدسوں کا ذکر توریت شریف میں بہت ہے اوریہودی ایسا کرتے تھے مسیحی بھی ایسا کرتے ہیں اوررسول نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جمع ہونے سے بازنہ آئیں ۔(عبرانیوں کا خط ۱۰: ۲۵)۔

مگر محمدی جماعتوں میں اورہماری جماعتوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ حضرت محمد صرف نمازفرض کے ادا کرنے میں جماعت کی ضرورت دکھلاتے ہیں نہ اوراُمورمیں پرعیسائی لوگ ساری باتوں میں عبادت میں وعظ میں اور دوسرے قسم کے دینی جلسوں میں بھی جماعت میں جمع ہونا بہتراورمفید دکھلاتے ہیں۔

اوریہ بھی فرق ہے کہ حضرت بڑے بڑے مبالغوں میں جماعت کا ثواب دکھلاتے ہیں جو اللہ سے پائینگے پر خدا کاکلام ایسی باتیں نہیں بولتا مگر یہ کہ ہماری تعلیم اورتربیت اور روحانی حالت میں ترقی اس سے ہوتی ہے دعا میں زورپیدا ہوتا ہے ایک دوسرے سے یگانگت واتفاق پیدا ہوتا ہے الفت برادارانہ بڑھتی ہے اوروہ لوگ جو ایسی مجلسوں میں وعظ ونصیحت دینے کےلئے بہت دعاؤں اورمحنتوں سےتیار ہوکے آتے ہیں اُن کے خیالات سے ہم سب فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس طرح ضعیف ایمان میں زیادہ قوت پیدا ہوجاتی ہے پس یہ باتیں تودل بھی قبول کرتا ہے مگر وہ بڑے بڑے ثواب تمیز قبول نہیں کرتی ہے کیونکہ پھسلانے کی باتیں معلوم ہوجاتی ہیں۔

فصل چہاردہم

اذان کے بیان میں

تواریخ محمدی میں اذان کے تقرر کا بیان ہوگیا ہے کہ کس طرح سے اس دستور نے اہل اسلام میں رواج پایا ۔ اذان جو نماز سے پہلے مسجدوں میں ہوتی ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ اہل محلہ نماز میں حاضر ہوں یہ ایک اعلان ہے۔ اسی مطلب پر ہمارے درمیان بندگی کے وقت گرجوں میں گھنٹے بجائے جاتے ہیں کیونکہ آواز گھنٹے کی بہ نسبت اذان کے دور ہوجاتی ہے اورپندرہ منٹ یا کم زیادہ تک گھنٹے بجانے سے لوگ آجاتے ہیں ۔ بہر حال وہ ایسا کرتے ہیں اوریہ ایسا کرتے ہیں غرض دونوں کی ایک ہی ہے۔

فصل پانزدہم

دعاؤں کے بیان میں

حضرت محمد نے بہت سی دعائیں بھی سکھلائی ہیں جو خاص وقتوں اورخاص مکانوں اورخاص کاموں کے لئے ہیں اور بعض عام ہیں ۔

پہلی دعا ام الکتاب

حضرت کی سب سے بڑی دعا ام الکتاب یعنی قرآن کی ما ہے اُسی کو فاتحہ اورالحمد کہتے ہیں اُس کا ترجمہ یہ ہے ۔

سب تعریف اُس خدا کو ہے جو سارے جہان کا رب بڑا مہربان نہائت رحم والا انصاف کے دن کا مالک ہے تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں ہمیں سیدھی راہ دکھلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے فضل کیا نہ اُن کی راہ جن پر تو غصہ ہوا اورجو راہ سے بھٹک گئے ہیں آمین۔

سب مفسر قرآن متفق ہیں کہ مراد حضرت محمد کی اُن دوفرقوں سے یعنی جن پر خدا غصہ ہوا اور جوبھٹک گئے یہودی اورعیسائی ہیں۔

پس اس صورت میں مطلب دعا کا یہ ہوا کہ سواء یہود ونصاریٰ کے اور کوئی راہ جو ہدایت کی ہو ہمیں دکھلا یعنی مطلق ہدائت کی مطلب نہیں ہے مگر جس سے ہم ناراض ہیں اُنہیں چھوڑ کے اورکسی راہ کے طالب ہیں جو حق ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ دعا اگرچہ ظاہر نظر میں اچھی ہے تو بھی اس کے سب مضامین اُسی درجہ پرہیں جو

انسان کی عقل کا درجہ ہے یعنی عقل سے پیدا کئے ہوئے مضمون ہیں۔

یہ دعا مسلمانوں میں ایسی عزت رکھتی ہے جیسے سیدنا مسیح کی دعا خدا کے لوگوں میں عزت رکھتی ہے کوئی نمازاس دعا سے خالی نہیں ہے اوراس کو قرآن کی ما اس لئے کہتے ہیں کہ گویا سارا قرآن اسی سے نکلا ہے کوئی مضمون قرآن میں ایسا نہیں ہے جواس دعا کے مضامین سے بلند ترہو اس میں قرآن کے سب اصول مندرج ہیں۔

پس ظاہر ہے کہ جب ام الکتاب کے مضانین صرف عقلی درجہ کی حد تک کے ہیں تو سارے قرآن کے مضامین بھی اسی درجہ کے ہونگے اورضرورایسا ہی ہے۔

ہمارے مولا کی دعا جو ہماری سب دعاؤں کی اصل ہے اورسارے کلام الہیٰ کا خلاصہ ہے جو سیدنا مسیح نے اپنے شاگردوں کو خود سکھلائی اورآج تک سب دعاؤں میں معززاورسب سے زیادہ پیاری دعا ہے اُس کے مضمون عقل سے بالا اورروحانی ہیں اورانسانی عقل سے پیدانہیں ہوئی ہیں خدا سے بتلائی گئی ہیں اوروہ دعا یہ ہے۔

اے ہمارے باپ جو آسمان پرہے تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آئے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی ہو ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے اورجس طرح کہ ہم اپنے تقصیر واروں کو معاف کرتے ہیں توہماری تقصیریں معاف کراورہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت قدرت اورجلال ہمیشہ تیراہی ہے آمین۔

اس دعا کے سارے مضامین ایسے گہرے ہیں کہ عالم بالا سے ہیں اگر کوئی شخص ان مضامین کی کچھ خوبی سے واقف ہونا چاہے تو خزانتہ الااسرارتفسیر انجیل متی میں دیکھے اورانصاف کرکے الحمد کے مضامین پر بھی سوچے کہ یہ خدا سے ہے یا وہ۔

دوسری دعا درود ہے

درود کے معنی یہ ہیں کہ خدا سے حضرت محمد کےلئے اوراُن کی آل واصحاب کےلئے رحمت طلب کرنا۔

اوراصل اس مقدمه میں وہ آیت قرآنی ہے جو احزاب ۷رکوع کی آیت ۵۶ میں ہے إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

خدا اوراس کے فرشتے دعاء رحمت کیا کرتے ہیں حضرت محمد پر اے مسلمانوں تم بھی اُس پر دعا ء رحمت اورسلام بھیجا کرو۔

پس اس آیت کے حکم سے اوراُن بہت سی حدیثوں کے سبب جو کُتُب احادیث میں ہیں اہل اسلام جب حضرت محمد کا نام سنتے یا سناتے ہیں تویوں کہتے ہیں کہ صلی اللہ وسلم رحمت ہو اللہ کی اُس پر اورسلام اگرچہ اس وقت یہ الفاظ عادت میں داخل ہوگئے اُن کے نام کا گویا ایک حصہ ہوگیا ہے توبھی یہ ایک درود ہے جب حضرت محمد کا نام کہیں لکھتےہ یں تو ساتھ ہی یہ درود بھی لکھتے ہیں یا لکھنے کے عوض اس کا مخفف اشارہ ایسا (صه) کردیتے ہیں یہ بھی درود ہے۔

اس کے سوا بعض مسلمانوں کا یہ وظیفہ ہے کہ ہر روز ہزار دفعہ یا کم زیادہ درود پڑہا کرتے ہیں اوراُن کو بموجب ہدایت محمدی کے یہ اُمید ہے کہ اس سے آخرت میں ہمارا بھلا ہوگا۔

اس تعلیم پر ہمارا یہ فکر ہے کہ خدا جو سب کو دینے والا ہے وہ کس سے دعا کرکے حضرت محمد کو رحمت دلواتا ہے اوراس کو کیا حاجت ہے کہ وہ ایک آدمی کے نام کی تسبیح پڑھا کرے اور اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیز کا نام جپا کرے اور فرشتوں کو بھی حکم دے کہ اُس کے نام کی تسبیح پڑھا کریں۔

حضرت محمد محض آدمی تھے انہیں لائق نہ تھا کہ اپنے نام کو اس قدر فروغ اُمت میں دیتے کبھی کسی پیغمبر نے ایسی جرات نہیں کی اورنہیں کہا کہ لوگ میرے نام کی تسبیح پڑھا کریں۔

محمدی لوگ جب نماز میں خدا کے سامنے قعود کرتے ہیں تو وہاں پر بھی حضرت کو خدا کی مانند حاضر ناظر کے الفاظ میں یاد کرتے ہیں التحیارت پر غورکرو۔

ہم لوگ جو سیدنا مسیح کو اور روح القدس کو بھی حاضر ناظر جان کے پکارتے ہیں اس کا سبب یہی ہے کہ وہ خدا ہے پر حضرت محمد خدا نہیں ہیں کہ ان کا یہ منصب ہو یہ

خاص جلال خدا کا ہے نہ آدمی کا اُس کا جلال آدمی کو دینا گناہ عظیم ہے۔

البتہ رسول نے (۲تھسلنیکیوں۳: ۱)۔ میں لکھا ہے کہ اے بھائیو ہمارے حق میں دعا کرو کہ خدا کا کلام پھیل جائے یہ بات درود کے قسم سے نہیں ہے۔

پر محمدی درود کی صورت دیکھ کر میری تمیز یہ نتیجہ نکالتی ہے کہ منشا حضرت کا صرف یہ ہے کہ میری محبت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو یا شائد کسی کی دعا سے میرا بھی بھلا ہوجائے پر ضرور یہ خوفناک تعلیم ہے۔

تیسری دعا حمد ہے

تسبیح اورتحمید وتہلیل وتکبیر بھی حضرت نے اپنی اُمت کو کتُب الہامیہ اور عیسائی رواج سے دریافت کرکے سکھلائی ہے۔

تسبیح کے معنی سبحان اللہ کہنا تحمید کے معنی ہیں الحمد اللہ کہنا تہلیل کے معنی ہیں لاالاالا اللہ کہنا تکبیر کے معنی ہیں اللہ الکبر بولنا۔

یہ تعلیم بہت اچھی ہے مگر اگلے پیغمبروں کی تعلیم ہے چنانچہ داؤد پیغمبر کے زبوروں میں جگہ جگہ انکاذکرہے توبھی ہم خوش ہیں کہ حضرت نے پیغمبروں کی کتابوں میں سے یہ باتیں لیکر سکھلائیں۔

مگر پیغمبروں کے بیان میں اور حضرت کے بیان میں تھوڑا سا فرق بھی ہے وہ نہیں کہتے کہ آدمی ان الفاظ کا وظیفہ پڑھے پر دعا میں اورستائش الہیٰ کے وقت یہ الفاظ خدا کے سامنے خوشی میں بولی جاتی ہیں۔

البتہ رومن کیتھولک لوگوں نے جو عیسائیوں کے درمیان ایک بڑا بدعتی فرقہ ہے وظیفوں کا دستورایجاد کیا ہے جو خلاف ہے سیدنا مسیح کے اُس حکم کے تم غیرقوموں کی طرح بک بک نہ کرواورجیسے وہ سمجھتے ہیں کہ بہت بک بک کرنے سے خدا اُن کی سنے گا تم ایسا نہ کرو۔

حضرت محمد نے انہیں لوگوں سے یہ دستوراخذ کرکے اپنی اُمت میں جاری کیا ہے کیونکہ حضرت کے عہد میں یہی لوگ اُن علاقوں میں کثرت سے تھے اورجوکچھ ہم قرآن حدیث

میں اور محمدی تواریخوں میں عیسائیوں کی بابت لکھا دیکھتے ہیں کثرت سے وہی باتیں ہیں جو اس بدعتی فرقہ کی ہیں۔

حاصل کلام آنکہ حضرت نے یہ الفاظ تو ضرور کلام الہیٰ کے موافق بتلائے ہیں پر ان کا استعمال کلام کے خلاف بدعتی فرقہ کے دستور پر سکھلایا ہے۔

چوتھی دعا استغفار ہے

حضرت نے سکھلایا ہے کہ خدا کے سامنے توبہ کرنا اور گناہوں کی معافی مانگنا ضرور ہے تو یہ نہائت اچھی بات ہے مگر اس کے استعمال کا طوربھی حضرت نے درست نہیں بتلایا۔

مشکوات باب الاستغفار میں اغرمزنی کی حدیث مسلم سے لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے (اے لوگو توبہ کرو خدا کی طرف کیونکہ میں توبہ کرتا ہوں خدا کی طرف ایک دن میں سو دفعہ ، سو دفعہ توبہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ لفظ توبہ سو دفعہ ہر روز پڑھا کرتا ہوں اس سے کیا فائدہ ہے۔

اسی دستور پر مسلمان لوگ تسبیح ہاتھ میں لے کر یا انگلیوں پر شمار کرکے سو دفعہ یا کم زیادہ استغفر اللہ ربی والوب الیہ پڑھا کرتے ہیں اورجانتے ہیں کہ یوں مغفرت حاصل کرینگے۔

خدا کاکلام یہ سکھلاتا ہے کہ آدمی اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کرے اور گناہ سے اور دنیاوی محبت سے منہ موڑے اورجوکچھ کیا ہے اُس سے پچھتائے اورنفرت کرے اور ایمان کے ساتھ خدا سے مغفرت کا طالب ہو یہ توبہ اور استغفار ہے۔

کچھ ضرورنہیں کہ وہ سودفعہ توبہ توبہ بولے اگر وہ ایک دفعہ بھی منہ سے یہ الفاظ نہ نکالے پر دل میں اُس کے یہ کام ہوجائے جواوپر مذکور ہے تو وہ ضرور سچا تائب ہے۔ہاں یہ سچ ہے کہ انسان ناطاقت ہے اس کا دل گناہ کی طرف جلدی مائل ہوجاتا ہے ضرور ہے کہ ایمان کے ساتھ رات دن توبہ کا ستون پکڑے رہے یعنی دل میں کوشش کرتا رہے کہ توبہ قائم رہے نہ یہ کہ سو دفعہ لفظ بولے اوردلی جنگ سے بے خبر رہے اوردل کو خدا کے سامنے مرغ بسمل کی طرح نہ ڈالے اورتوبہ کا پھل آپ میں دریافت نہ کرے وہ

دھوکے میں ہے اب تک توبہ نہیں کی اوراُسے لاکھ دفعہ بھی استغفار پڑھنا مفید نہیں ہے۔

پھر اسی باب میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے واللہ فی الا ستغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم سبعین صرہ بخاری نے ابوہریرہ سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت نے کہا (خدا کی قسم میں اپنے گناہوں کی معافی کے واسطے ایک دن میں ستر دفعہ اللہ کے سامنے استغفار کرتا ہوں)۔

حضرت کی تمیز بھی گواہی دیتی تھی کہ میں گنہگار ہوں اس لئے یہاں پر وہ اپنے دل کا حال صاف صاف درست ظاہر کرتے ہیں۔

مگرعلماء محمدیہ بلا دلیل اُنہیں معصوم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت نے اس لئے کہی ہے کہ اُمت کو توبہ اوراستغفار پر اُبھاریں ورنہ وہ خودگناہ سے پاک تھے مگر یہ تاویل ان کی اس حدیث سے باطل ہے جو اسی حدیث کے نیچے مسلم کی روایت سے لکھی ہے وہ یہ ہے " انہ لیغان علی قلبی وانی لا استغفراللہ فی الیوم مایتہ مرتہ " میرے دل پر غفلت کا پردہ آجاتا ہے اس لئے میں خدا سے سودفعہ ہر روز معافی مانگتا ہوں۔

یعنی میرا معافی مانگنا اُمت کی ترغیب کےلئے نہیں ہے بلکہ اس غفلت کے پردہ کےلئے جو میرے دل پر آتا ہے۔

اس حدیث کی تاویل سے جب سارے محمدی عالم لاچار ہوئے تو یوں کہنے لگے کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے اس کے معنی معلوم نہیں ہوسکتے اورمسلمان کو نہ چاہیے کہ اسکے معنوں پر غورکریں اس کا بھید خدا ہی جانتا ہے۔

دیکھو یہ کیسی بات ہے کہ ایک شخص صاف اقرار کرتا ہے کہ میں گنہگارہوں اوراس پر خدا کی قسم بھی کھا جاتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ میرے دل پر غفلت کاپردہ آجاتا ہے اورقرآن بھی اُس کے گناہوں کا اقرارقول سے اورفعل سے کرتا ہے پھر بھی بے گناہی کا فتویٰ آدمیوں سے ہے حاصل کلام آنکہ حضرت محمد نے استغفار کے وظیفہ کو مفید بتلایا ہے اورآپ بھی اُس پر عمل کیا ہے اوراس بارے میں نہ وظیفہ مفید ہے مگر دلی رجوع مطلوب ہے پس حضرت کے اس بیان

میں اس تعلیم کی اصل تودرست ہے لیکن استعمال کا طورنادرست اورغیر مفید ہے۔

پانچویں متفرق دعائیں ہیں

ایسی ایسی بہت دعائیں ہیں جو کھانے پینے کے وقت اور کپڑے پہننے کےوقت اورحاجت ضرور ی کے وقت اورہمبستری کےوقت وغیرہ اوقات میں پڑہی جاتی ہیں۔

اب حضرت کی ساری دعائیں دیکھنے کے بعد اگر کوئی منصف آدمی داؤد پیغمبر کے زبوروں کو دیکھے اوراورپیغمبروں کی دعاؤں پر بھی غورکرے جو الہامی کتابوں میں مرقوم ہیں اورنماز کی کتاب کی ترتیب پر بھی غور کرے تواُسے بخوبی معلوم ہوسکتاہے کہ نہ تو حضرت محمد کی دعاؤں کے مضامین اُس قدرعالیٰ ہیں جس قدرپیغمبروں کی دعاؤں کے مضامین ہیں۔ اورنہ اتنا بڑا دفتردعاؤں کا حضرت کے پاس ہے جس قدر مسیحی کلیسیا کے پاس ہے اورنہ ان دعاؤں کا استعمال حضرت نے اتنا مفید اور مناسب دکھلایا ہے جس قدر مفید استعمال پیغمبروں نے سکھلایا ہے۔ اورنہ اس بارے میں مبالغ ہیں جیسے حضرت نے سنائے ہیں اورنہ حضرت اتنے بڑے دعا کنندہ ہیں جتنا بڑا دعا کنندہ داؤد پیغمبر اورسیدنا مسیح کی کلیسیا ہے پس اس بارے میں بھی انبیاء کے سلسلہ اورمسیحی کلیسیا کوتقدم حاصل ہے۔

فصل شانزدھم

روزوں کے بیان میں

حضرت محمد نے روزہ رکھنے کا بھی حکم دیا ہے اوراُن کی شریعت میں روزہ یہ ہےکہ آدمی صبح سے شام تک بہ نیت روزہ کھنے پینے سے اورجماع سے بازآئے۔

اورثواب روزے کا اُن کی شریعت میں اس مبالغہ کے ساتھ بیان ہواہے کہ ہوشیارآدمی کی تمیزکبھی اُس کو قبول نہ کریگی غنتیہ الطالبین فضل فضائل الصوم علی الجملہ میں اس قسم کی باتیں بہت سی لکھی ہیں ازانجملہ آنکہ فرمایا حضرت نے کہ اگرکوئی ایک دن خدا کے واسطے روزہ رکھے خدا اس کو دوزخ سے اس قدردوررکھیگا کہ جتنی دورایک کاگ کا بچہ پیدا ہوکر اوڑجائے اورساری عمر اڑتا رہے یہاں تک کہ بڑھا ہوکر مرجائے اور کہتے ہیں کہ کاگ کا بچہ پانچ سو برس جیتا ہے۔

پھر مشکوات کتاب الصوم میں ابوہریرہ سے روائت ہے کہ فرمایا حضرت نے (روزوہ داروں کے منہ کی بو خدا کے سامنے مشک کی خوشبو سے بہترہے روزے دوقسم کے بیان ہوئے ہیں فرض اورنفل۔

رمضان کے روزے

یہ روزے فرض ہیں سب پر بشرطیکہ کوئی لا چاری نہ ہو روزوں کے احکام بہت سے لکھے ہیں جن پر غورکرنے سے ثابت ہوگیاہے کہ صرف ظاہری طورپر ہیں باطنی صفائی کا علاقہ روزوں کے ساتھ شرط نہیں ہے بد نظری سے محمدی روزہ نہیں جاتا اوربالائی بدفعلی سے بھی روزہ نہیں جاتا اورحضرت نے بھی روزہ میں ایسے ایسے کام کئے ہیں توبھی آپ کو روزہ دار جانا ہے اوروہ ایسی مکروہ باتیں ہیں جن کے ذکرسے شرم آتی ہے دیکھو مشکوات باب تنزیہ الصوم میں بخاری اورمسلم سے عائشہ کی روایت کیاہے۔

دوسرے قسم کے روزے نفل ہیں اگرکوئی رکھے توثواب پائے گا اورجو نہ رکھے توگرفت نہ ہوگی اُن کی کئی ایک قسمیں ہیں۔

اوّل صوم الدھر

یعنی سال بھر برابر روزہ رکھنا ۔ بعض حدیثوں میں ایسے روزوں سے منع کیا ہے اوربعض حدیثوں میں ایسے روزوں کے بڑے ثواب بتلائے ہیں۔ بعض علماء محمدیہ نے کہا ہے کہ ایسے روزے منع ہیں لیکن غنتیہ الطالبین میں ہے کہ عائشہ اورابوموسیٰ اشعری اورابو طلحہ نے برس برس روزے رکھے ہیں اور کہا ہے کہ عیدوں کے دنوں میں روزے نہ رکھنا صوم الدھرکی صورت کو بدلتاہے۔

دوم صوم البیض

ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ تاریخ کو تین روزے رکھنا صوم البیض کہلاتاہے اوربعض لوگ رکھتے ہیں۔

سوم متفرق روزے

ہر پیر وجمعرات کا روزہ عاشورہ کا روزہ شش عید کے روزے ہر جمعہ کا روزہ وغیرہ یہ سب متفرق روزے ہیں۔

خدا کےکلام کی طرف دیکھنے سے معلوم ہوتاہے کہ اگلے بزرگوں نے بھی روزے رکھے ہیں اوراب بھی لوگ رکھتے ہیں

اورہم بھی روزہ رکھنا مفید جانتے ہیں پر کلام کے موافق نہ محمدی طورپر۔

روزہ کا ظاہری طورتو یہ ہے کہ آدمی کھنا پینا چھوڑکر اقرار گناہ اورغم دعا عاجزی کے ساتھ دعاؤں میں مشغول ہو(۱سیموئیل۷: ٦۔ یوائیل۲: ۱۲۔ استشنا ۹: ۱۸۔ عزرا ۸: ۲۳) یہ توروزے کی ظاہری صورت ہے پر باطنی صورت اُس کی (یشعیاہ ۵۸: ٦۔ ۷) میں مرقوم ہے کہ نیکی کے سب کام کرے۔

مگر روزے کا وقت وہ ہے کہ جب آدمی مصائب میں گرفتارہو (یوائیل ۱: ۱۴۔ ۲: ۱۲) اوروہ وقت بھی ہے کہ جب آدمی الہیٰ برکات کےلئے دل کی تیاری چاہتا ہے۔

اورغرض روزوں کی نہ بڑے بڑے ثواب حاصل کرنا ہے مگر روح کو تنبیہ دینا ہے کہ اُس میں عاجزی پیدا ہو اوروہ فروتنی سے خدا کے سامنے جھکے (٦۹زبور۱۰۔ ۳۵زبور۱۳)۔ اس صورت میں وہ سب حرکتیں جو محمدی روزہ کونہیں توڑتے ہیں اوراس روزہ کو توڑڈالتے ہیں کیونکہ یہ روزہ باطنی ہے پر محمدی روزہ ظاہری ہے محمدی روزہ ایک حکم کی تعمیل ہے پر یہ روزہ نہ کسی حکم کی تعمیل ہے مگر ایک روحانی بیماری کی دوا ہے جو وقت پر دی جاتی ہے۔

کلام میں تین قسم کے روزے مذکورہیں اول عوام کا روزہ جو صرف

(صفحہ مسینگ ہیں ۱۳٦ سے ۱۴۳تک)

ایک ظاہری بات ہے جس پر (یسعیاہ ۵۸: ۴، ۵) میں کچھ لکھا ہے محمدی روزہ بالکل یہی روزہ ہے۔

دوسرا خواص کا روزہ ہے جس کا ذکر خوبی کے ساتھ کلام میں ہے (یسعیا ۲۰: ۴٦)۔

(یہ پیراگراف صفحہ ۱۳٦)

تیسرا اخص الخواص کا روزہ ہے اورموسیٰ کا اورالیاس اورمسیح کا روزہ تھا کہ چالیس یوم کچھ نہ کھایا یہ روزہ طاقت بشری سے خارج ہے الہیٰ طاقت سے ان لوگوں نے رکھا تھا نماز کی کتاب میں روزوں کے چالیس دن کا دستور جو لکھا ہے وہ اسی روزہ کی یادگاری مں ہے کہ اُن ایام میں مسیح کی جفا کشی پر فکر کرتے ہیں اوراپنے گناہوں کا آپ حساب لیتے ہیں اورکوشش کرتے ہیں کہ دوسرے قسم کا روزہ رکھ کے اپنی روح

کو فائدہ پہنچائیں کہ وہ جسمانی بدخواہشوں پر غلبہ پائے۔ توبھی عیسائی آزاد ہیں خوشی سے روزہ رکھتے ہیں خوشی سے عبادت کرتے ہیں اورخوشی سے خیرات دیتے ہیں نہ جبر سے کہ ضرور کرو شریعت رسمی کا جبر جہان سے اٹھ گیا ہے شریعت اخلاقی کی تعمیل روح اور راستی کے ساتھ اُس آزادگی سے جو مسیح نے بخشی ہے بجالاتے ہیں اورخدا ایسے پرستار چاہتا ہے نہ ویسے جیسے غلامی کے فرزند ہوتے ہیں۔

(یہ پیراگراف صفحہ ۱۴۵ سے شروع ہوا)

باقی مال پاک رہ جاتا ہے اورآدمی کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

زکواۃ نہ دینے کی سزا مشکوات کتاب الزکواۃ میں ابوہریرہ سے منقول ہے کہ جو کوئی زکواۃ نہیں دیتا ہے اُس کا مال قیامت کے دن گنجا سانپ بن جائے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہونگے وہ اس آدمی کے گلے میں لپٹ جائے گا اور اس کی دوباچھیں پکڑکے کہے گا میں ہوں تیرا مال تیرا خزانہ۔

ابی ذر سے روائت ہے کہ جس کے پاس اونٹ گائیں بکریاں ہوں اوروہ زکواۃ نہ دے تو وہ جانور قیامت کوبڑے بڑے موٹے بن کر اُس آدمی کو روندیں گے اورسینگوں سے مارینگے۔

زکواۃ مسکینوں فقیروں غریبوں کو دی جاتی ہے پر اقارب یعنی آباء واجد واولاد کو دینا جائز نہیں ہے ۔پر بھائی بہن وغیرہ اگرمحتاج ہوں توانہیں مل سکتی ہے اسی طرح کافر کو دینا جائز نہیں ہے اورسیدوں کواوربنی ہاشم کوبھی نہ دیں۔

یہ تعلیم اچھی ہے خیرات دینا ضروری کام ہے کیونکہ محتاجوں کا حق ہے کہ اہل توفیق اُن کی مدد کریں پر ہم ان ثوابوں اورعذابوں کی بابت کچھ نہیں جانتے صرف اتنا جانتے ہیں کہ خدا کی رضا مندی ضرور اس میں ہے کہ محتاجوں کی مدد کی جائے پر جو لوگ نہیں کرتے وہ اپنا واجب ادا نہیں کرتے ہیں اس کا نقصان اٹھانا ہوگا اورجس نے رحم نہیں کیا اس پر رحم نہ ہوگا۔ پر زکوات کے بارے میں اگرچہ خدا کے کلام میں دہ یکی کا ذکر ہے یعنی دسواں حصہ دینا چاہیے پر آزادگی کی شریعت یعنی انجیل میں آزادگی ہے کہ جس قدردل چاہتا ہے دیں اپنی خوشی اوررضا مندی سے کہ جو تھوڑا دیتا ہے تھوڑا پائے گا جو بہت دیتا ہے بہت پائے گا کچھ قید

چالیسویں اوردسویں حصے کے اب نہیں ہے اورنہ کسی پر جبر ہے کہ اگر نہ دے تو قتل کرینگے ہرگز نہیں وہ اپنا حساب آپ خدا کو دیگا۔ ایسی بات انجیل میں ہے اورایسی آزادگی ہے توبھی خدا کے فضل سے محتاجوں کی حاجت روائی اورتمام اخراجات دینی اسی چندہ سے سر انجام پاتے ہیں بلکہ اہل اسلام کی زکوات کی نسبت یہ چندہ زیادہ مفید نظر آتا ہے اورنہ صرف ہندوستان میں مگر ایشیا کے غیر ملکوں میں بھی یہ خدا کی برکت عیسائی چندہ پر ہے جو آزادگی کی روح سے دیا جاتا ہے۔ پر عیسائی لوگ سب کچھ خدا کے واسطے دے کہ بھی کچھ اُمید مغفرت اس چندہ پر نہیں رکھتے ہیں ہماری نجات صرف مسیح سے ہے اوریہ سب کا رخیر خدا کی شکر گزاری میں کرتے ہیں اوربھائیوں کا حق اورخدا کا حق پہچانتے ہیں۔

فصل بست ویکم

صدقہ فطر میں

جب رمضان تمام ہوتا ہے اورعید کی صبح آتی ہے تو نماز سے پہلے واجب ہر مسلمان روزوں کے صدقہ میں چار سیر جویا کھجوریں یا دوسیر گیہوں فقیروں کو دے اورہر آدمی اپنی اپنی طرف سے دے یہ صدقہ فطر ہے۔

یہ بھی ایک خیرات ہے بہتر ہے پر نجات اعمال سے نہیں ہے گناہوں کی معافی اگر ایسی عبادتوں اورریاضتوں اور مکانوں او رکپڑوں اوراورغسلوں اور وضواورخیرات اورحج زکوات سے ہوسکتی ہے توبہت ہی آسان ہے کہ آدمی بہشت میں جائے اوران ادنی سی چیزوں کے ذریعہ سے بہشت کو کمالے اوروہ آرام جو خدا کو حاصل ہے ان چیزوں کے وسیلہ سے آدمی بھی خریدلے اگریہ بات کسی کے خیال میں آسکتی ہے تووہ قبول کرے اوراس کچی بنیادپر اپنی اُمید کو قائم کرے پر ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ باتیں اورمطلب پر مفید نہیں ہیں نجات اورگناہوں کی معافی اورخدا کی حضوری میں دخل پانے کے لئے یہ امور ہرگز مفید نہیں ہیں یہی بات سب پیغمبروں کے بیان سے ثابت ہے اوریہی تعلیم مسیح کی انجیل سے پاتے ہیں اور عقل بھی اسی بات کو قبول کرتی ہے۔ پس ہم آگاہ کردیتے ہیں سب ناظرین کو یہ باتیں حضرت نے بھروسہ کے لائق نہیں بتلائی ہیں اورکچھ ان کے سوا حضرت کے پاس نہیں

ہے۔ اورانہیں باتوں کو پیغمبروں کی کتاب میں بھی جو حضرت نے پایا ہے تو حضرت محمد اُن باتوں کا درست مطلب نہیں سمجھے ہیں اس لئے دین کی بنیاد ان پر قائم کی ہے حالانکہ سب پیغمبروں کی بنیاد سیدنا مسیح پر قائم ہے اوریہ سب عبادات وغیرہ اسی بنیاد اورجڑکی شاخیں ہیں۔

تیسرا باب
معاملات میں

معاملات وہ امورہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ علاقہ رکھتے ہیں چنانچہ عبادات کو انسان اورخدا کے درمیان علاقہ ہے جس کا ذکرہوچکا ہے پروہ امورجن کا علاقہ آپس میں آدمیوں کے درمیان ہے بموجب رضامندی الٰہی کے انہیں معاملات کہتے ہیں ۔ اس باب میں بھی کئی ایک فصلیں ہیں۔

پہلی فصل
کمائی اورکسب حلال کے بیان میں

علماء محمدیہ نے قرآن حدیث سے نکال کر کسب اور کمائی کی چارقسمیں بیان کی ہیں وہ یہ ہیں کہ افضل اوراچھی صورت کمانے کی جہاد ہے یعنی امام کے ساتھ جہاد کرنے کوجانا اورکافروں کا مال لوٹ کر لانا یہ سب سے بہتر اورپاک کھانا ہے۔ اس کے بعد تجارت ہے پھر زراعت کا درجہ ہے پھر دست کاری ہے یعنی کوئی پیشہ ۔ خدا کے کلام میں آدمی کی

خوراک کا ذکر یوں لکھا ہے کہ تو اپنے منہ کے پسینے سے روٹی کھائے گا یعنی محنت اور جفا کشی سے۔ پر عقل سلیم کے نزدیک سب سے بہتر کام تجارت ہے پھر زراعت پھر دستکاری مگر لوٹ کے مال کو نہ عقل جائز بتلاتی ہے نہ خدا کا کلام جس کو اس تعلیم میں سب سے بہتر کام قرار دیا گیا ہے۔

پر اس کی بنیاد وہی عرب کی قدیمی عادت ہے جو اب تک بدوؤں میں جاری ہے اور حضرت محمد کا بھی بعد دعویٰ نبوت کے ایام ہجرت سے آخر تک وہی پیشہ تھا کہ جہاد کا اموال غنیمت سے کھاتے پیتے تھے جس کی بابت اسماعیل کے حق میں خبردی گئی تھی کہ اس کے ہاتھ سب کے خلاف ہونگے۔

اور یہ بات کہ خدا نے ملک کنعان بنی اسرائیل کے ہاتھ میں کردیا تھا اور وہاں کے اموال انہوں نے پائے تھے یہ بات خدا کے انتظام سے علاقہ رکھتی ہے کہ اپنی خدائی کے قانون کے موافق جو ملک جس کو چاہے بخش دے اس کا نتیجہ یہ نہیں نکل سکتا کہ آدمی کا اچھا پیشہ لوٹ مار ہوئے۔ یا آنکہ دین کے پیرائیہ میں اس پیشہ کو اختیار کرے۔ البتہ دنیا کے ممالک خدا نے بادشاہوں کے ہاتھ میں تقسیم کردئیے ہیں ۔ وہ اگر آپس میں لڑیں یا انتظام کے لئے کسی ملک کو لوٹیں اور اُن کے نوکر یا ساتھی ایسا مال اُن کے حکم سے لاکر کھائیں تو یہ ان کی محنت کی کمائی ہے پر دین کے لئے یہ کام عقلاً ونقلاً اچھا نہیں ہے۔

دوسری فصل
سود کے بیان میں

حضرت نے سود کھانے کو منع کیا ہے اور تجارت کو حلال بتلایا ہے یہ بات درست ہے۔ لیکن سود کیا چیز ہے اس بارے میں کلام الہیٰ اور قرآن کے درمیان اختلاف ہے علماء محمدیہ سود کی قسمیں بتلاتے ہیں سود نسیہ یعنی نقد چیز کو وعدے پر دینا سود فضل یعنی تھوڑے کو بہت کے بدلے میں دینا۔

پس اگر اتحاد جنس اور اتحاد قدر بھی ہو تو دونوں صورتیں سود کی حرام ہیں کیلی یا وزنی ہونا قدر ہے پر جب جنسیں مختلف ہوں اور دست بدست لین دین ہوجائے تو یہ سود نہیں ہے۔

مگر کلام میں بیجا زیادتی کو سود کہتے ہیں اورجنس وقدردرست بدست کی کچھ شرط نہیں ہے بنی اسرائیل کو منع تھاکہ نامناسب زیادتی آپس میں نہ لیں مگر پردیسی اور غیر قوم سے سودلینا انہیں بھی منع نہ تھا۔ اب جو عیسائیوں میں سود کا رواج ہے یہ ایک قسم کی تجارت ہے پر اپنے احباب اور دوستوں میں ایسا نہیں ہے اوروہاں جہاں لیا جاتا ہے اُس کے لئے بھی ایک شرح اوررواجی ہے اورمناسب ہے پر بیجا زیادتی اب تک وہ نہیں لیتے کیونکہ قانوناً وشرعاً ناجائز جانتے ہیں۔

روائت ہے کہ ایک آدمی نے بُری گیہوں بدلوائی تھی۔ اسی طرح پر کہ بُری چارسیرئی اوراچھی چارسیرئی حضرت محمد نے فرمایاکہ یہ عین سود ہے (اگر ایسی باتیں سود ہیں تو دنیا میں زندگی کیسی تلخ ہوگی) توبھی خود حضرت نے ایک بار ایک غلام لیا اُس کے عوض دوغلام دیئے تھے گیہوں کے قاعدے کے موافق یہ بھی سود تھا پر اس کو حضرت نے سود نہ کہا۔

حضرت نے فرمایا ہے کہ سود کے ستر جُز ہیں سب سے چھوٹا سود یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے (اس مبالغہ کو خیال فرمائیے۔

عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ معاملات میں سب سے پیچھے سود کی آئت نازل ہوئی تھی مگر حضرت نے اُس کی شرح بیان نہیں کی یہاں تک کہ وفات پائی پس چاہیے کہ جس چیز میں سود کا شک بھی ہو اسے چھوڑدیں پس یہ صاف اقرار خلیفہ کا ہے کہ درست معنی سود کے معلوم نہیں ہیں اس صورت میں کیونکر اس آفت سے بچ سکتے ہیں جو ایسا بڑا گناہ ہے۔

تیسری فصل

اشیاء ذیل کی بیع ناجائز ہے

مردار اور خون اور حردام ولدیامکاتب یا مدبر کی بیع باطل ہے کہ بیع مال نہیں ہے۔

شراب اورسور کی بیع باطل ہے کیونکہ مال غیر متقوم ہے جانور کے پستان میں جو شیر ہے جب تک باہر نہ نکالا جائے فروخت کرنا باطل ہے۔ جو جانور خود مختار ہوا اڑتے

ہیں۔ یا مچھلیاں جو دریا میں ہیں یالونڈی کا حمل یا وہ موتی جو صدف میں ہے اور وہ گوشت جو جیتے جانور میں ہے فروخت کرنا جائز نہیں مردار کا گوشت ، یا چربی یا نجس تیل اورانسان کا بُرازجس میں مٹی نہ ملائی جائے فروخت کرنا منع ہے اورجمعہ کی اذان کے وقت کوئی چیزفروخت کرنا منع ہے۔

دیکھو یہ کیسی باتیں اوران میں حکم جاری کرنا کیا فائدہ رکھتا ہے اگر کسی کو کسی دوا کے لئے یہ چیزیں درکارہوں اورکوئی لا کے بیچے توکیا گناہ ہے۔

چوتھی فصل

احتکار کے ذکرمیں

احتکاریہ ہے کہ ارزانی کے وقت غلہ جمع کیا جائے اس ارادہ سے کہ گرانی کے وقت فروخت کروں گا یہ بھی حرام ہے۔ اگریہ کارجہان اٹھ جائے تو ہمیشہ قحط رہینگے اورملک برباد ہوگا اوراگرنفع کی امید سے غلہ جمع کرکے نہ رکھیں تو ضرورت کے وقت روٹی میسر نہ آئیگی۔ ان باتوں کے سوا خروفروخت کے دستوراوربیع کی قسمیں علماء محمدیہ نے اپنے اجتہاد سے بہت سی بیان کی ہیں اوراُس میں بھی بہت غلطیاں ہیں اور بعض مقام علم انتظام مدُن کے خلاف ہیں پر میں ایسے بیان کرکے کتاب کو نہیں بڑھاسکتا۔ محمدی عالم طالب علم کی عمر ایسی باتوں میں برباد کر ڈالتے ہیں ان باتوں سے نہ روحانیت بڑھتی ہے نہ دنیا وی فائدہ ہے یہ معاملات کی شریعت ہے۔

پانچویں فصل

نکاح کے بیان میں

علماء محمدیہ کہتے ہیں کہ شہوت کے وقت نکاح واجب ہے اورجب زنا کا خوف ہو تو فرض ہے بشرطیکہ مہر اورنقد دینے کی طاقت ہو اورسنت موکدہ ہے حالت اعتدال میں۔ ایسے ہی خدا کےکلام سے بھی معلوم ہوتا ہے چنانچہ توریت میں لکھا ہے کہ اچھا نہیں کہ آدم اکیلا رہے میں اُس کے لئے ایک عورت بناؤنگا ۔ اورپولوس رسول سے یہ بھی سنتے ہیں کہ اگر آدمی ضبط پر قادر ہے توبہتر ہے کہ نکاح نہ کرے۔ ورنہ مناسب ہے کہ نکاح کرے یہاں محمدی بیان اورخدا کےکلام میں کچھ مخالفت نہیں ہے۔

عیسائیوں کے دستور کے موافق مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لیں پر اگر بے ضبط

ہوں تو غیروں سے ملاحظہ کرالیں۔ ضرور ہے کہ نکاح کے وقت کوئی عورت کا مختار ہو کے نکاح کرواے پر عورت کی مرضی بھی دریافت کرنا ضرور ہے نکاح کے وقت دف بجا کر شہرت کرنا بھی ضرور ہے یا کسی اورطرح سے تاکہ یہ معاملہ مشہور ہوجائے۔ محمدی نکاح میں شرطیں بھی ہوسکتی ہیں جتنی چاہیں جانبین شرطیں کرلیں۔

اورتو سب باتیں درست ہیں مگر یہ شرطیں آزادگی کے ساتھ عیسائی دین میں نہیں ہیں اورنہ ہونی چاہیئے صرف یہی شرطیں مناسب ہیں کہ عمر بھر کے لئے عورت مرد کی ہوئی اور مرد عورت کا ہوا اوروہ اس کی خدمت وعزت کریگا اوروہ اس کے ہر حال میں اس کے سوا اورکچھ شرطیں عقلاً ونقلاً بہتر نہیں ہیں۔

چھٹی فصل

نکاح موقت

نکاح موقت ایک قسم کا نکاح مسلمانوں میں ہے جس کو متعہ کہتے ہیں ۔ یہ نکاح کچھ دن کے لئے یعنی ایک خاص وقت مقررہ تک کی شرط سے کچھ دام دے کر کیا جاتا ہے جب تک معیاد پوری نہ ہو وہ عورت بی بی ہے اورمیاں شوہر ہے اورجب معیاد مقررہ پوری ہوگئی عورت مرد فوراً نکاح سے آزاد ہوجاتے ہیں۔

اگر ایسے نکاح سے اولاد جاری ہوجائے تواُن کو باپ کا ورثہ نہیں ملتا ہے بحکم اجماع اُمت کے۔ اس لئے کہ اُن کی ماں نے متعہ کی اُجرت پائی تھی یہ نکاح اورلونڈی بازی راقم کے گمان میں برابر ہے۔

اب سنی مسلمان اس نکاح کو حرام جانتے ہیں اوراُن کے درمیان ایسے نکاح کا اب دستورنہیں ہے۔

لیکن شعیہ مسلمان اب تک اس کو حلال اورجائز بتلاتے ہیں اوریہ دستوراُن میں اب بھی جاری ہے ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ دستور حضرت محمد کے حکم سے جاری ہوا ہے اورسنی بھی اس بات کے قائل ہیں۔

چنانچہ مشکوات کتاب النکاح باب اعلان میں بخاری ومسلم کی روایت ابن مسعود سے یوں لکھی ہے کہ (ہم لوگ حضرت کے ساتھ جہاد میں تھے اورہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں ۔ پس ہم نے کہا یا حضرت ہم خوجے ہوجائیں تب

حضرت نے ہمیں خوجہ ہونے سے منع کیا اورہمیں رخصت
دی کہ ہم متعہ کریں پس کوئی کوئی ہم میں سے کسی عورت کو
کپڑا دے کہ کسی مدت مقررہ تک نکاح کیا کرتا تھا۔ یہ حدیث
سنیوں کی ہے اوراس کے معنی وہ لوگ یوں کرتے ہیں کہ ابتدا
اسلام میں یہ دستور جاری تھا مگر آخر کو حضرت نے اس
دستور سے منع کردیاپس یہ حدیث منسوخ ہے توبھی اسبات کا
تو اقرار ہواکہ یہ دستور ابتداء اسلام میں حضرت ہی سے
مسلمانوں میں جاری ہوا تھا مگر صاف ظاہر ہے تورایخ
محمدی کے دیکھنے سے جہاد وغزوی خاص مدینہ میں جاکر
ہونی شروع ہوئی تھی یعنی اجراء اسلام کے ۱۱یا ۱۲ برس بعد
ایک قرن تواسلام پر گذرچکا تھا اس وقت کے احکام اوائل
اسلام کے احکام نہیں ہیں بلکہ اواسط اسلام کے احکام ہیں۔
اوریہ کیا بات ہے کہ وہ معلم جو خدا کی طرف سے ہونے کا
مدعی ہے اُس کی تعلیم اوائل واواسط واواخر میں وہی
طوردکھلاتی ہے جو ہم سب کاطور ہے کہ موقع کے موافق
کارروائی کرتے ہیں یا نادانی سے کوئی بات بولتے ہیں جب اُس کا
نقصان ظاہرہوتا ہے تب اسے چھوڑدیتے ہیں۔

اس کے بعد دوسری حدیث ترمذی کی روائت سے
مشکوات میں یہ ہے کہ (ابن عباس کہتے ہیں کہ متعہ کا
دستوراول اسلام میں تھا جب کوئی مرد کسی ایسے شہر میں
جاتا تھا جہاں اس کا کوئی واقف نہ ہو تو وہ کسی عورت سے
بقدرقیام متعہ کرلیتا تھا تاکہ وہ عورت اسباب کی نگہبانی کرے
اورکھانا بھی پکائے اورہمبستربھی ہوئے جب وہ آیت اتری
کہ باندی اوربی بی کے سوا کسی اورعورت سے صحبت کرنا نہ
چاہیے تو اسوقت یہ دستورحرام ہوگیا غرض اجراء اس کا
حضرت ہی سے ہوا اورموقوف بھی اس کو حضرت ہی نے کیا
توبھی شیعہ لوگ جائز جانتے ہیں کہ اورمنسوخ نہیں بتلاتے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ فی نفہ یہ دستور بد ہے
اورزناکاری ہے اوراس صورت میں اوربھی زیادہ بد ہے کہ جب
اُسے ایک قسم کا نکاح سمجھیں جیسے کہ شیعہ وسنی ہردواس
کے قائل ہیں دونو کہتے ہیں کہ حضرت محمد نے یہ تعلیم دی
تھی کہ اگرچہ ایک فرقہ کہتا ہے کہ اب یہ منع ہے توبھی اقرار
ہے کہ ہمارے پیغمبر کی تعلیم ہے ۔ پس اب خواہ وہ جاری
ہو بموجب بیان اہلِ شیعہ کے یا نہ جاری ہو بموجب بیان

اہل سنت کے بہر حال حضرت محمد کی ضروریہ تعلیم ہے اوراس تعلیم سے اُن کی دل کی طہارت اور ذہن کی روشنی کی بابت ہم کچھ سمجھ نہیں سکتے ہیں۔

ساتویں فصل

نکاح غیر موقت

یہ وہ ہے جو سب مسلمان کرتے ہیں۔ اس کو غیر موقت اس لئے کہتے ہیں کہ اس کےلئے بھی کوئی وقت نہیں ہے خواہ موت تک رہے یا کبھی درمیان میں جاتا رہے۔

اس نکاح میں مرداقرارکرتا ہے کہ میں نے اس عورت کو قبول کیا اورعورت اپنے دل کی زبان سے اقرارکرتی ہے کہ میں نے اس مرد کو قبول کیا۔ توبھی مرد کو اختیار ہے چاہے تمام عمر اس عورت کے ساتھ بسر کرے یا چاہے چھوڑدے۔ اوراس اقرارمیں مرد کی طرف سے یہ بھی شرط نہیں ہے کہ میں سب عورتوں کو چھوڑکے صرف اسی عورت کا شوہر رہوں گا کیونکہ وہ اورعورتیں بھی نکاح میں لا سکتا ہے لیکن عورت کی طرف سے اقراریہ ہے کہ اورسب مردوں کو چھوڑکر تیری ہی بیوی رہونگی اورمیں تجھے کبھی نہیں چھوڑسکتی پر تومجھے چھوڑسکتا ہے۔

اس نکاح میں بھی ہمیں بہت سی بے انصافی اورخود غرضی نظر آتی ہے اور خاص کرکے عورتوں پر ظلم ہے اور ضرورخدا کی طرف سے یہ تعلیم نہیں ہے کیونکہ وہ منصف ہے اوررحیم ہے۔

عیسائی مذہب میں نکاح کا اقراریوں ہے کہ تمام زندگی کے لئے جب تک عورت ہمیں جدا نہ کرے میں اس عورت کا شوہر رہونگا اورسب عورتوں کو چھوڑکر صرف اسی عورت کا میں ہوگیا ہوں اواسی طرح عورت بھی سب مردوں کو چھوڑ کر تمام عمر کےلئے اسی کی بیوی ہوگئی ہے اور ہردوایک تن ہیں ضروریہ نکاح خدا سے ہے جس میں انصاف ہےہاں اگر وہ لوگ زنا کرکے اس اقرارکو توڑڈالیں تو ممکن ہے کہ جدائی ہوجائے۔

آٹھویں فصل

حرام عورتوں کے بیان میں

حرام عورتیں جن سے شرع محمدی میں نکاح ناجائز ہے یہ ہیں:

۱۔	نسب کے سبب	مائیں،بہنیں،پھوپھیاں،خالائیں بھتجیاں،بھانجیاں۔
۲۔	سسرال کے سبب	ساسیں، یا جورور کی بیٹیاں، بہوئیں مگر لے پالک کی نہیں۔
۳۔	دودھ کے سبب	مثلاً اپنی دائی دودھ پلائی حرام ہے۔
۴۔	جمع کے سبب	چار سے زیادہ جمع نہیں ہوسکتے مگر باندیاں، جس قدرچاہیے جمع ہوسکتی ہیں۔ دوبہنیں جمع نہیں ہوسکتی مگر ایک کی موت کے بعد دوسری آسکتی ہے۔ غلام سے زیادہ جمع نہیں کرسکتا۔
۵۔	شرافت وزالت کے سبب	باندیوں کے نکاح بی بیوں کے اوپر نہیں ہوسکتے وہ بلانکاح رہ سکتی ہیں۔
۶۔	حق غیر کے سبب	یعنی کسی کی جورو سے نکاح نہیں ہوسکتا
۷۔	شرک کے سبب	بُت پرست ومشرک سے جائز نہیں ہے مگر عیسائی یہودی عورت سے جائز ہے۔
۸۔	غلامی کے سبب	آزاد عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کرسکتی نہ اُس غلام سے جو شرکت غیر میں ہے۔
۹۔	طلاق کے سبب	جس بی بی کو طلاق دی تھی پھر اُس سے نکاح نہیں ہوسکتا مگر بعد حلالہ کے۔

(ف۔)حلالہ یہ ہے کہ مطلقہ عورت کسی اورشخص سے نکاح کرے اور ضروراس سے ہمبستر ہوئے اورپھر وہ شخص اُسے طلاق دے تو اب یہ عورت اگرچاہے کہ خصم سابق سے نکاح کرے تو جائز ہے مگر جب تک دوسرا خصم نہ کرچکے پہلے خصم کی طرف رجوع کرنا ناجائز ہے۔ یہ نوقسم کی حرام عورتیں فتویٰ عالمگیری کے مطلب کا خلاصہ ہے۔

شمار	وہ عورتیں جن سے مرد عیسائی کو نکاح جائز نہیں	وہ مرد جن سے عورت عیسائیہ کو نکاح جائز نہیں
۱۔	دادی	دادا
۲۔	دادا کی جورو	خاوند کی دادای کا
۳۔	دادی بیوی کی	دادا اپنے شوہر کا
۴۔	چچی	چچا

۵۔	خالہ	خالو
٦۔	چچا کی بی بی	اپنی چچی کا خاوند
۷۔	خالو کی بی بی	اپنی خالہ کا خاوند
۸۔	جورو کے باپ کی بہن	اپنے خاوند کے باپ کا بھائی
۹۔	جورو کی ماں کی بہن	اپنے خاوند کی ماں کا بھائی
۱۰۔	اپنی ماں	اپنا باپ
۱۱۔	اپنے باپ کی جورو	اپنی ماں کا خاوند
۱۲۔	ساس	اپنے خصم کا باپ
۱۳۔	اپنی بیٹی	اپنا بیٹا
۱۴۔	جورو کی بیٹی	اپنے خصم کا بیٹا
۱۵۔	بہو یعنی اپنے بیٹے کی جورو	اپنی بیٹی کا خاوند
۱٦۔	اپنی بہن	اپنا بھائی
۱۷۔	اپنی جورو کی بہن یعن سالی	اپنے شوہر کا بھائی
۱۸۔	پوتی اپنے بیٹے کی بیٹی	اپنی بہن کا خاوند
۱۹۔	دہوتی اپنی بیٹی کی بیٹی	اپنے بیٹے کا بیٹا
۲۰۔	بیٹی اپنی بیٹی کی	بیٹا اپنے بیٹے کا
۲۱۔	جورو اپنے بیٹے کے بیٹے کی	اپنی بیٹی کی بیٹی کا خاوند
۲۲	بیٹی کے بیٹے کی جورو	اپنے بیٹے کی بیٹی کا خاوند
۲۳	جورو کے بیٹے کی بیٹی	اپنے خاوند کے بیٹے کا بیٹا
۲۴۔	جورو کی بیٹی کی بیٹی	اپنے خاوند کی بیٹی کا بیٹا
۲۵	بھائی کی بیٹی یعنی بھتیجی	اپنے بھائی کا بیٹا
۲٦	بھانجی ۔ بہن کی بیٹی	اپنی بہن کا بیٹا
۲۷۔	بھائی کے بیٹے کی جورو بھتیجے کی بیوی	اپنے بھائی کی بیٹی کا خاوند
۲۸۔	بھانجے کی جورو۔ بہن کے بیٹے کی بیوی	اپنی بہن کی بیٹی کا خاوند
۲۹۔	سالے کی بیٹی	اپنے خاوند کے بھائی کا بیٹا
۳۰۔	سالی کی بیٹی	اپنے خاوند کی بہن کا بیٹا

خدا کی شریعت میں بلحاظ حرمت کے اپنے ماں باپ کی طرف سے شیر کا بچاؤ ہے اوراپنی بی بی سے بھی ویسا ہی بچاؤ ہے کیونکہ خدا کے حکم کے موافق اپنی بی بی کے ساتھ ایک تن ہو کے پوری یگانگت پیدا کرتا ہے۔

اگر آدمی اُن عورتوں کی بابت فکر کرے اوراس انتظام پر بھی سوچ تو جانے گا کہ یہاں زیادہ حیاء شرم اوراقارب کی حرمت ہے۔

نویں فصل
مہر کا بیان

نکاح کے وقت عورتوں کے لئے کچھ مہر مقرر کیا جاتا ہے گویا یہ پہلے ہمخوابی کی اجرت ہے۔ ادنی درجہ کا مہر دوروپیہ دس آنہ ہیں اور زیادہ جہاں تک خاوند ادا کرسکے۔ حضرت کی بی بی ام حبیبہ کا مہر ایک ہزارپچاس روپیہ کا مقرر ہوا تھا۔ اورحضرت کی بیٹی بی بی فاطمہ کا مہر ایک سو پچاس روپیہ کا تھا۔ ان کے سوا اورسب عورتوں اوربیٹیوں کا مہر ایک سو اکتیس روپیہ چارآنہ کا باندھا گیا تھا۔

یہ مہر خاوند کو ادا کرنا ضرور ہے یا بی بی معاف کردے یا ضرور اُسے دیا جائے اگر خاوند نہ دے تو بی بی نالش کرکے لے سکتی ہے اورجو بی بی مرجائے تو اُس کی اولاد باپ سے لے سکتی ہے۔مگر نہائت مناسب یہ ہے کہ نکاح کے بعد ہم خوابی سے پیشتر ادا کردیا جائے کیونکہ حضرت نے اپنے داماد علی سے کہا تھاکہ ہم بستر ہونے سے پہلے فاطمہ کا مہر دیجئے اس نے کہا میرے پاس کچھ نقدی اس وقت موجود نہیں ہے فرمایا اپنی ذرہ دیدے تب اُس نے ذرہ دیدی اُس کے بعد ہم خواب ہوا۔

عیسائیوں میں کچھ مہر مقرر نہیں ہے اس لئے کہ بی بی اورمیاں میں کسی طرح کا فرق نہیں رہتا ہے۔ جوکچھ خاوند کے پاس ہے یا وہ ساری عمر میں کمائے گا سب کچھ بی بی کا ہوگیا ہے خاوند معہ اپنے سب مال کے بی بی کا ہوگیا ہے اوربی بی اُس کی ہوگئی ہے پس محمدی نکاح میں بہت فرق ہے اس لئے اس نکاح میں مہر کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں فرق قائم ہے اس نکاح میں مہر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ فرق نہیں ہے۔

دسویں فصل
ولیمہ یاشادی کے کھانے اورسب قسم کے ضیافتوں کے ذکر میں

مسلمانوں میں آٹھ قسم کی ضیافتیں یا کھانے ہوتے ہیں اوریہ نہ صرف مذہبی تعلیم ہے مگر ملکی اوررواجی بات ہے جو شرع میں بھی جائز رہی ہے۔

اُن سب کھانوں کے نام میں بھی عربی زبان میں جدے جدے ہیں اوروہ یہ ہیں ۔ خُرس، عقیقہ ، اعذار، نقیعہ، وکیرہ، مادبہ وخیمہ ولیمہ۔

(۱۔) خرس وہ کھانا ہے جو بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں کھلایا جاتا ہے۔

(۲۔) عقیقہ وہ کھانا ہے کہ بچہ کے نام رکھنے کے وقت کھلایا جاتا ہے۔

(۳۔)اعذاروہ کھانا ہے کہ ختنہ کے وقت کھلاتے ہیں۔

(۴۔) نقیعہ وہ کھانا ہے جو مسافر کو کھلاتے ہیں۔

(۵۔) وکیرہ وہ کھانا ہے جو مکان کی عمارت تمام ہونے کے وقت کھلایا جاتا ہے۔

(۶۔) مادبہ وہ کھانا ہے جو یوں ہی بلاکسی خاص سبب کے کھلایا جاتا ہے ۔

(۷۔) وخیمہ وہ کھانا ہے جو مصیبت کے وقت کھلاتے ہیں۔

(۸۔) ولیمہ وہ کھانا ہے جو بعد نکاح کے کھلاتے ہیں۔

ولیمہ سنت ہے یا واجب مگر اورسب متحب ہیں یہ خوشی کا کھانا ہے سب قوموں میں اس کا رواج ہے عیسائیوں میں بھی قسم قسم کے کھانے ہیں مگر سب کچھ توفیق پر ہے واجب یا سنت کچھ نہیں ہے محبت کی ضیافتیں ہیں جو خدا کے جلال اور شکر گزاری میں کی جاتی ہیں ان باتوں میں فائدہ ہے۔

گیارھویں فصل

عورتوں کی باری مقررکرنا

محمدی تعلیم میں چونکہ ایک مرد چار بیویاں بھی رکھ سکتا ہے۔ اس لئے انہیں ضرورت ہے کہ اپنی بی بی کے لئے باریاں مقرر کریں تاکہ مرد اُن کی باریوں کے موافق اُن کی خدمت میں حاضر ہوا کرے اورکسی کا حق تلف نہ کرے قرآن میں لکھا ہے فان تعدلو فواحدہ اگر عدل نہ کرسکو تو ایک ہی جورو کرو پس اگر بموجب اوپر کی آیت کے دو دوتین تین چار چار بیبیاں کریں تو شرط یہ ہے کہ اُن میں برابری اور عدالت کی جائے ورنہ ناجائز ہے کہ ایک سے زیادہ کی جائے۔

مگر یہ بات محال ہے کہ انسان سب عورتوں کو ایک ہی نظر سے دیکھے اورسب کے حق برابر ادا کرے اس لئے علما نے اس آیت کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ ایک ایک رات سب کے پاس رہنا اوربرابر ہمنیشنی کرنا اوربرابر کھانا کپڑا دینا ضرور ہے مگر برابر ہمخوابی اوربرابر محبت سب سے کرنا کچھ ضرورنہیں یعنی لفظ عدالت میں یہ بات شامل نہیں ہے۔

دیکھو علماء محمدیہ کی تمیز نے خود گواہی دی کہ سب عورتوں سے برابر محبت اورہم خوابی کرنا محال ہے اس لئے انہوں نے عدلت کے اورہی معنی تصنیف کئے کہ سب کے پاس برابر وقت میں بیٹھنا اورکھانا کپڑا برابر دینا بس عدالت ہے مگر محبت برابر کرنا کچھ ضرورنہیں ہے ۔مگر یہ عدالت تمیزانسان کے خلاف ہے انہیں صاف کہنا چاہیے تھاکہ یا تو کثرت ازواج کی تعلیم ہی غلط ہے یا اس میں شرط عدالت غلط ہے۔

بالفرض اگریہ بناوٹی معنی عدالت کے جو خلاف تمیز ہیں قبول بھی کئے جائیں تو ایک اورتماشہ نظر آتاہے کہ حضرت نے خود اس آسان عدالت پر بھی عمل نہیں کیا اور صاف دکھلایا کہ یہ بھی کثرت ازدواج میں محال ہے ۔

آخر عمر میں حضرت محمد کے پاس نو عورتیں اکٹھی موجود تھیں لیکن باریاں آٹھ تھیں ۔ صرف عائشہ کے لئے دوراتیں تھیں اورسب کے لئے ایک ایک رات تھی سو وہ عورت باری سے محروم تھی۔

پھر یہ دستوربھی تھا کہ جب حضرت محمد کسی کنواری عورت کو لیتے تھے تو اوّل میں سات رات برابر اُس کے پاس رہتے تھے اورجو غیر کنواری سے نکاح کرتے تھے تو اس کے لئے تین رات مقررتھیں یہ بھی عدالت مفسرہ کے خلاف تھا۔

مگر علماء محمدی اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ عورتوں کے حق میں عدالت کرنا حضرت محمد پر واجب نہ تھا وہ اپنی خوشی سے جس قدرہوسکتا تھا عدالت کرتے تھے پر خدا کی طرف سے خاص اُن کے لئے اس امر میں عدالت کی شرط نہ تھی لیکن مسلمانوں کے لئے عدالت شرط ہے۔

دیکھو یہ کیسا جواب ہے کہ کسی آدمی کا دلی انصاف کو پسند کرسکتا ہے جب کہ عدالت خدا کی صفت ہے اورمحال

ہے کہ خدا کبھی بھی عدالت سے باہر کوئی کام کرے اور بندگان خدا پر فرض ہے کہ عدالت کریں ورنہ خدا کے مجرم ہونگے مگر رسول خدا کو جائز ہے کہ وہ کبھی کبھی عدالت نہ کریں اُن پر عدالت واجب نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ کثرت ازدواج کی تعلیم ہی خلاف عدالت ہے جب ایک مرد نے چار عورتوں سے شادی کی تو اُس کے یہ معنی ہیں کہ اے عورتوں تم چاروں بالکل میری ہو اور ہر ایک تم میں سے بالکل پوری پوری میری ہے اور میں ہر ایک کے لئے پورا نہیں ہوں بلکہ ہر ایک کے لئے ۱/۴ ۔ اور پھر اس تعلیم میں عدالت کی شرط ہے یعنی امر عدالت شکن میں عدالت شرط ہے اور عدالت سے مراد وہ عدالت ہے جو فی الحقیقت عدالت نہیں ہے کیونکہ ہم خوابی اور محبت جو حقیقی رکن عدالت کا عورتوں کے بارہ میں ہے وہ اس عدالت سے خارج ہے صرف ظاہری ہم نشینی اور کھانا کپڑا برابر دینا عدالت کہلاتا ہے جس سے عدالت کی غرض ہرگز پوری نہیں ہوسکتی۔

ناظرین کو ان باتوں پر فکر کے سوچنا چاہیے کہ کیا یہ تعلیمات خدا سے ہیں یا کسی انسان کی خواہشوں میں سے نکلی ہیں۔

شائد کوئی کہے کہ پرانے عہد نامہ میں بھی پیغمبروں کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے بھی بہت سے عورتیں جمع کی تھیں جواب مختصر یہ ہے کہ خدا نے پہلے آدم کو ایک ہی عورت بخشی تھی اور انسان کی بگڑی ہوئی حالت سے پہلے یہ انتظام خدا نے کیا تھا پس اُس کی اچھی حالت کا انتظام خدا سے یہی ہے کہ ایک بی بی ہوئے مگر جب انسان کی حالت بگڑگئی تو ہم دیکھتے ہیں کہ قائین ظالم کے پوتے لمک نے یہ بُرا دستور جاری کیا کہ عدہ اور ظلہ دو عورتیں جمع کیں پھر اُسی کی سنت یہ دنیا میں جاری ہوئی اور اس میں لوگوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کے سبب سے بڑی ترقی کی پس جنہوں نے یہ کام کیا اپنی نفسانی خواہشوں سے کیا اور بُرا کیا اور خدا نے بھی اُن کی اس بد حالت سے طرح دی پر جب مسیح آیا اور انسان کی بحالی کا وقت شروع ہوا پھر وہی آدم والا دستور جاری ہوا اب ہم کثرت ازدواج کو نہ پیغمبروں کی سنت مگر لمک کی

سنت جانتے ہیں اورآدم کی حالت بیگناہی کی سنت چھوڑکر آدمی کی برُی حالت اورنفسانی خواہشوں کی سنت پرنہیں چل سکتے جو خلاف عدالت اور خلاف عقل اورخلاف حکم کے ہے۔

بارھویں فصل

عورتوں سے خوش مزاجی کرنا

مشکوات کتاب النکاح باب عشرہ النساء میں لکھاہے کہ حضرت محمد نے تعلیم دی ہے کہ عورتوں کے ساتھ خوش مزاج رہنا چاہیے اورانہیں نصحیت بھی دینا چاہیے۔

یہ تعلیم اچھی ہے اورخدا کےکلام میں بھی ایسا لکھاہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ خوش مزاج رہنا چاہیے۔ اورحضرت نے عورتوں کے مارنے سے بھی منع کیا ہے یہ سب مناسب اور لائق باتیں ہیں۔

مگراورباتیں اسی باب میں ایسی بھی مذکورہیں کہ اُن کا ذکرشرم کی بات ہے۔ پراُس کا حاصل یہ ہے کہ عورتوں کوبھی مردوں کے لئے ہر وقت حاضر رہنا چاہیے جب وہ بلائیں بلاعذر حاضر ہونا چاہیے ورنہ خدا کے فرشتے ساری رات عورت پرلعنت بھیجا کرتے ہیں اس جُرم میں کہ اُس نے اس رات ہم خوابی سے انکارکیا تھا۔

عائیشہ کہتی ہے کہ میں لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی جب حضرت آتے تھے تو لڑکیاں بھاگ جاتی تھیں مگر حضرت اپنی خوش مزاجی کے سبب لڑکیوں کو بلا کر میرے پاس بھیجا کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکرہے کہ حضرت دروازہ پر کھڑے تھے اورحبشی نٹ برچھیوں پرتماشے کررہے تھے تب حضرت محمد نے عائشہ کو اپنے کپڑے کی آڑمیں لے کر اپنے کندھے پر چڑھایا اور تماشہ دکھلایا اس سے ظاہر ہے کہ حضرت بیویوں سے بہت خوش مزاج تھے۔

اورعائشہ بی بی بھی حضرت محمد سے ٹھٹھہ کیا کرتی تھیں چنانچہ ایک ٹھٹھہ اُن کا حضرت سے یہ بھی ہوا وہ کہتے ہیں کہ میں اُن عورتوں پرعیب لگایا کرتی تھی جو اپنا نفس حضرت کو مفت بخش دیتی تھیں میں کہتی تھی کہ یہ کیسی بے حیا اورشہوت پر حریض عورتیں ہیں کہ بے نکاح مفت اپنا بدن میرے خاوند کو ہمبستر ہونے کےلئے بخشدیتی ہیں یہ بات میرے دل میں تھی جب وہ آئت نازل ہوئی کہ نکال دے

جس عورت کو تیرا دل چاہے اوررکھ لے اُس عورت کو جس کرتیرا دل چاہے تب عائشه کہتی ہیں که میں یوں بولی ماارٰی ربك الایسارع فی هواك میں دیکھتی ہوں تیرے خداکو که تیرے دل کی خواہشیں جلد جلد پوری کرتا ہے پس یه عائشه کا ٹھٹھه حضرت کے ساتھ ہوا۔

دیکھو نه اس وقت صرف ہماری تمیزیه کہتی ہے که محمدی تعلیم حضرت محمد کی نفسانی خواہشوں کا مظہر ہے مگر اُن کے اصحاب بلکه ہمکناربی بی کی تمیز بھی اس بات پر گواہی دیتی تھی که یه خدا اس کی خواہشوں کے موافق چلتا ہے پس یه ایک بات حضرت کی عدم نبوت پر کافی دلیل ہے کیونکه خدا جو حقیقی خدا ہے عقلاً ونقلاً محال ہے که کسی آدمی کی نفسانی خواہشوں کے موافق چلے پر وہ اپنی مرضی اورارادوں کے موافق آدمی کو چلانا چاہتا ہے سارے پیغمبر خدا کی مرضی کی طرف آدمیوں کو کھینچتے ہیں اوراپنی خواہشوں کو اُس کی مرضی کے تابع کرنا چاہتےہیں پر یہاں دیکھتے ہیں که خدا ایک آدمی کی خواہشوں کے تابع ہے پس بھائیو ہوشیارہوجاؤ۔

عورتوں کے حقوق مردوں پر اور مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اُن کا مفصل بیان حضرت محمد کی تعلیم میں جو لکھا ہے سوباب عشرہ النساء میں دیکھنا چاہیے جس کا حواله اوپر ہے اورمسیحی دین کی تعلیم جو اس بارہ میں ہے اس کا ذکر مفصل کتاب نمازترتیب نکاح کے آخر میں اگر کوئی دیکھنا چاہے تو دیکھے اورپھر انصاف سے کہے که کونسی تعلیم خدا سے ہے اورکونسی تعلیم نفس امارہ اورعقل انسانی ہے۔

تیرھویں فصل

طلاق کے بیان میں

محمدی تعلیم ہے که ہر مرد اپنی بی بی کو جب چاہے اورجس وجه سے چاہے طلاق دے سکتا ہے۔چنانچه یہودی بھی ایسا کرتے تھے جن کے بارے میں سیدنا مسیح نے فرمایا تمہاری سخت دلی کے سبب موسیٰ نے ایسا حکم دیا ہے۔

اور حضرت محمد نے بھی فرمایا ہے که البغض الحلال الی الله الطلاق یعنی حلال چیزیں جس سے خدا کو بہت غصه ہے وہ طلاق ہے یعنی اگرچه یه کام جائز ہے توبھی خدا اس سے سخت ناراض ہے۔

مشکوات باب الوسوسه میں مسلم سے جابر کی روائت ہے کہ فرمایا حضرت نے شیطان کے پاس ایک تخت ہے وہ اسے پانیوں پر رکھ کر بیٹھا کرتا ہے اوراُس کے نوکر اپنی خدمت گزاری کا روزنامچہ اُسے سنایا کرتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں شرارت کے کام آج کئے ہیں اورشیطان ہر ایک کی کارگزاری کے موافق اُن کی عزت کیا کرتا ہے پر جب کوئی نوکر کہتا ہے کہ میں نے ایک عورت میں فساد ڈلوا کے طلاق کرادی ہے تو شیطان بہت خوش ہو کے اُسے اپنے گلے سے لگا لیتا ہے یہاں سے ظاہر ہے کہ طلاق کا دستور خدا کے نزدیک مکروہ ہے اگرچہ اس نے جائز کیا ہے اوریہ کہ شیطان کو اس میں بہت خوشی ہے۔موسیٰ کی شرع میں جو طلاق جائز تھی اس کی وجہ تو سیدنا مسیح نے وہ بتلائی ہے جس کو عقل بھی قبول کرتی ہے کہ آدمیوں کی سخت دلی کے سبب سے اُس نے ایسا حکم دیا تھا پر محمدی شرع میں جو یہ جائز ہے اس کی وجہ کیا ہے آیا سخت دلی آدمیوں کی یا مناسب انتظام اُمت محمدیہ کا یہ خدا کی طرف سے ہے اگر آدمیوں کی سخت دلی کے سبب سے یہ رواج ہے تو ضرور حضرت محمد بھی سخت دل آدمی ہونگے جنہوں نے کئی عورتوں طلاق دی تھی اور وہ طلاق ضرور شیطان کے کسی نوکر کی تحریک سے واقع ہوگی ۔ بموجب حدیث جابر کے ۔ یا محض نیک انتظام کے لئے طلاق ہوگی اگر اس مطلب پر طلاق ہے تو بڑی نیکی ہے پر خدا کے نزدیک البغض حلال کیوں ہوئی۔ اور وہ کونسی نیکی ہے جس سے شیطان خوش ہوسکتا ہے وہ تو محض بدی سے خوش ہوتا ہے نہ نیکی سے اس لئے حیرانی ہے کہ شریعت محمدیہ کی طلاق کا کیا منشا ہے۔

اورجب ہم زیدوزینب کی طلاق پر سوچتے ہیں اور حضرت محمد کی خوشنودی اُس میں پاتے ہیں جس کا صاف ذکر قرآن میں ہے تب اوربھی حیران ہیں کہ حضرت محمد اس فعل سے کیوں خوش تھے جو خدا کے نزدیک مبغوض تھا اور شیطان کے نزدیک نہائت اچھا تھا اب سوچ لیں کہ اس معاملہ میں حضرت محمد کس کی طرف تھے۔ غرض یہ تعلیم جس کی منشا اورغرض اوربیان میں بہت گڑبڑ ہے یعنی طلاق شریعت محمدیہ میں ہر وجہ سے جائز ہے اوراس کی کئی قسمیں ہیں۔

چودھویں فصل

خلع کے بیان میں

یہ ایک قسم کی طلاق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہرک جو رو رہنا نہیں چاہتی اُس سے آزاد ہونا چاہتی ہے تب وہ اپنے خاوند کو کسی قدر مال دے کر راضی کرتی ہے کہ اُسے چھوڑدے اگر خاوند منظورکرے اوراس طرح سے چھوڑدے تو یہ خلع ہوا۔

پندرھویں فصل

طلاق مغلظہ وہ مخففہ کے ذکر میں

طلاق مغلظہ یہ ہے کہ مرد تین بار اپنی عورت سے یوں کہے کہ (اے عورت میں نے تجھے طلاق دی) پس اس سے نکاح اُن کا مطلق ٹوٹ جاتاہے وہ پھر اس کی جورو نہیں ہوسکتی جب تک کسی غیر سے نکاح کرکے اورہمبستر ہوکے اوراُس سے پھر طلاق لے کے نہ آئے اورپھر اس سے نکاح نہ کرے۔ یہی حکم قرآن میں صاف لکھاہے حتی تنکح زوجاً غیر

طلاق مخففہ اس سختی کے الفاظ میں نہیں ہے اس لئے اس سے مراجعت ہوسکتی ہے بغیر حلالہ کے۔

سولھویں فصل

لعان کے بیان میں

لعان بھی ایک قسم کی طلاق ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کی نسبت زناکاری کا دعویٰ کرے تو دونو قاضی کے سامنے حاضر ہوں اورجب مرد گواہوں سے زناکا ثبوت عورت کی نسبت نہ دے کسے تو چار دفعہ یوں کہے (خدا کی قسم میں اس دعوے میں سچا ہوں) اورپانچویں دفعہ یوں کہے (اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو) پھر عورت چاردفعہ یوں کہے (خدا کی قسم یہ مرد جھوٹا ہے) اورپانچویں بار عورت یوں کہے (اگر یہ مرد سچا ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت پڑے) یہ لعان ہے یعنی اس میں ایک دوسرے پر لعنت کرنا جب یہ ہوا تو طلاق پڑگئی اب دونوں میں جدائی ہوگئی۔

سترھویں فصل

عدت کا بیان

عدت اُس مدت کو کہتے ہیں جس میں عورت کو ضرور ہے کہ نکاح نہ کرے جب وہ مدت پوری ہوجائے تب نکاح کرے ۔

اگر خاوند مرجائے تو چار مہینے دس دن تک عورت کو نکاح کرنا درست نہیں ہے اُس کی یہ عدت ہے اگر وہ حاملہ ہے تو جنے تک عدت ہے۔رہتی ہے یا تین مہینے تک اگر حیض نہ آتا ہو۔

مگر لونڈی مطلقہ کی عدت دو حیض ہیں یا ڈیڑھ مہینہ اور اگر لونڈی کا خاوند مر جائے تو دو مہینے پانچ دن عدت ہے یہ بندوبست اس لئے ہے کہ وہ نطفہ مل نہ جائے۔

یہ بندوسبت مناسب ہے اس میں کچھ نقصان نہیں ہے بلکہ فائدہ ہے ہاں مدت عدت کی وقت کے مناسب چاہیے پر جو ان کے نزدیک اسی قدر مناسب ہے اور لوگوں کے خیال میں کچھ زیادہ وقت مطلوب ہے۔

اٹھاریوں فصل

عتق کے بیان میں

غلام کے آزاد کرنے کو عتق کہتے ہیں اس کا بڑا ثواب ہے کہ غلام آزاد کیا جائے۔ یہ بات بہت درست ہے کہ غلام کو آزاد کرنا چاہتے ہیں لیکن کیا خوب بات ہے کہ غلام رکھنے کی رسم ہی جہان میں نہ رہے پر خیر شریعت محمدی میں غلام رکھنے کا دستور جاری ہے توبھی اُن تمیز کہتے ہیں کہ آزادگی چاہیے اس لئے کہتے ہس کہ بڑا ثوابت ہے کہ غلا م آزاد کیا جائے۔

لیکن بعض وقت غلام آزاد کرنا گناہ بھی ہے اس وقت کہ جب خوف ہو کہ وہ کافروں کے ملک میں چلا جائے گا یا اسلام چھوڑدے گا تو اس صورت میں آزاد کرنا منع ہے اس لئے کہ جبری اسلام بھی اُن کی شریعت میں محمود ہے۔

انیسویں فصل

قسم کے بیان میں

محمدی تعلیم میں قسم کی تین صورتیں غموس ، لغو منعقدہ۔

غموس وہ جھوٹی قسم ہے جو ماضی یا حال کے امر پر کھائی جائے اس قسم کے کھانے والا اُن کی شریعت میں گنہگار ہے اس کو چاہیے کہ توبہ کرے۔

لغو قسم یہ ہے کہ اپنے گمان میں وہ سچی قسم کھاتا ہے امر ماضی یا حال پر مگر حقیقت میں اُس کا گمان باطل ہے پس اس قسم پر اُن کی شریعت کہتی ہے کہ خدا سزا نہ دیگا بلکہ یہ معاف ہے۔

منعقدہ وہ قسم ہے کہ امر آئندہ پر قسم کھائی جائے اوراس کا پورا کرنا ضرور ہے اگر اُسے پورا نہ کرسکے تو کفارہ دے۔ غلام آزاد کرے۔ یا دس آدمی کو کھانا کھلائے یا تین دن روزہ رکھے۔

دیکھو ان ہر سہ قسم سے آزاد ہونا کچھ مشکل بات نہیں ہے۔ یہودی ربی لوگ بھی ایسی روائتیں سناتے تھے اور لوگوں کو قسم سے آزاد کیا کرتے تھے ۔ یہ سب وہی باتیں ہیں جو حضرت نے یہودیوں سے معلوم کی ہیں۔یہ تعلیم کہ لغو قسم معاف ہے اسی نے اہل اسلام کے عوام کو ایسی جرات قسم کے بارے میں دی ہے کہ وہ بات بات میں قسم کھاتے ہیں۔ پر خدا کے کلام میں قسم کھانا منع ہے ہاں ضرورت کے وقت حاکم کے حکم سے اللہ کی قسم کھانا جائز ہے جو ایک سنجیدگی سے واقع ہوتی ہے پر بات چیت کے درمیان یا ادنیٰ باتوں پر ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں ہے۔

بیسویں فصل

عورتوں کی عقل اوردین کا ذکر

مشکوات کتاب الایمان میں ابی سعید حذری سے مسلم اوربخاری روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے اے عورتو میں دیکھتا ہوں کہ مردوں کی نسبت دوزخ میں عورتیں بہت ہیں انہوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا حضرت نے کہ تم ناقص عقل اور ناقص دین ہو تمہاری عقل میں اورتمہارے دین میں بھی نقصان ہے تم لعنت بہت کرتے ہو اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو اور ہوشیار آدمی کی عقل

کھودیتی ہو تمہاری عقل اس لئے ناقص ہے کہ میری شریعت میں ایک عورت کی گواہی برابر ہے نصف مرد کے اور تمہارا دین اس لئے ناقص ہے کہ ایام حیض میں روزہ نماز نہیں ہوسکتی ہو۔

اس تعلیم کو کون قبول کرسکتا ہے کیونکہ یہ ہر دونقصان عورتوں کے اندر خدا نے پیدا نہیں کئے ہیں یہ تو حضرت محمد کی شرع کے نقصان میں جبراً ایک عورت کی گواہی کو نصف مرد کے برابر اس شریعت نے تجویز کیا ہے اور جبراً اسے روزہ نماز سے روکا ہے پر عقل یہ کہتی ہے کہ جیسے مرد ہے ویسی ہی عورت بھی ایک انسان ہے اُس میں بھی نفس ناطقہ ہے کیوں اُس کی گواہی ایک مرد کے برابر نہ ہو اور ایام حیض میں کیوں وہ نماز سے باز آئے خدا کی عبادت روح سے ہوتی ہے وہ ہر حالت میں کرسکتی ہے محمدی شرع میں یہ بہت ہی بڑا نقصان ہے کہ عورتوں کو مرد کی نسبت ناچیز یا کمتر اورحقیر گنا ہے اوریہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ شرع خدا سے نہیں ہے خدا کا کلام بتلاتا ہے کہ عورت اور مرد خدا کے سامنے یکساں ہیں الہیٰ نعمتیں ہردو کےلئے برابر ہیں یہ بات درست ہے کہ مسلمان لوگ عورتوں کو حقیر جان کر اُن کی تعلیم اورتربیت میں بہت کم کوشش کرتے ہیں اُنہیں غلامی کی حالت میں ڈال رکھا ہے انہیں کوٹھریوں میں بند کرکے دین، دنیا کے بھیدوں سے واقف ہونے نہیں دیتے ہیں ۔ اس لئے وہ ذلیل حالت میں ہیں اگر اُنہیں ذرا آزداگی بخشیں تو دیکھو مردوں کے برابر ترقی کرتی ہیں یا نہیں اہلِ یورپ کی عورتوں اور اہلِ ایشیا کی عورتوں پر غورکرو۔ پر یہ ذلیل حالت جو ایشیا کی عورتوں میں ہے اس کا سبب صرف شریعت محمدی ہے اوریہ اچھی حالت جو اہلِ یورپ کی عورتوں کو حاصل ہے اس کا سبب صرف خدا کا کلام ہے۔

اکیسویں فصل

تعلیم دین کے بیان میں

حضرت نے علم دین کے سیکھنے اورسکھلانے کی بابت بڑی فضیلت اورثواب اورتاکید کا بیان کیا ہے اورعلماء محمدیہ نے اور علماء عیسائیہ نے بھی اس بارے میں بہت سی ہدائیتیں کی ہیں۔

مگر یہاں صرف محمدی تعلیم اورکلام الہیٰ کا ذکر ہے اس لئے معلوم کرنا چاہیے کہ مقدرعلم سیکھنے کی مشکوات باب العلم میں ابو داؤد سے یوں بیان ہوئی ہے کہ سوال کیا گیا حضرت سے کہ یا حضرت آدمی کس قدرعلم سیکھنے سے فقیہ ہوجاتا ہے فرمایا جو کوئی میری اُمت کے فائدہ کے لئے چالیس حدیثیں یاد کرلی تو خدا اس کو قیامت کے دن فقیہ کرکے اٹھائیگا اورمیں اس کا گواہ اورشفاعت کرنے والا ہونگا۔

اس حدیث کے موافق بعض مسلمان چھل حدیث جو ایک چھوٹا سا رسالہ ہے یاد کیا کرتے ہیں یہ کچھ بات نہیں ہے اس سے کیا فائدہ ہے۔

مسیحی فقیہ کا احوال پہلے زبورمیں یوں لکھا گیا ہے کہ وہ (خداوند کی شریعت میں مگن رہتا ہے او دن رات اس کی شریعت میں سوچا کرتا ہے) اب اس تعلیم اوراس تعلیم کا بھی مقابلہ کرواورسوچو کہ کونسی بات قرین قیاس ہے۔

یہ میں مانتا ہوں کہ بعض محمدی لوگ دنیاوی علوم پڑھتے ہیں اور محمدی شریعت کو بھی خوف دریافت کرتے ہیں اوریہ اُن خواص کا اپنا شوق ہے مگرمحمدی تعلیم صرف یہی سکھلاتی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

ہاں عیسائی لوگوں میں بھی لاکھوں عالم ہیں اورعلوم دنیاوی او ردینی بھی پڑھتے ہیں پر خدا کا کلام صر ف اُسی کومبارك بتلاتا ہے جو خدا کی شریعت میں مگن رہتا ہے اور رات دن اس میں سوچتا ہے تاکہ کلامِ الہیٰ کے بھیدوں کو دریافت کرکے ان کی تاثیر اپنے اندر حاصل کرے نہ کہ یہ چالیس باتیں یاد کرلے۔

اوریہ ذکورجو زبورمیں ہے خاص علماء کا نہیں ہے مگر چاہیے کہ ہر عیسائی مردو عورت خدا کے کلام میں مگن رہے۔

پھر حضرت نے خدا کے ۹۹نام بھی بتلائے ہیں اوروہ سب خدا کی صفتیں ہیں اورفرمایا کہ جو کوئی انہیں حفظ کرے بہشت میں جائے گا۔ یہ بات بھی ہمارے قیاس میں نہیں آتی صرف نام یاد کرنے سے کیا فائدہ ہوگا چاہیے کہ اُن ناموں کی تاثیر اوراُن کا منشا آدمی کے خیال اورکاموں میں پیدا ہو مثلاً اگر کوئی کہے کہ خدا حاضرناظر ہے تو صرف یہی لفظ ہی بولنا

مفید نہیں ہے جب تک کہ اُس کی حاضری کا رعب میرے خیال میں اورخلوتی گناہوں سے پرہیز میرے افعال میں اس لحاظ سے کہ وہ دیکھتا ہے پیدا نہ ہو۔ مگر مسلمان لوگ ۹۹ نام خدا کے جو عربی کی ایک گھٹی ہوئی عبارت میں ہیں ہر روز پڑھ کر منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اس امید سے کہ بہشت میں جائینگے لیکن اُن سے بات کرکے معلوم کرسکتے ہیں کہ اُن ناموں کی تاثیر خیال وافعال میں کچھ بھی نہیں ہے اس کا سبب یہی ہے کہ حضرت محمد نے یوں ہی بولنے کو ثواب بتلایا ہے جو قیاس سے بعید بات ہے۔

بائیسیوں فصل
منتر پڑھنے کا بیان

عربی میں رقیہ کے معنی منتر ہیں اس کی جمع رقیٰ ہے حضرت محمد نے یہ تعلیم دی ہے کہ بیماریوں میں دوا بھی کی جائے اوربعض بیماریوں میں منتر پڑھی جائیں پر شرک کہ منتر نہ ہوں چاہیے کہ قرآن کی آیتوں کو منتر بنادیں اور خدا کے ناموں کو بھی منتر بنادیں اورغیر زبانوں کے منتر بھی پڑھے جائیں بشرطیکہ اُن کے معنی میں شرک نہ ہو۔

مشکوات باب الطب الرقیٰ میں عائشہ کی روایت ہے کہ بخاری ومسلم سے یوں ہے (حضرت نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اگرکسی کو نظر لگ جائے تو منتر پڑھواؤ۔)۔

ام سلمہ کہتی ہیں کہ میرے گھر میں حضرت نے ایک لڑکی دیکھی جس کا چہرہ زرد تھا فرمایا اس کو نظر ہوگئی ہے اس پر منتر پڑھواؤ۔

مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے منتر پڑھنے سے منع کیا تھا پس عمر بن حزم کے لوگ آئے اور کہا ہمارے پاس ایک منتر ہے ہم بچھوکے کاٹے ہوئے آدمی پر پڑھا کرتے ہیں اورآپ نے منتر پڑھنے سے منع کردیا ہے تب حضرت نے کہا اپنا منتر سناؤ جب سنایا تو کہا اس میں کچھ خوف نہیں ہے اپنے بھائیوں کو فائدہ پہنچاؤ۔

حضرت نظربد کی شدت سے قائل ہیں بلکہ فرمایا کہ اگرکوئی چیز تقدیر پر غالب آسکتی تو یہی نظر بد آتی ایسی قوی تاثیراُس کی ہے پس اب اہل انصاف آپ ہی سوچیں کہ آیا نظر بد کا اعتقاد کس قسم کی بات ہے آیا کوئی پیغمبر نظر بد کا قائل

گذرا ہے یا کسی اہل عقل نے اس کا اقرار کرتے ہیں اورسب عقلمند اس بات پر ہنستے ہیں۔

تیسوئیں فصل

نظر بد کا علاج

حضرت نے نظر بد کا ایک عجیب علاج بتلایا ہے جو کتاب مظاہر الحق ۴ جلد کتاب الطلب فصل دوم کے آخر میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس نے نظر لگائی ہے چاہیے کہ وہ ایک پیالہ پانی میں کرلی کرکے بہ ترتیب مقررہ ہر دوہتیلیاں و کہنیاں اورپیرو گھٹنے اورپیشاب گاہ بھی اُسی پیالہ میں دھوئے اورپانی اُسی پیالہ میں جمع رکھے پھر جس کو نظر لگی ہے اس کی کمر کے پیچھے سے آکے وہ ناپاک پانی اُس کے سر پرڈالا جائے آرام ہوجائے گا۔

ماذری نے کہا کہ نظر لگانے والے پر جبر کرنا چاہیے تاکہ وہ ایسا پانی تیارکرکے دے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے جو کوئی نظر لگانے میں مشہور ہے چاہیے کہ امام وقت اُس کو لوگوں کے درمیان آنے جانے سے منع کرے اور کہے کہ اپنے گھر میں رہا کر۔ تاکہ یہ کیسے خیالات ہیں اوران کی کیسی بُری تاثیر جاہل مسلمانوں میں پائی جاتی ہے خاص کر عورتوں میں اوریہ بات کچھ جاہلوں کی نہیں ہے حضرت نے یہ تعلیم دی ہے اورعلماء محمدیہ نے اسے قبول کیا ہے ایسی باتوں سے خدا کاکلام مطلق پاک ہے اورپیغمبروں کی تعلیم میں ایسی باتیں نہیں ہیں۔

چوبیسویں فصل

بچھوکے کاٹے کا علاج

مشکوات کتاب الطلب میں بہقی سے روائت ہے کہ ایک رات حضرت نمازپڑھ رہے تھے جب زمین پر حضرت نے ہاتھ رکھا تو بچھو نے کاٹ لیا حضرت نے اُسے جوتی سے مارا اورفرمایا خدا کی لعنت ہو بچھو پر نہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ بے نمازی کو یا یوں کہا نہ نبی کو چھوڑتا ہے نہ غیرنبی کو۔ اس کے بعد حضرت نمک اورپانی ڈالتے تھے اوردرد کے سبب انگلی کو ملتے تھے اورمعوذتین پڑھ کردم کرتے تھے پس یہ علاج بچھوکے کاٹے کا ہے جو حضرت سے ظاہرہوا۔

قسم قسم کے علاج یکم حکیم لوگ ایسے موقعوں پر کرتے۔ جس سے آرام ہو آدمی وہ کرسکتا ہے پر حضرت نے

بھی علاج کیا تھا اب تو یہ علاج کچھ مفید نہیں ہوتا ہے تو بھی بعض مسلمان ایسا کرتے ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ یہ موذی جانور سب کو ایذا پہنچاتے ہیں نبی وغیرہ نبی نمازی وغیرہ نمازی میں کچھ امتیاز نہیں کرتے ہیں۔ہاں ایک دفعہ ایک بڑا کالا ناگ پولوس رسول کو بھی چمٹ گیا تھا مگر اُسے کچھ ضرر نہیں پہنچا (اعمال ۲۸: ۴تا ۵) تک غور سے دیکھو۔

پچیسویں فصل

نیک فال اوربد شگون کا ذکر

حضرت نے فرمایا کہ نیک فال لینا چاہیے اوربد فال لینا نہ چاہتے اور وہ آپ بھی نیک فال لیاکرتے تھے خصوصاً لوگوں کے اور مقاموں کے نام سے مثلاً گھر سے نکلتے ہی ایک آدمی ملا اُس کا نام رحمت اللہ تھاپس اس اچھے نام کےآدمی کے ملنے کے سبب خوش ہونا اس امید پر کہ جس کام کو جاتے ہیں اُس میں کامیاب ہونگے کیونکہ گھر سے نکلتے ہی وہ آدمی ملا جس کا نام اچھا ہے۔

اوربد فال کو حضرت نے منع کیا ہے مثلاً گھر سے نکلتے ہی ایک آدمی ملا جس کا نام میاں جھگڑو ہے تو یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ اب مطلب میں جگھڑا پڑیگا کیونکہ میاں جھگڑو راہ میں ملے تھےلیکن یہ ہونہیں سکتا کیونکہ جب نیک فال لینے کی عادت حضرت نے پیدا کردی ہے تو ناممکن ہے کہ اس کا عکس ذہن میں نہ آئے ضروربد فالی خود بخود ذہن میں آئیگی ایک مرض تو حضرت نے آپ ہی پیدا کردیا پر اس سے منع کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

پریہ علماء محمدیہ کی غلطی ہے یا خود حضرت ہی کی غلطی ہے کہ بد فال نہ لیجائے حضرت خود بد فال اورنیک فال لیتے تھے۔

مشکوات باب الفال میں ابو داؤد سے بریدہ کی روایت یوں لکھی ہے کہ (حضرت جس وقت کسی کو عامل یا تحصیلدار مقرر کرتے تھے تو اُس کا نام پوچھا کرتے تھے اگرنام اچھا ہوتا تو خوش ہوتے اورجو نام بُرا ہوتا تو اداس ہوجاتے تھے اورایسا ہی حال گاؤں کے نام سن کر ہوتا تھا۔

پھر اسی باب میں ابوداؤد سے انس کی روائت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت سے کہا ہم ایک گھر میں رہتے تھے وہاں ہمارے پاس بہت مال ہوگیا تھا جب سے وہ گھر چھوڑا اور نئے گھر میں آئے مال کم ہوگیا حضرت نے فرمایا کہ اس بُرے گھر کو چھوڑدو۔ دیکھو حضرت مکانوں کو بھی منحوس یا غیر منحوس سمجتھے تھے۔ ناظرین اپنی تمیز کو جگادیں کہ یہ تعلیمات کیسی ہیں۔

چھبیسویں فصل
خواب کے بیان میں

حضرت نے فرمایا لم یبق من النبوت الاالمبشرات نبوت تو تمام ہوگئی مگر اس کا ایک حصہ جو سچے خواب میں باقی ہے۔ اس بات کا میں بھی قائل ہوں کہ یہ درست بات ہے کہ سچے خواب اب تک ظاہر ہوتے ہیں بعض اوقات خدا تعالیٰ کوئی بات ظاہر کرتا ہے پر اس میں کچھ خصوصیت مومن اور غیر مومن کی میرے گمان میں ہرگز نہیں ہے کبھی کبھی بے ایمانوں کو بھی خدا کوئی بات بتلاتا ہے اور ایمانداروں کو بھی۔ پر خدا کی مرضی جو انسان کی ابدی سلامتی اور اُس کے سب راہوں کے بارے میں ہے وہ تو سب خدا کے کلام میں ظاہر ہوچکی ہے ہاں کسی خاص امر کی بابت کبھی کبھی خواب میں کچھ اشارہ اللہ سے پاتے ہیں (دیکھو ایوب ۳۳: ۱۵)۔

پھر فرمایا حضرت نے کہ اگر کوئی شخص بد خواب دیکھے جب نیند سے جاگے تو چاہیے کہ بائیں طرف تین بار تھوک دے اُس بد خواب کی تاثیر نہ ہوگی۔ یہ بات قیاس میں نہیں آتی کیونکہ خواب سچ واقع ہوتے ہیں وہ تو واقعات آئندہ کا سایہ سا ہوتے ہیں جو آئینہ دل پر عالم بالا سے القا ہوتا ہے اب وہ جس قسم کا واقعہ ہے خواہ بُراخواہ بھلا ضرور اُسی طرح ظہورمیں آئے گا پر تین بار تھوکنے سے وہ انتظام اور ارادہ الہیٰ کیونکر ہٹ سکتا ہے۔ یہ تو شائد ہوسکے کہ اگرایک آدمی خواب میں معلوم کرے کہ مجھ پر کوئی آفت آنے والی ہے اوراُٹھ کر توبہ و ایمان کے ساتھ خدا کے سامنے رو رو کے منت کرے کہ خدا اُسے بچالے تو امید ہے کہ خدا جو نہائت ہی بخشندہ اور مہربان ہےاُس پر رحم کرے پر صرف بائیں طرف تھوکنے سے کیا ہوگا۔

اور جو حضرت کی مراد یہاں بد خواب سے محض واہیات خواب ہیں جو پیٹ کی بدہضمی سے ہوتے ہیں توپھر اس کے کیا معنی ہیں کہ تھوکنے سے اُس کی تاثیر نہ ہوگی کیا بد ہضمی کے خوابوں میں بھی کچھ تاثیر ہوا کرتی ہے وہ تو پیٹ کے انجرے ہیں جو خیال میں آکے عجیب شکلیں دکھلاتے ہیں اورمرجاتے ہیں۔

حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ من رانی فی المنام فقدرانی فان الشیطان لا یمثل بی اگر کوئی مجھے خواب میں دیکھے تو یقیناً مجھ کو اس نے دیکھا ہے کیونکہ شیطان میرا ہم شکل بن نہیں سکتا۔

علماء محمدیہ کہتے ہیں کہ شیطان خدا کا ہم شکل بن کر کہہ سکتا ہے کہ میں خدا ہوں اوریوں لوگوں کو فریب دے سکتا ہے مگر محمد کا ہم شکل بن کے نہیں کہہ سکتا کہ میں محمد ہوں یہ طاقت اس میں نہیں ہے۔ یہاں محمد صاحب کے لئے کچھ فوقیت خدا کی شان سے بھی بڑی نظر آتی ہے اوراس کا نتیجہ ناظرین آپ ہی نکال سکتے ہیں میں کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتا۔

خدا کے کلام میں لکھا ہے کہ شیطان نور کے فرشتوں سے اپنی شکل بدل ڈالتا ہے اور وہ اس جہان کا خدا بھی کہلاتا ہے کیونکہ اُس نے آپ کو اس جہان کے اہل تاریک لوگوں کی نظر میں مثل خدا کے فریب سے بنا رکھا ہے اور وہ اس کی پرستش کرتے ہیں۔ اسی طرح مسیح کے حق میں بھی لکھا ہے کہ مخالف مسیح آنے والا ہے اور جھوٹے مسیح ظاہر ہونے والے ہیں جو کہیں گے کہ ہم مسیح ہیں مگر حضرت محمد فرماتے ہیں کہ میرا ہم شکل نہیں بن سکتا۔

میرے گمان میں اس تعلیم کے وسیلہ سے شیطان کے کئی مطلب خوب نکلتے ہیں اوراہل ایمان کا اس تعلیم سے کچھ فائدہ نہیں ہے میں نہیں چاہتا کہ اس مقام پر تصریح کروں اگر ناظرین کا ذہن اُن نتائج کی طرف خود پہنچے تو کوشش کریں ورنہ خیر۔

ستائیسویں فصل

ملاقات کا دستور

ملاقات کے دستور میں حضرت نے تین باتوں کا ذکر کیا ہے۔

اوّل اذن یعنی اگر کسی کے گھر پر جائیں یا اپنے گھر کے اندر آئیں تو بے اذن داخل نہ ہوں ہاں اپنے گھر میں ذرا کھنگھارتے آنا چاہیے تاکہ عورتیں برہنہ نہ دیکھی جائیں۔

یہ بہت مناسب بات ہے ایسی سنجیدگی ہر آدمی کو چاہیے اور سب اہل تہذیب ایسا کرتے بھی ہیں۔ مگر حضرت خود ایک دفعہ زینب کے گھر بے اذن بغیر نکاح چلے گئے تھے اور زینب نے اعتراض بھی کیا تھا۔ پس نصیحت دینا اُس ناصح کو زیبا ہے جو آپ بھی عمل کرتا ہے پر ایسا نمونہ سوائے سیدنا مسیح کے جہان میں اور کوئی بھی نہیں ہے۔

دوئم سلام کرنا یعنی السلام علیکم کہنا یا السلام علیک کہنا اسکے معنی ہیں تم پر سلام ہو یا تجھ پر سلام ہو۔ یہ تو اچھی تعلیم ہے تہذیب سے علاقہ رکھتی ہے ایک کا دوسرے پر حق بھی ہے اور اس سے محبت بڑھتی ہے اور سب لوگ اپنے اپنے ملک کے رواج کے موافق اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور یہ بات پسند کے لائق ہے اور حضرت کی پیدائش سے بہت پہلے سے یہ رسم دنیا میں جاری ہے۔

مشکوات باب السلام میں مسلم روائت ابوہریرہ سے یوں لکھی ہے لا تبدوالیھود والنصاری بالسلام واذا القیتم احد ھم فی طریق فاضطروہ الی ضیقہ سلام کا شروع یہودیوں اور عیسائیوں پر نہ کرو اور جب تمہیں کوئی اُن کا آدمی راہ میں ملے تو راہ گیر کے اُسے تنگ کرو یعنی ایسا راہ گیر کر چلو کہ وہ تنگی سے چل سکے۔

اور ابتداء اسلام کے معنی یہ ہیں کہ اُن کے لئے شروع سلام کا تمہاری طرف سے نہ ہو ہاں اگر وہ پہلے سلام کریں تو تم جواب دے سکتے ہو۔ دیکھو یہ غرور اور کینہ کی تعلیم ہے یا صفائی کی بات ہے صفائی اور پاک دلی کی بات یہ ہے کہ جیسے موقع ملا اُسی نے پہلے سلام کردیا خواہ کوئی آدمی ہو۔ پھر علماء محمدیہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ضرورت یا کوئی حاجت عیسائیوں اوریہودیوں سے متعلق ہو تو اس ضرورت کے نکالنے کو جائز ہے کہ سلام کی ابتدا مسلمان سے ہوجائے ورنہ ہرگز نہیں چاہیے یہ خود غرضی کی ہدایت ہے۔

حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر یہودی وعیسائی پہلے سلام کریں تو چاہتے ہیں کہ اُن کو پورا جواب بھی نہ دیا جائے بلکہ

کہو وعلیك یا وعلیکم یعنی تجھ یا تم پر لیکن لفظ سلام نہ بولو یوں کہو ھد اك اللہ یعنی خدا تجھے اسلام کی طرف ہدائت کرے۔

اور اگر کسی کا فر کو ناواقفی میں سلام کر بیٹھو اورپھر معلوم ہوجائے کہ وہ کافر ہے تو کہو استرجعت سلامی میں نے اپنا سلام جو تجھے کیا تھا واپس ہٹالیا ہے دیکھو یہ کیسی ایذا کی بات ہے محمد صاحب چاہتے ہیں کہ سب مسلمان آپس میں خوش رہیں پر دوسری قوموں کے ساتھ اچھا معاملہ نہ برتا جائے پس یہ معلم یقیناً خدا کی طرف سے نہیں ہے اس کی تعلیم تمام جسمانی خواہشوں سے نکلتی ہے اُس سے نہیں ہے جو اپنا مینہ سب پر برساتا ہے اور اپنا سورج سب پر طلوع کرتا ہے۔

حدیثوں میں ہے کہ بعض یہودی جب حضرت سے ملتے تھےتو کہتے تھے السام علیکم سام کے معنی ہیں موت یعنی موت ہو تم پر۔ وہ لوگ بجائے السلام علیکم کے زبان دبا کر السام علیکم ایسے طورسے بولتے تھے کہ گویا اُنہوں نے سلام علیکم کیا ہے۔ اس لئے حضرت نے بھی جواب میں سےلفظ سلام کو نکالا اورصرف وعلیکم کہنا شروع کیا یعنی تم پر۔ یہ صورت البتہ بدلا لینے کی تھی پر شرارت کا مقابلہ شرارت کے ساتھ کرنا عیسائیوں کو جائیز نہیں ہے محمدیوں کو جائیز ہے اس لئے میں اس مقام پر ایسی صورت میں حضرت کو الزام نہیں دے سکتا۔

البتہ وہ صورت الزام کی ہے کہ جوآدمی السام وعلیکم نہیں کہتا مگر محبت سے سلام علیکم کہتاہے اوراُسے بھی وہی جواب دینا کہ وعلیکم اچھا نہیں دل شکنی کا باعث ہے۔

دیکھو (متی ۵: ۴۷) میں لکھاہے کہ اگر تم فقط اپنے بھائیوں کو سلام کرو تو کیا زیادہ کیاکیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے یعنی عیسائیوں کوبھی بس نہیں ہے کہ صرف عیسائیوں سے سلام کریں بلکہ انہیں واجب ہے کہ ہر کسی سے سلام کریں۔پھر (لوقا ۱۰: ۵) میں لکھا ہےکہ جس گھر میں داخل ہو پہلے کہو اس گھر کو سلام اگرسلامتی کا بیٹا وہاں ہو تو تمہارا سلام اُسے پہنچیگا ورنہ تمہاری طرف واپس آئے گا۔ تم اپنی طرف سے سلام کر گذرو اورعدالت الہیٰ سے پہلے کسی کو لائق ونالائق نہ بتلاؤ اوراپنا سلام مثل مسلمانوں کےکافر سے

واپس نہ مانگو اگر وہ برکت کا اہل ہے تو خُدا سے برکت دیگا ورنہ برکت تمہارے اوپر ہوگی خود بخود۔

اب سوچو کہ محمدی تعلیم میں اورخدا کی تعلیم میں کس قدر فرق ہے اورہر تعلیم کا منبع کہاں ہے حضرت کی تعلیم کا سرچشمہ اُن کی نفسانی خواہشیں ہیں جو اُن کی تعلیم میں لپٹی ہوئی ہیں جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ پر الہیٰ تعلیم کا سرچشمہ محض اللہ ہے جو نہائت مہربان اور ساری الایش سے پاک ہے اسی لئے اُس کی تعلیم پاک ہے۔

سوئم دوستوں اور بزرگوں اور خوردوں کے لئے مصافحہ اور معانقہ اور قبلہ بھی ملاقات کے دستور میں شامل ہے ہاتھ ملانا مصافحہ کہلاتا ہے۔ گلے لگ کر ملنا معانقہ ہے بوسہ لینا قبلہ کہلاتا ہے۔

یہ ہر سہ باتیں بھی اگر گناہ کے طورپر نہ ہوں تو اچھی ہیں اوریہ نہ صرف محمدی تعلیم ہے بلکہ قدیم سے یہ پیار کے دستور جہان میں چلے آتے ہیں یہودی بھی کرتے تھے اورکرتے ہیں اورہندو بھی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ عیسائی بھی قدیم سے یہ کرتے آئے ہیں دیکھو(۲کرنتھیوں ۱۳: ۲)میں قبلہ کا ذکر ہے (اعمال ۲۰: ۳۷) میں مصافحہ اورمعانقہ کا ذکر ہے اورآج تک عیسائیوں میں یہ رسم نسبت اورقوموں کے زیادہ جاری ہے۔ حضرت محمد نے یہ رسم عرب کے درمیان بھی جاری کی انہیں عیسائیوں اوریہودیوں سے لےکر۔ یہ توبرتاؤ کی بات ہے اوراچھی ہے۔

اٹھائیسویں فصل
تعظیم وتواضع کے بیان میں

حضرت نے حکم دیا ہے کہ اپنے بزرگ ۔ یا سردار کی تعظیم کے لئے اٹھا کرو اوروہ خود بھی بعض اشخاص کی تعظیم کے لئے اٹھا کرتے تھے چنانچہ عکرمہ بن ابی جہل کےلئے وعدی بن حاتم کے لئے اوراپنی بیٹی فاطمہ کے لئے وغیرہ۔

اورحضرت اپنے لئے لوگوں کومنع کرتے تھے کہ میرے لئے نہ اُٹھو۔ اوریہ بھی فرماتے تھے کہ جو کوئی اپنی تعظیم لوگوں سے چاہتاہے وہ دوزخ میں جائے گا ہاں اگرلوگ خود بخود اُس کی بزرگی کے سبب سے اُس کی عزت وتعظیم کریں تو بہتر ہے۔

اور حضرت نے مسجدوں کے درمیان اور تلاوت کے وقت اور عبادت کے وقت بھی اسے تواضع کے طور سے منع کیا ہے کیونکہ آدمی اُس وقت خدا کی طرف متوجہ ہی نہیں چاہیے کہ خدا سے ہٹیں اور آدمیوں کو عزت کریں۔

یہ تعلیم بہت اچھی ہے اور مناسب ہے اور یہ جہان کی قدیمی بات ہے اس میں حضرت کی کچھ خصوصیت نہیں ہے (۱سلاطین ۲: ۱۹) کو دیکھو کہ سلیمان بادشاہ نے اپنی والدہ کی کیسی تعظیم وتکریم کی تھی اُسی دستور پر جو سب شرفاء میں قدیم سے جاری ہے۔

انتیسویں فصل

جلوس ونوم ومشی کے ذکر میں

جلوس بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ کبھی حضرت محمد گوٹ مار کے بیٹھتے تھے اوراسی لئے اہل اسلام اس نشست کو متحسب جانتے ہیں مگر یہ دیہاتوں کی نشست ہے۔ کبھی بشکل قرفصا بیٹھتے تھے وہ یہ ہے کہ زمین پر چوتڑ رکھے اور گھٹنے کھڑے کرے اوررانیں پیٹ سے لگائے اورہاتھوں سے گوٹ مار کے ہتیلیاں بغلوں میں داخل کی جائیں۔ یہ تو بڑی تکلیف کی نشست ہے کبھی چار زانو بیٹتھے تھے ۔ کبھی تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے پس انہیں شکلوں سے بیٹھن مسلمانوں کو موجب ثواب ہوگیا یہ کچھ بات نہیں ہے جس طرح انہیں اچھا معلوم ہوا وہ اٹھتے بیٹھتے تھے اور جس طرح ہمیں بہتر معلوم ہوتا ہے ہم بھی کرتے ہیں۔

نوم کے معنی ہیں سونا کبھی حضرت محمد چت سوتے تھے اورکبھی دہنی کروٹ سوتے تھے لیکن اوند ہے سونے کو منع فرماتے تھے۔

واضح ہو کہ سونے کی چار صورتیں ہیں چت سونا یا پٹ سونا یا دہنی کروٹ سونا یا بائیں کروٹ سونا۔ اورچونکہ سونا آرام کے لئے ہے اس لئے بہتریوں ہے کہ بائیں کروٹ آرام سے سوئیں جس میں کھانا بھی خوب ہضم ہوتا ہے اورنیند بھی آرام سے آتی ہے اوربد خوابی بھی نہیں ہوتی البتہ پٹ سونا طبعاً مکروہ ہے اورچھاتی پر بوجھ ہوتا ہے۔ لیکن دہنی کروٹ بھی بے آرامی ہے اور چت سونا اکثر بد خوابی کا باعث ہوتا ہے۔اگرچہ یہ سب کچھ ہے توبھی انسان آزاد ہے جس طرح اُس کوآرام ہو وہ سویا کرے۔

مشے چلنے کو کہتے ہیں۔ غرور کی چال جو مٹ کر چلنا ہے اُس سے حضرت نے منع کیا ہے یہ خوب بات ہے پسند کے لائق ہے مگر یہ مبالغہ حضرت کی عقل قبول نہیں کرتی کہ ایک آدمی دوچادر پہنے مٹکتا جاتا تھا اس گناہ کے سبب زمین پر پھٹ گئی اوروہ زمین میں دہس گیا اوراب تک دہسا چلا جاتا ہے اور قیامت تک دہسا چلاجائے گا چنانچہ مشکوات با الجلوس فصل اوّل میں ابوہریرہ کی یہ روائت بخاری ومسلم سے منقول ہے۔

دوم عورتوں کے درمیان مرد کو چلنا بھی حضرت نے منع بتلایا ہے اورسبب اس کا یہ ہے کہ مرد فتنہ میں نہ پڑے۔

لیکن یہ حکم اُن کے لئے چاہیے جن کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے اورحرص غالب ہے اُن کا حال ہر حال میں خطرناک ہے لیکن خدا پرست لوگ اپنی بی بی کو بی بی جانتے ہیں اور سب عورتوں کو بہن بیٹی یا ماں سمجھتے ہیں کیا مضائقہ ہے کہ وہ اُن کے ساتھ چلیں خدا کاکلام اورتمیز ایسے معاملہ میں الزام نہیں دیتا ہے۔

سوم یہ کہ عورتیں جب چلیں تو راہ میں دیواروں کی طرف ہوکر چلیں تاکہ درمیانی راہ مردوں کے لئے کھلا رہے حضرت کے عہد میں عورتیں ایسی یکسو ہوکر چلتی نہیں کہ اُن کے کپڑے دیواروں سے رگڑ کھاکر خراب ہوجاتے تھے۔ ہمارے گمان میں یہ سختی تھی عورتوں پر کہ مرد تو کشادہ راہ میں چلیں اورعورتیں دیواروں میں رگڑ کھائیں مردوں کے خوف سے مگر شریعت محمدیہ کا یہ اصول ہے کہ عورتیں مثل غلام کے ہوئیں اورساری زندگی مرد حاصل کریں اُسی بنیاد پر یہ سب ظلم اوربے انصافی کی باتیں عورتوں کے حق میں ملتی ہیں۔

تیسویں فصل
نام رکھنے کا دستور

مشکوات باب الاسامی میں حضرت محمد یہ تعلیم منقول ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ میرا نام جو محمد واحمد ہے اور مسلمان بھی اگر چاہیں تو یہ نام رکھ سکتے ہیں مگر کنیت ابو القاسم ہے کہ کوئی یہ نام نہ رکھے۔

دوم یہ کہ عبد اللہ وعبدالرحمن یہ دونام خدا کو بہت پیارے ہیں۔ بادشاہوں کا بادشاہ اگر کوئی آدمی اپنا نام رکھے تو خدا اسے ناراض ہے۔

سوم یہ کہ بعض بُرے ناموں کو حضرت بدل ڈالتے تھے مثلاً اسود بمعنی سیاہ نام کو بدل کر ابیض بمعنی سفید نام رکھ دیا اورعاصیہ کو جمیلہ کردیا تھا۔

چہارم آنکہ حضرت نے حکم دیا کہ غلاموں کا نام ریاح ویسار وافلح ونافع وبرکت نہ رکھنا چاہیے اورمطلب حضرت یہ تھاکہ ان لفظوں کے معنی اچھے ہیں اگر کسی کا نام برکت ہے اورکسی نے کہا کہ برکت گھر میں ہے یا نہیں جواب ہواکہ نہیں ہے تویہ بدشگونی ہوتی ہے۔

حضرت کی ایک بی بی تھی جس کا نام برہ بمعنی نیکوکار تھا اُس کو بدل کر حضرت نے جویریہ کردیااُسی مطلب بالا کے سبب سے۔

یہ جو فرمایا حضرت نے کہ ابو القاسم کو ئی اپنی کنیت نہ رکھے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میرے لئے یہ کنیت مخصوص ہے۔ پر عبد اللہ وعبدالرحمن کی نسبت ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کے یہ نام ہوں اوراُس کا چلن ان ناموں کے موافق ہو تو عقل چاہتی ہے کہ خدا کو اُس کے چلن سے راضی ہونا چاہیے نہ صرف ان لفظوں سے۔ پر بادشاہوں کا بادشاہ یہ لقب خاص سیدنا مسیح کا ہے (مکاشفات ۱۷: ۱۴)نہیں مناسب ہے کہ کوئی آدمی اسے لے تو بھی اگر مجازاً انُ بادشاہوں کی نسبت بولا جائے جو بہت سے بادشاہوں کے اوپر ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ خدا کی نسبت اورمطلب ہے اورآدمیوں کی نسبت اورمطلب ہے۔

چہارم آنکہ ہرنام آدمی کی شناخت کے لئے ایک نشان ہوتاہے اُس کےمعنوں پر اکثر لحاظ نہیں ہوتا ہے۔ مگر حضرت کے خیال کے موافق اگر کہا جائے کہ عبد اللہ یعنی خدا کا بندہ گھر میں نہیں ہے مگر اورکسی کے بندے موجود ہیں پس چاہیے کہ یہ نام بھی نہ رکھا جائے دیکھو اچھے نام سے یہ نتیجہ نکلتا ہے اوربرُے نام سے وہ نتیجہ نکلتا ہے جس کے سبب عاصیہ کا نام جمیلہ ہوا تھا تب کیا کریں نہ برُے نام

رکھ سکے نہ بھلے اورکوئی کلیہ قاعدہ یہاں نہیں ہے تب یہ تعلیم بھی ناقص ہے ۔

صحیح تعلیم وہ ہے جو خدا کے کلام سے برآمد ہوتی ہے وہ یہ مناسب ہے کہ نام بامعنی ہوں اوراگر با معنے نہ ہوں تو بھی کچھ پرواہ نہیں ہے ہاں اگر با معنی ہوں توبھی اُس کے گھر میں ہونے یا نہ ہونے سے کچھ بدشگونی نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ نام صرف نشان ہیں ہاں آدمیوں کو چاہیے کہ اپنے اچھے نام پرلحاظ کرکے نیک چلن ہوں۔

اکتسویں فصل

چھینک اورجبائی کے بیان میں

عطاس چھنیکنے کو کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ خدا چھینکنے کو پیارکرتا ہے پس جو کوئی چھنکنے اورالحمد اللہ کہے اُس کے جواب میں یرحمك اللہ کہو۔

الحمد اللہ ویرحکم اللہ بولنا تو اچھا ہے مگر خیال میں نہیں آتا کہ چھینکنے میں خدا کی کیوں خوشنودی ہے یہ تو انتظام بدنی کی ایک بات ہے۔

متتشا وب جبائی کو کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ خدا کو براُ معلوم ہوتا ہے جب کوئی جبائی لیتا ہے کیونکہ جبائی شیطان سے ہے اورجبائی کے وقت شیطان ہنستا ہے ایک حدیث میں ہےکہ شیطان اُس کے منہ میں گھس بھی جاتا ہے ۔پس چاہیے کہ جبائی کو دفع کریں اورمنہ پر ہاتھ رکھ لیں۔ نیند کے وقت جبائی آتی ہے نشان ہے کہ نیند آئی اس میں شیطان کا کیا دخل ہے یہ تو آدمی کی جبلی بات ہے اورہر دوحرکتیں موجب صحت ہیں۔

بیتسویں فصل

ہنسی ٹھٹھہ کے بیان میں

آواز سے ہنسنے کو ضحك کہتے ہیں۔ بلند آواز سے ہنسنے کو قہقہ بولتے ہیں۔ اورہنسی کا منہ بنانے کے تبسم یا مسکرانا کہتے ہیں۔ حضرت محمد ضحك اورقہقہہ کبھی نہ کرتے تھے مگر تبسم کرتے تھے اورمسلمانوں کو ضحك کرنا منع نہیں ہے پر قہقہ کرنا مکروہ ہے اوراگرنمازمیں قہقہہ ہوتو وضوبھی ٹوٹ جاتی ہے۔

اہل اسلام بہت خوش ہوتے ہیں یہ سن کر کہ حضرت صرف تبسم کیا کرتے تھے جو بڑی سنجیدگی کی بات ہے میں بھی اس کو قبول کرتاہوں کہ تبسم سنجیدگی کی بات ہے اگر حضرت کی یہی عادت تھی توایک سنجیدہ عادت تھی ۔ توبھی ضحک اور قہقہہ بُری بات نہیں ہے بلکہ زندہ دلی کے نشان ہیں اورطبع کو فرحت بخشتے ہیں پر محض تبسم کا خوگر جو کبھی قہقہہ اورضحک اپنے خاص دوستوں کے ساتھ خلوت میں بھی نہیں کرتا ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ زندہ دل آدمی ہے اوراس کا مزاج روکھا نہیں ہے۔

مزاخ کہتے ہیں ٹھٹھہ بازی کو جو خوش طبعی کے واسطے کی جاتی ہے جس میں کسی کو ایذا اورتکلیف نہ ہو حضرت محمد نے ایسی ٹھٹھہ بازی کو منع نہیں کیا بلکہ آپ بھی کیا کرتے تھے۔

انس کا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کا نام تھا عمیراس کے پاس ایک بلبل تھی جس کو عربی میں نغیر کہتے ہیں جب وہ بلبل مرگئی تو حضرت محمد اس لڑکے کو یوں کہکے چھیڑا کرتے تھے (اے عمیرکیا ہوئی نغیر) اورانس کو ٹھٹھہ سے کہا کرتے تھے کہ (اودوکانو والے) اوربڈھی سے کہا تھاکہ (بڑھیا بہشت میں نہ جائیگی)۔

اس کے سوا لوگ بھی حضرت محمد سے ٹھٹھہ بازی کیا کرتے تھے غزوہ تبوک میں جب حضرت ایک بہت چھوٹے تنبومیں جو چمڑے کا تھا بیٹھے تھے اورعوف بن مالک آیا حضرت محمد نے کہاآؤ وہ بولا (کیا میں سب چلاآؤں)۔

ایسی باتوں سے مسلمان یہ سیکھتے ہیں کہ ٹھٹھہ بازی کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو۔ یہ درست بات ہے۔

تینتیسویں فصل

خوش بیانی وشعرخوانی کے ذکرمیں

مشکوات باب البیان والشعر میں لکھاہے کہ خوش بیانی کو حضرت نے پسند کیا ہے اورفرمایا ہے کہ ان من البیان السحرا یعنی بعض بیان جادو کا اثر رکھتے ہیں۔ یہ بات نہائت درست ہے اور خدا نے ہر قوم کی زبان میں ایسے لوگ ظاہر کئے ہیں جو خوش بیان ہیں پر خوش بیانی اگر صحیح مضامین

کے ساتھ ہوئے تو بہتر ہے ورنہ دیوانہ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔

حضرت نے یہ بھی کہا کہ جو لوگ خوش بیان ہوں چاہئے کہ اپنے بیان کے موافق عمل بھی کریں ورنہ سزا پائینگے۔

انس سے ترمذی کی حدیث غریب میں آیا ہے کہ معراج کی رات کو حضرت نے دوزخ میں ایسے لوگوں کو دیکھا تھا جن کی زبان مقراض سے کاٹی جاتی تھی جب حضرت نے پوچھا کہ یہ کون ہیں جبرئیل نے کہا تیری امت کے واعظ ہیں اپنے بیان کے موافق عمل نہ کرتے تھے۔

خدا کے کلام میں بھی لکھا ہے کہ بے عمل ناصح سزا یاب ہونگے پس حضرت کا یہ سب بیان درست ہے مگر خاص مقراض کی سزا کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے خدا جانے کیا سزا پائینگے۔

دوئم شعر خوانی ہے۔ حضرت نے بُرے اشعار بنانے اور پڑھنے سے منع کیا ہے نہ اچھے۔ یہ بات بھی عقل اور نقل کے موافق ہے اور ادنیٰ آدمی بھی اس بات کو پسند کرتا ہے۔

مگر مظاہر الحق جلد چہارم باب البیان میں لکھا ہے کہ حسان بن ثابت شاعر محمدی اپنے اشعار میں کفار قریش کے نسب ناموں پر طعن کیا کرتا تھا کعب نے اس کی شکایت حضرت سے کی کہ ایسے شعر جو طعن وسرزنش کے ہیں قرآن کے برخلاف ہیں حضرت نے فرمایا کہ جو شعر اسلام کی تائید میں کہے جاتے ہیں وہ بُرے نہیں ہیں بلکہ جہاد کا ثواب رکھتے ہیں۔

لیکن ہمارا انصاف دلی اس بات کو قبول نہیں کرتا ہے کہ ایسے شعر بھی موجب ثواب ہوں جو دنیا ہی میں مفید نہیں وہ آخرت میں کیا مفید ہونگے البتہ جس اصول پر اسلام کی بنیاد قائم ہے اس اصول سے تو وہ مفید ہیں یعنی جبری اصول سے مفید ہیں۔ پس ہم جس اصول پر انجیل کی بنیاد دیکھتے ہیں یعنی محبت اُس اصول سے یہ اشعار بُرے اور مضر ہیں۔

اگر کوئی چاہے تو علماء محمدیہ کے پاکیزہ اشعار مثل بانت سعاد اور قصیدہ بردہ اور قصیدہ ہمزیہ وغیرہ کے ساتھ ملا کر عیسائی دین کے گیتوں کی کتاب کو ملاحظہ کرے اور سوچے کہ کونسے مضامین تربیت روحانی اور نصایح اور الٰہی

حمدو ثنا ومناجات کے لئےمفید ہیں اورکون ہیں جو مبالغہ اورکذب سے خالی ہیں۔ البتہ فصاحت لفظی اوربرجستہ عبارت محمدی شعراء کے اشعارمیں ان غریب عیسائیوں کی سادہ عبارت کی نسبت زیادہ ملیگی جو زبان دانی اورامور فصاحت لفظی اورمضامین خیالیہ سے علاقہ رکھتی ہے۔ لیکن روحانی پرورش کی خوبی اورسچائی اوراسرار الہامیہ کی بھرتی انہیں کے سادہ کلام میں پائی جاتی ہے۔

چونتیسویں فصل

راگ وباجے کے بیان میں

راگ سننا اورباجا بجانے سے حضرت نے منع کیاہے اور فرمایا ہے کہ (راگ آدمی کےدل میں ایسی بے ایمانی پیدا کرتاہے جیسے پانی سے زراعت ہوتی ہے) اورنافع کی روایت احمدابوداؤد سے یوں ہے کہ (کہ نافع لڑکا اورابن عمر ساتھ ساتھ کہیں جاتے تھے راہ میں بانسلی کی آوازکان میں آئی ابن عمرنے اپنے کان انگلیوں سے بند کرلئے اوردوسری راہ سے چلے دورجا کے ابن عمرنے نافع سے کہا اب کچھ آوازآتی ہے یانہیں اس نے کہا نہیں آتی تب کان کھولے اور کہاکہ ایک روزحضرت محمد نے بھی یوں ہی کیا تھا) ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ راگ اورباجا حضرت محمد کی شرع میں حرام ہے۔

مگر مشکوات باب صلوات العیدین میں بخاری ومسلم کی حدیث صحیح عائشہ سے یوں لکھی ہے کہ عید کے دن لڑکیاں دف بجاتی اورگاتی تھیں اورحضرت محمد گھرمیں کپڑا اوڑھے ہوئےلیٹے تھے ابوبکر نے آکے لڑکیوں کو دھمکایا حضرت نے منہ کھول کر فرمایا مت دہمکاؤ عید کے دن ہیں گانے بجانے دو۔

اب محمدیوں میں گانے بجانے کی بابت اختلاف پڑگیا اہل شرع نے اُسے حرام بتلایا ہے ۔ اوراہل تصوف نے اُسے قربت الہیٰ کا وسیلہ اورروح کی غذا کہا ہے۔

پرہم یوں کہتے ہیں کہ ایسا گانا بجانا جس سے نفسانی خواہشیں گناہ کی طرف جوش میں آئیں اوربرُے خیال اور نفسانی مزہ پیدا ہو حرام یا مناسب ہے اوراُس پر اصرارکرنے والے کا دل بگڑجاتا ہے۔

مگر وہ راگ اورباجا جو انسان کی روح کو خدا کی طرف ابھارے اورخدا کی صفت وثنا اورانسانی عجز والتجا اورشکر

گزاری کا مزہ دل میں پیدا کرے عین عبادت اورزندہ دلی ہے خدا کے پیغمبر بھی راگ اورباجے کےساتھ عبادت کرتے تھے داؤد پیغمبر باجوں پر گا گا کے دعائیں کیا کرتے تھا پر یہ حضرت کی تعلیم جو زہد خشک کی بات ہے سب پیغمبروں اور تمیز مردم کے تجربوں کے خلاف ہے۔

پینتسویں فصل
فخر نسبی کے بیان میں

مشکوات باب المخافرت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے حسب ونسب اورذات پر فخرکرنے سے منع کیا ہے۔

ابوہریرہ کی روایت بخاری ومسلم سے یوں ہے لوگوں نے پوچھا یا حضرت سب سے بڑا کون ہے فرمایا جو سب سے بڑا دیندار ہو وہ بولے دیندار کی بات ہم نہیں پوچھتے تب حضرت نے کہا کہ سب سے بڑا یوسف پیغمبر ہے وہ بولے پغیمبر کی بات ہم نہیں پوچھتے یہ پوچھتے ہیں کہ اقوام عرب کے درمیان کون قوم بزرگ ہےفرمایا کہ جو حالت کفر میں اچھے تھے حالت اسلام میں بھی اچھے ہیں۔

پھر اُنس سے مسلم کی روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت کے پاس آیا اور کہا یا خیر البریہ اے ساری دنیا سے اچھے شخص تب حضرت نے کہا یہ مرتبہ میرا نہیں ہے ابراہیم کا ہے۔

لیکن علماء محمدیہ یوں کہتے ہیں کہ سب سے اچھے شخص حضرت محمد ہیں پر وہ خود اس بات کاانکا رکرتے ہیں اورابراہیم کو اچھا بتلاتے ہیں اس کی کچھ تاویل کرنا چاہیے پس تین طرح سے انہوں نے تاویل کی ہے۔ اوّل حضرت نے محض کسر نفسی کے لئے کہہ دیا ہے ۔ دوم یہ اسوقت کی بات ہے جب حضرت کو خدا نے خبرنہیں دی تھی کہ تم ہی سب سے اچھے ہو سوم ابراہیم اپنے زمانہ میں سب سے اچھے تھے۔

اگر کسی کی تمیز ان تینوں تاویلوں میں سے کوئی بات قبول کرسکتی ہے توکرے میرے گمان میں تو یہ تاویلیں بعد ازقیاس ہیں ۔

حاصل یہ ہی ہے کہ ذات پر فخر کرنا حضرت کے نزدیک گمراہی کی بات ہے۔ خدا کےکلام میں بھی ایسا فخر کرنے والوں پر بڑی ملامت مذکورہے۔

اگرچہ یہاں ایسی تعلیم کچھ ہے تو بھی حضرت کے شاعر قری کے سب ناموں پر اعتراض کیا کرتے تھے اور حضرت اُسے جہاد لسانی کہتے تھے اورحضرت خود بھی یہ فخر کرتے تھے کہ انا ابن عبد اللہ المطلب میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں اوراسی طرح قوم انصار کو ایک خاص فضیلت دی گئی اورفاطمہ اورعلی اوراپنی آل کو ممتاز بتلایا کہ کل عرب کو تمام دنیا کی قوموں پر فضیلت بتلائی اورکُتب فقہ میں حسب نسب کا انحصارقوم عرب کو دیا گیا پس اگرچہ منہ سے منع کیا مگراُس پر نہ آپ عمل کیا نہ اُمت میں اُس کی تعمیل کرائی آج تک اہل اسلام فخر نسبی پر عاشق ہیں اوردوسروں پر عیب لگاتے ہیں ۔ یہ خوبی خاص سیدنا مسیح کے دین میں ہے کہ اُس نے سب فرق اٹھادیا ہے اورسب قوموں کو خوب ملادیا ہے رزالت اورشرافت کا انحصار ایمانداری اوربے ایمانی پر ہے نہ کسی قوم اورذات اورپیشہ پرسب آدمی ایک باپ کے بیٹے ہیں ۔ پراُن کے پیشے مختلف ہیں کوئی کسی پیشہ کے سبب سے رزیل نہیں ہےمگر گناہ اوربے ایمانی سے آدمی رزیل ہے۔

چھتیسویں فصل

والدین اوقارب سے سلوک کے بیان میں

مشکوات با ب البروصلتہ میں لکھا ہے کہ حضرت نے ماں باپ کے ساتھ بھلائی اوراُن کی فرماں برداری کا بھی حکم دیا ہے ۔ اوراسی طرح سب رشتہ داروں سے درجہ بدرجہ بھلائی اورسلوک کرنے کو کہا ہے اورصلح رحم کا بھی حکم دیا ہے اورقطح رحم سے منع کیا ہے ۔

اسماء بنت ابوبکر سے بخاری ومسلم کی روائت ہے کہ اس کی والدہ جو مشرکہ تھی اپنی بیٹی کے پاس آئی اسماء نے حضرت سے پوچھا اور کہاکہ میری ماں آئی ہے اوروہ کافر ہے اسلام سے ناراض ہے میں اُس کےساتھ سلوک کروں یا نہ کروں فرمایا اس کے ساتھ سلوک کرو۔

مسلمانوں کو اس حدیث میں مشرک رشتہ داروں سے سلوک کرنے کا حکم ہے پر عیسائی اوریہودی رشتہ داروں سے سلوک کرنا منع ہے اوراُن کے ساتھ دوستی رکھنا جائزنہیں ہے اس کا درست سبب یہ ہے کہ بُت پرست رشہ داروں سے صحبت رکھنے میں اسلام کا کچھ نقصان نہیں ہے کیونکہ

قوانین اسلام بُت پرستی کے قوانین سے ضرور مضبوط ہیں مگر عیسائیوں اوریہودیوں کے ساتھ صحبت رکھنا اس لئے منع ہے کہ اُن کی سنگت سے اسلام جاتا رہتا ہے کیونکہ اُن کی دلائل اوراُن کے خیالات نہائت قوی ہیں جو اسلام کو توڑڈالتے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ نہ ملو مگر ان کے ساتھ ملو۔ پر حق یہ ہے کہ سب کے ساتھ ملیں سب کی سنیں اوراپنی باتیں سب کو سنائیں۔

حضرت نے یہ بھی کہا ہے کہ ماں کی عزت باپ کی نسبت تین درجہ زیادہ چاہیئے ۔ پر ہم خدا کے کلام میں صرف یہ دیکھتے ہیں کہ اپنی اورباپ کی عزت کر۔

ماں باپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے مگر جب ماں باپ مسلمان ہونے سے منع کریں تو اُن کی اطاعت کرنا نہ چاہیے۔ اس تعلیم کا اصول تو صحیح ہے کہ دین کی بات میں والدین کی اطاعت نہیں چاہیے چنانچہ توریت سے بھی ظاہر ہے کہ اور انجیل بھی یہ سکھلاتی ہے کہ دنیا کی باتوں میں دنیاوی والدین کی اطاعت چاہیے اورروحانی بات میں روحانی باپ یعنی یعنی اللہ کی اطاعت واجب ہے پس یہ تعلیم کلام الہیٰ کی ہے جو حضرت نے اپنے اسلام کے لئے چن لی ہے۔

سینتیسویں فصل

لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے کا ذکر

حضرت نے حکم دیا ہے کہ آدمی کو وعدہ وفا ہونا چاہیے۔ یہ صحیح بات ہے مگر خود حضرت نے اسکے برخلاف نمونہ دکھلایا ہے چنانچہ جنگ بدرمیں ایک بڑھی کے ساتھ وعدہ وفا نہیں کیا تھا اوراہل مکہ سے بھی عہد شکنی کی تھی اور ،اورکئی نمونے بھی پیش کئے ۔

حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بیہودہ بات زبان سے نکالنا نہ چاہیے یہ بہت اچھی بات ہے ۔ لیکن خود حضرت نے بنی قریظ یہودیوں کو اپنی زبان مبارک سے گالیاں دی تھیں اوربہت سے فحش لفظ اُن کے محاورات میں پائے گئے ہیں۔ پر یہ حکم ہے کہ اگر حضرت محمد کسی کو گالی دیں یا لعنت کریں تو یہ رحمت الہیٰ ہے اگر ایسی باتوں کا استعمال نہیں تھا تو پھر کس دوراندیشی پر یہ حکم اوربیان تھا۔

غروراوربد گوئی اورغنیمت اورلعنت کرنے سے بھی حضرت نے منع کیا ہے یہ سب اچھی تعلیم ہے اورتمام جہان کے معلم اسے قبول کرتے ہیں اورخدا کا کلام بھی اچھی طرح سے ان مکروہات سے منع کرتا ہے پر ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت آپ ان باتوں سے ہرگز نہیں بچے ہیں۔ تورایخ محمدی اور تعلیم محمدی ہر دو ناظرین کے سامنے پیش ہیں پس وہ خود معلوم کرسکتے ہیں کہ کس جگہ حضرت نے کیا کیا اورکیا کہا۔

پھر حضرت نے عورتوں اور بچوں اور یتیموں اور رانڈوں پر اورفقیروں اورمسکینوں اوراندھوں لنگڑوں وغیرہ پر مہر بان رہنے کا حکم دیا ہے اور سب آدمیوں کی تعظیم اور عزت اورخدمت درجہ بدرجہ بقدرطاقت کرنے کو ارشاد کیا ہے۔

یہ ساری باتیں اچھی ہیں اورمناسب ہیں اورخدا کا کلام میں اوران کا نہایت اچھا بیان ہے اوروہاں سے یہ بیانات ہر طرف مشہورہوئے ہیں اورخدا کی دی ہوئی دلی شریعت جو لوگوں میں ہے ان باتوں پر اکثروں کو ابھارتی ہے اوریہ وہی باتیں ہیں جو دنیا میں مشہور ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضرت محمد کا بیان اس معاملہ میں اس قدر زائد ہے کہ ان کے ثواب مبالغہ کے ساتھ کثرت سے بیان ہوئے ہیں جس کو دل قبول نہیں کرتا ۔ جہاں تک درست ہے وہاں تک مانتے ہیں اوران سب باتوں کو بائبل میں بے مبالغہ پاک طورپر سنتے ہیں یعنی یہ بیان فی نفسہ درست ہے پر حضرت کے بیان کا طور اور حضرت کے نمونے دل قبول نہیں کرتا ہے بلکہ دل ہٹ جاتا ہے نہ ان باتوں سے مگر حضرت کے بیان کی تصدیق سے کہ یہ اللہ سے نہ ہو۔

حضرت نے محبت کے بارے میں بھی تعلیم دی ہے اوراس کا بیان یوں کیا ہے چنانچہ مشکوات باب الحب فی اللہ میں عائشہ سے مسلم کی روائت ہے کہ (دنیا میں آنے سے پہلے ان سب آدمیوں کی روحوں کا ایک اکٹھا لشکر تھا جن روحوں میں وہاں ملاقات تھی اب یہاں بھی اُن میں محبت ہے اورجن میں وہاں ملاقات نہ تھی یہاں بھی اُن میں اختلاف ہے)۔

یعنی موجب محبت اور موجب مخالفت تعارف سابق اورعدم تعارف سابق ہے نہ کوئی اوروجہ اگریہی بات ہے

تومثل تقدی کے محبت کا مسئلہ بھی ہوگیا اورمحال ہواکہ سب بنی آدم میں باوجود ہم مذہبی کے یہی محبت ہو۔

خدا کا کلام بتلاتاہے کہ محبت خدا کی صفت ہے۔ اور نے خدا اپنی محبت کی کمال کو سیدنا مسیح میں دنیا پر ظاہر کیا ہے اورہمیں اس میں نہائت ہی پیا رکیا ہے اُسی محبت کی تاثیر سے ہمارے دلوں میں خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے کہ ہم خدا کواپنے سارے دل اورساری عقل اورساری طاقت سے پیارکریں جیسا آپ کو۔

اسی باب کی فصل ثانی میں ابن عباس سے بیہقی کی روایت ہے کہ خدا میں باہم دوستی رکھنا اورباہم بغض رکھنا ایمان کا ایک حصہ ہے۔ یہ بات مان سکتے ہیں کہ خدا میں محبت رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔ پر خدا میں بغض رکھنا ایمان کا حصہ نہیں ہوسکتا اگر کوئی شریر ہے تو میں اس کے بدکاموں سے ناراض ہوں مگر اس سے مطلق دشمنی نہیں پرکھتا اس کا بھلا چاہتا ہوں یہ بات تو ایمان کا حصہ ہے پر لوگوں سے دشمنی رکھنا اُس کا حصہ نہیں ہے جو کلام الہیٰ سے پیدا ہوتا ہے ہاں اس کا ایمان کا حصہ ضرور ہے جو قرآن سے پیدا ہوتا ہے ۔ خدا کی مہربانی کی نظر اُس دل پر کبھی نہیں ہوسکتی جس دل میں بغض ہے۔

پھر مقدام ابن معد یکرب سے ابو داؤد اورترمذی سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے چاہیے کہ (جب کوئی کسی سے محبت کرنا شروع کرے تو پہلے اسے خبر دے کہ میں کہتا ہوں کہ یہ کچھ بات نہیں ہے وہ سمجھیگا کہ مجھے فریب دیتا ہے بہتر ہے کہ بغیر کہے ہماری محبت کےکاموں سے وہ جانے کہ ہم نے اُس سے محبت شروع کی ہے۔

پھر معاذ بن جبل سے ترمذی کی روایت ہے کہ (جو لوگ میرے جلال کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں اُن لئے قیامت کے دن نور کے ممبرین رکھے جائینگے ایسا کہ نبیوں اور شہیدوں کو بھی رشک آئیگا) ناظرین ان مبالغوں کو خیال کریں تو یہ ہم مان سکتے ہیں کہ محبت آپس میں رکھنا ضروراور مفید ہے اور خدا کےجلال کےلئے اوربھی زیادہ مفید ہے۔ لیکن کیا پیغمبر لوگ اور شہداء اسی محبت سے خالی تھے بالفرض اگراُن سے زیادہ محبت ان اشخاص میں پیدا ہوگئی تھی توبھی قیامت میں ان کے اجر پر وہ لوگ رشک نہیں

کرسکتے کیونکہ بہشت میں رشک نہیں ہے وہ ناپاک دنیا نہیں ہے کہ وہاں بھی حضرت حاسد تشریف لائیں حسد میں دکھ ہے۔

ابوہریرہ سے مسلم کی روایت ہے کہ (خدا جب کسی کو پیار کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے محبت شروع کی ہے تو بھی اس سے محبت کر جبرئیل کہتا ہے کہ بہت خوب پھر جبرئیل آسمان میں آواز دیتا ہے کہ خدا نے فلاں نے آدمی کو پیار کرنا شروع کیا ہے اے آسمان والو تم بھی اُسے پیار کیا کرو۔ اس کے بعد اہل زمین کے دلوں میں اُس کی محبت ڈالی جاتی ہے اور سب آدمی وجن بھوت بھی اسے پیار کرنا شروع کرتے ہیں۔ اور جب خدا کسی سے دشمنی شروع کرتا ہے تو یہی حال اس کا ہوتا ہے۔

خدا ہرگز کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا ورنہ آدمی کا پتہ بھی نہ لگے ہاں تنبیہ دیتا ہے مثل باپ کے اور آخر تک اس کی بہتری کا بندوبست فرماتا ہے اگر وہ خود ہلاکت میں جانا چاہتا ہے تو جائے لیکن خدا کی شان یہ ہے کہ وہ کسی کی ابدی موت نہیں چاہتا مگر یہ کہ توبہ کرے اور بچ جائیں۔

یہ بات خوب معلوم ہے کہ جس قدر دنیا میں خدا کے پیارے لوگ پیدا ہوئے ہیں دنیا نے ضرور اُن سے دشمنی کی ہے۔ پر اس محمدی بیان سے لازم آتا ہے کہ جن سے اہل دنیا نے دشمنی کی ہے وہ خدا کے دشمن تھے اور جنہیں اہل دنیا نے پیار کیا ہے وہ خدا کے پیارے تھے یہ تو صریح باطل ہے سیدنا مسیح فرماتے ہیں کہ اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں کو پیار کرتی ہے پر تم دنیا کے نہیں ہو اس لئے دنیا تم سے دشمنی رکھتی ہے عدم مجانست کے سبب سے جو ایماندار اور بے ایمان کی روح میں پیدا ہوجاتی ہے خود حضرت محمد کے لئے ان کے دوستوں کی نسبت دشمن دنیا میں ہمیشہ زیادہ پائے گئے تو کیا یہ اس لئے ہے کہ خدا اُن سے دشنی رکھتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے اور وہ دوسری بات ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا ہے (آدمی کو جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑدے) یعنی اگر غصہ اور لڑائی کے سبب جدائی ہوجائے تو عرصہ تین دن کے درمیان میل کرلینا چاہیے۔

پر انجیل سکھلاتی ہے کہ فوراً میل کرنا چاہیے کیونکہ اسی حالت میں آدمی خدا سے دعا اور نماز نہیں کرسکتا ہے بہتر ہے کہ وہ پہلے اپنے مدعی سے میل کرے(متی ۵: ۲۳تا ۲۴) اورپھر لکھا ہے کہ غصہ تو ہو پر گناہ نہ کرو ایسا نہ ہوکہ سورج ڈوبے اورتم خفا کے خفار ہو(افسیوں ۴: ۲۶)۔ مگر محمدی لوگ غصہ دل میں لے کر نماز کرسکتے ہیں اس لئے تین دن کی مہلت ہے عیسائی کو ضرور ہے کہ دلی طہارت کے بعد خدا کی حضوری میں جائے۔

حضرت نے جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے مگر تین جگہ جھوٹ بولنا درست بتلایا ہے چنانچہ مشکوات باب ماپہنی میں اسماء بنت یزید سے احمد وترمذی کی روایت ہے کہ (بی بی کے راضی کرنے کو اورلڑائی کے وقت پر اوردو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کو جھوٹ بولنا درست ہے) پر ہم اسے قبول نہیں کرسکتے ہر حال میں سچ بولنا چاہیے۔

اڑتیسیویں فصل
بیماری کے ذکرمیں

مشکوات باب عیادت المریض میں ابن عباس سے بخاری کی روایت ہے کہ جب حضرت کسی بیمار کی خبر لینے جایا کرتے تھے تو فرماتے تھے لاباس طهوران شا اللہ تعالیٰ یعنی کچھ خوف نہیں ہے بیماری سے آدمی پاک ہوجاتا ہے اگر اللہ چاہے۔

پھر ابی سعید حذری سے بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ کوئی رنج دکھ اورکوئی فکر اورغم اورایذا جو مسلمان پر آتا ہے خواہ ایک کانٹا ہی کیوں نہ چبھ جائے تو اس کے عوض بھی اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

یہ بات نہ تو عقل میں آتی ہے اور نہ کلام الٰہیٰ سے ثابت ہے کہ بیماری سے اور ذرا سے دکھ سے یہی گناہ دفع ہوجائیں البتہ یہ قیاس میں آتا ہے جو خدا کے کلام سے ثابت ہے کہ اکثر تکلیفات گناہوں کے سبب سے آتی ہیں تب وہ گناہوں کا وبال ہیں نہ گناہوں کے ذریعہ کا باعث ہیں۔

البتہ ان تکلیفات سے جو گناہوں کا وبال ہیں اگر آدمی تنبیہ پائے اور توبہ کرکے اپنی چال سدہارے اور ایمان میں مضبوطی حاصل کرے تو اُن سے صرف یہی نیک نتیجہ نکل آتا ہے کہ اس کی چال سدہر گئی اور ایمان مسیح پر درستی سے قائم ہوگیا تو اب پاکیزگی اور مخلصی گناہوں سے بوسیلہ مسیح کے ہوجاتی ہے اور جو چال نہ سدھری تو تکلیفات محض دکھ ہیں اور آخر کو ابدی سزا ہے۔

ہاں یہ جو حضرت نے بیمار پرُسی کرنا مسلمان کا مسلمان پر حق بتلایا ہے درست بات ہے اور اس میں ضرور خدا کی رضا مندی ہے کہ بیماروں کی خبر لی جائے تو بھی حضرت کی تعلیم میں اس قدر نقص ہے کہ مسلمان کی خبر لینا مسلمان پر واجب ہے نہ یہ کہ سب کی خبر لینا خواہ مسلمان ہو یا کا فر بلکہ حضرت محمد نے منکر ان تقدیر کی بیمار پرُسی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا مسیح نے ہمیں یوں سکھلایا ہے کہ حتی المقدور سب کی خبر لو اور سب کے ساتھ نیکی کرو اگر تم صرف اپنوں کے ساتھ بھلائی کرو تو تم نے کیا زیادہ کی خراج گیر بھی ایسا کرتے ہیں۔

انتالیسیوں فصل
دوا کے ذکر میں

حضرت نے بیمار کےلئے دوا اور دعا ہر دو کام کرنے کا حکم دیا ہے یہ تعلیم درست ہے اور سب پیغمبروں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور عقل عام اور عقل خاص بھی یہی چاہتی ہے اور سب لوگ ایسا ہی کرتے بھی ہیں۔ پر حضرت کی اس تعلیم میں ایک اور غلطی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نے خود طبیب ہوکے معالج بھی سکھلائے ہیں حالانکہ علم طب سے حضرت بالکل ناواقف تھے۔

ایک کتاب طب نبوی نام مسلمانوں میں جاری ہے اور اُس کے موافق معالجہ کرنا سنت جانتے ہیں البتہ عقلمند مسلمان اُس پر بھروسہ نہیں رکھتے ہیں تو بھی بعض متشرع لوگ اُس کے موافق کام کرکے ہلاکت میں پڑتے ہیں۔

مشکوات باب الطب میں حضرت کی حکمت اور معالج لکھے ہوئے ہیں اور وہ بطور نمونے کے یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

فرمایا حضرت نے تین چیزوں میں شفا ہے ۔ سینگی یا پچھنی لگانا۔ شہد پینا ۔ آگ سے داغ دینا۔

پھر فرمایا حضرت نے کہ موت کے سوا ہر بیماری میں کالا دانہ مفید ہے۔

اورایک شخص کو جسے دست آتے تھے حضرت نے تاکیداً چاردفعہ شہد پلایا تھا۔

اور قسط بحری یعنی کٹُ کو بھی حضرت نے مفید بتلایا ہے۔

اور فرمایا حضرت نے بخاراورتپ دوزخ کی بھانپ ہے اس کو پانی سے سرد کرواورجب حضرت کا انتقال ہوا تھا تو بڑی سخت تپ حضرت کو چڑھی تھی اورحضرت خود پانی سے اسے ٹھنڈاکرتے تھے۔

عقُبہ کی حدیث میں ہے کہ فرمایا حضرت نے بیماروں کوکھاناکھانے کی تاکید نہ کیاکروکیونکہ خدااُنہیں کھانا اورپانی دیاکرتا ہے۔

غرض ایسے ایسے معالج لکھے ہیں اوران معالجوں سے حدیثوں پر چلنے والے لوگ عمل کرکے دکھ میں اور دیدہ ودانستہ پڑجاتے ہیں۔

پیغمبروں کی کتابوں میں جسمانی علاجوں کاذکرنہیں ہے ہاں کبھی کبھی معجزہ کے طورپر کچھ بیان ہے ہے پرکوئی مومن اُسے علم طب کا معالجہ نہیں جان سکتا ہے جیسے محمدی طب کومعالجہ جانتے ہیں۔

خدا کےکلام میں روحانی امراض کا علاج مذکورہے پر جسم ی صحت کےلئے طبیبوں کا علاج ہے جو تجربات سے اُنہوں نے حاصل کیاہے۔

اگر حضرت محمد بگمان اہل اسلام کے علم لدنی رکھتے تھے اوراُسے علم لدنی سے علم طب میں بھی دخل دیا ہے توظاہر ہے کہ یہ اُن کا دخل اس فن میں محض نادرست نکلا ہے اوراس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتاہے کہ جب دنیاوی باتوں میں اُن کی سمجھ درست نہ نکلے توآسمانی باتوں میں اورعبادات وعقائد میں اُن کا یقین کس طرح کرسکتے ہیں۔

چالسویں فصل

تلقین کے ذکر میں

جب موت نزدیک آتی ہے تو مسلمان لوگ بیمار کو کلمہ کی تلقین کرتے ہیں اور سورہ یاسین اسے پڑھ کر سناتے ہیں جس میں کچھ ذکر سیدنا مسیح کے شاگردوں کا ہے کہ انہوں نے خدا کے رسول ہو کے اہل انطاکیہ کو کس طرح جا کے خوشخبری سنائی تھی ۔ یہ تو مناسب ہے کہ بیمار کو تلقین کی جائے پر حضرت محمد نے کلمہ کی تلقین کا حکم دیا ہے اور عربی زبان میں ایک فقرہ ہے جس کا نام انہوں نے کلمہ رکھا ہے پر حقیقی کلمہ سے ناواقف ہیں جو سب کی زندگی کا باعث ہے جس کا ذکر (یوحنا ۱: ۱) میں ہے اور وہ سیدنا مسیح ہے جو ایک شخص ہے اور خدا ہے اور حضرت نے قرآن میں اُس کی نسبت یوں کہا ہے کہ عیسیٰ مسیح خدا کا کلمہ ہے جسے خدا نے مریم میں ڈالا تھا پس ہم عیسائی اس حقیقی کلمہ کی تلقین کرتے ہیں جس میں زندگی ہے پر حضرت اُس کلمہ کی تلقین کراتے ہیں جن پر فصل اوّل باب اوّل میں بحث ہو چکی ہے اور حضرت سورہ یاسین پڑھواتے ہیں جس میں ہم کوئی تسلی کی بات نہیں پاتے پر عیسائی لوگ خدا کے کلام میں اُسی مرنے والے کی زبان میں کوئی باب تسلی بخش نکال کے سناتے ہیں اور اُسے نصیحتوں سے اُبھارتے ہیں کہ سچی توبہ کرکے ایمان کے ہاتھ سے حقیقی کلمہ کا دامن پکڑلے تاکہ ابدی زندگی پائے۔

اکتالیسویں فصل

تکفین وتجہیز کے ذکر میں

غسل دینا اُن کی تعلیم میں فرض کفایہ ہے اور پانی میں بیری کے پتے جوش دے کر اس سے نہلاتے ہیں اور خوشبو بھی لگاتے ہیں اور تین کپڑے دیتے ہیں لنگی کفن پوٹ کی چادر۔

اس معاملہ میں سب سے اچھا دستور یہودیوں کا ہے اور اسی طور سے سیدنا مسیح بھی کفنائے گئے تھے۔

ہم عیسائیوں میں دستور ہے کہ مردہ کو صاف پانی سے غسل دے کر اُس کی صاف پوشاک اُسے پہناتے ہیں اور جیسی خوشبو میسر آسکے اُسے معطر بھی کرتے ہیں پھر ایک صندوق میں جو اُس کے قد کے برابر بنایا جاتا ہے اُسے لٹاتے ہیں گویا آرام سے سوتا ہے اور صندوق کو بند کرکے بعد نماز کے

قبر میں دفن کردیتے ہیں اس اُمید پر کہ سیدنا مسیح کے وسیلہ سے مُردوں کی قیامت ہوگی اوراس وقت یہ شخص بھی اٹھیگا۔

وہ جو مرگیا ہے اس جہان سے چلا گیا اُس کا بدن جو مٹی ہے اُسے آراستگی یا عدم آراستگی سے کچھ فائدہ یا نقصان نہیں ہے مگر محبت والفت کے سبب اوراس خیال سے کہ اُس کی مٹی خراب نہ ہو مناسب جانتے ہیں کہ درستی سے عزت کے ساتھ مدفون کیا جائے سو ایسی اچھی طرح سے کرتے ہیں جو سب لوگ جانتے ہیں اس معاملہ میں بھی عیسائیوں کا دستور بہتر ہے۔

بیالیسویں فصل

مشے ونمازوتدفین کا ذکر

مشے چلنا ہے حضرت نے حکم دیا ہے کہ مرُدوں کے ساتھ تعظیم سے چلو اورکلمہ پڑھتے جاؤ نہ آواز سے پر آہستہ آہستہ اورجماعت کرکے اُس پر نمازپڑھو۔

یہ مقام بڑی عبرت کا ہے چاہیے کہ خدا کے خوف کے ساتھ اپنے مرنے کا دن بھی یاد کرکے ادب کے ساتھ مردہ کو دفن کرنے جائیں ۔ مگر کلمہ پڑھتے جانے میں ہمیں کچھ فائدہ معلوم نہیں ہوتا ہے اس لئے عیسائی لوگ کوئی خاص الفاظ نہیں پڑھتے ہیں مگر طرح طرح کے خیالات مفیدہ ذہن میں ہوتے ہیں دنیا کی ناپائداری کی بابت عدالت الہٰی کی بابت اپنے چلن کے بابت وغیرہ آدمی آزاد ہیں جو چاہیں سوچیں پر مفید باتیں سوچیں جواُن کی روح کی سلامتی کا باعث ہوں۔

مُردہ کی نماز جو محمدیوں میں ہے اور حضرت نے سکھلائی ہے وہ بالکل مفید نہیں ہے صرف ایک جماعت کھڑی ہوئی نظر آتی ہے اورلفظ اللہ اکبر کا بھی کان میں آجاتا ہے پر وہ دعا جو امام چپکے چپکے اپنے دل میں پڑھ لیتا ہے کوئی نہیں سن سکتا کیونکہ وہ آواز سے پڑھی نہیں جاتی ہے۔ اوراگر آواز سے پڑھی بھی جاتی توبھی مفید نہ تھی کیونکہ اُس کا مطلب نہائت مختصر ہے صرف یہ کہ اے خدا مجھے بخشدے اوراس مردہ کو۔ مرُدہ کی نماز کا دستور جو ہماری نماز کی کتاب میں لکھا ہے اورخدا کے کلام کے موافق ہے اگر کوئی چاہے توکتاب نمازمیں نکال کے دیکھے کہ وہ بیان تسلی بخش عقائد الہامیہ سے بھرپوراورنصیحت کے لئے بہت ہی اچھا ہے جس سے ایماندار آدمی کی آنکھیں زیادہ روشن ہوجاتی

ہیں۔مردہ کی نماز سے صرف یہی فائدہ ہے کہ زندگان کو اچھی طرح سے عبرت حاصل ہو اور قیامت وعدالت اورابدی زندگی اورابدی موت کی بابت فکر کریں سو یہ بات صرف اسی ترتیب سے جو مسیحی لوگوں میں جاری ہے حاصل ہوتی ہے۔

تینتالیسویں فصل

دفن کا دستور

لحد: اس قبر کو کہتے ہیں جس میں بغلی کھودی جاتی ہے اور شق وہ قبر ہے جس میں سیدھا گھڑا ہوتا ہے حضرت محمد لحد کو پسند کرتے ہیں پر شق کو پسند نہیں کرتے ہیں البتہ اگر آدمی صندوق میں دفن نہ کیا جائے تو اُس کے لئے لحد اچھی ہے۔عیسائیوں میں شق کھودنے کا دستور ہے اس لئے کہ اُن کے واسطے لحد سے بہتر چیز صندوق ہے۔

پھر حضرت محمد قبر کو اونٹ کی کمر کی مانند اونچا بنانا پسند کرتے ہیں نہ سطح اوراُس پر چونا لگانا بھی منع کرتے ہیں اور صرف کچے گارے سے لیپی ہوئی قبر رکھنا موجب ثواب بتلاتے ہیں۔ پر اکثر مسلمانوں نے اس تعلیم پر عمل کرنا چھوڑدیا ہے اوروہ ہزارہا قبریں چونے سے تیارکراتے ہیں۔

قبر ایک نشان ہے اس بات کا کہ یہاں فلاں شخص کی لاش دابی گئی ہے آدمی کی خوشی ہے جس طرح کا نشان چاہے بنائے خواہ پائداری کے لئے کوئی پتھر لگائے یا چونا ہمارے خیال میں اور خدا کے کلام میں ایسی باتوں کے لئے کچھ ثواب وعذاب کا معاملہ نہیں ہے۔ عیسائی لوگ قبروں کی آراستگی محض محبت کے سبب سے اچھی طرح سے کرتے ہیں اوراُس کے اوپر کچھ لکھ بھی دیتے ہیں جس سے پڑھنے والوں کو اکثر فائدہ ہوتا ہے۔

چوالیسویں فصل

قبرستان کے بیان میں

حضرت کے خیال میں بعض مقامات مقدس اورمبارک ہیں وہاں دفن ہونا اُن کے گمان میں اچھا ہے۔ پر ہم لوگ اس اصول ہی کے قائل نہیں ہیں کیونکہ خدا کا کلام اور عقل انسانی ہمیں اس بات کا قائل ہونے نہیں دیتی ہے۔

مشکوات باب حرم المدینه میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت نے (جوکوئی مکه یا مدینه میں مرجائے قیامت کے دن امن پانے والوں کے ساتھ اٹھیگا۔

ہمارے خیال میں یه بات نہیں آسکتی که کوئی جگه مرده کے لئے فائدہ بخش زیادہ ہو انسان کےلئے صرف صحیح ایمان مفید ہے وہ کہیں مرجائے اورکہیں گاڑا جائے خواہ کاشی میں یا دوارکا میں یا متھرا میں یا ہمالیه میں یا مکه میں یا مدینه میں صرف ایمان سے بچیگا اوربے ایمانی سے ہلاک ہوگا۔

مولوی ثنا الله قاضی پانی پتی نے جو عربی کے بڑے فاضل مشہورہیں اپنی کتاب تذکرہ الموتیٰ میں لکھا ہے که بد آدمی کے قبر کے پاس مُردہ کو دفن کرنا نه چاہیے کیونکه بد مُردہ اپنے ہمسائے کے مردے کو تکلیف دیا کرتا ہے۔ روائت ہے که ایک آدمی مدینه میں مرگیا تھا اوردفن کیا گیا کسی نے خواب میں دیکھا که وہ عذاب میں ہے پھر ہفته کے بعد لکھا که عذاب جاتا رہا جب پوچھا گیا که عذاب کس طرح موقوف ہوا اُس نے کہاکه میری قبر کے پاس ایک نیک آدمی گاڑا گیا ہے اُس نے چالیس مردوں کو جو ہمسائے تھے بخشوالیا ہے۔

اسی خیال سے اہل اسلام اپنے مردوں کو سیدوں اور مولویوں اورفقیروں اورحافظوں وغیرہ کے ہمسایه میں گاڑنا بہتر جانتے ہیں بلکه بعض مشہوراولیاؤں کی خانقاہ کے احاطه میں بڑی قیمت سے قبریں خریدتے ہیں۔

خدا کاکلام ہمیں یه سکھلاتا ہے که ایماندار کی روح ابراہیم کے پاس آرام میں چلی جاتی ہے اور شریر کی روح اندھیرے میں رہتی ہے بدن خاک ہے اُسے قبر میں کچھ تکلیف نہیں ہے مٹی کو مٹی کیاتکلیف دی گی۔ یه بہت پرانا خیال ہے ہندو مسلمانوں اوریہودیوں وغیرہ لوگوں میں پایا جاتا ہے که بعض مکانات متبرک ہیں مگرکلامِ الہیٰ سے اورعقل سے اس کا ثبوت نہیں ہے ساری زمین برابر ہے کہیں دفن کرو نجات اورحقیقی آرام صرف سیدنا مسیح سے پاتے ہیں۔

لوگ قبرستان کے لئے احاطے بناتے ہیں اورزمین تجویز کرتے ہیں یه اس لئے ہے که ایک ٹکڑا زمین کا اس کام کےلئے

جدا ہوئے سو یہ اچھی بات ہے محمدی بھی ایسا کرتے ہیں اور عیسائی اُن سے زیادہ اچھی طرح اس کا بندوبست کرتے ہیں۔

پینتالیسویں فصل

قبر کے اندر کا احوال

اگرچہ یہ بیان عقائد میں داخل ہے پریہاں معاملات میں فصل گذشتہ کے ساتھ علاقہ کے سبب سے بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کے اندر کئی ایک باتیں واقع ہوتی ہیں۔

اوّل تاثیر تلقین: ابو امامہ سے غنیتہ الطالبین میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ مردہ دفن کرکے جب سب لوگ چلے جایا کریں تو چاہیے کہ ایک مسلمان وہاں رہ جائے اور قبر کے سرہانے کھڑا ہوکے اُس مردہ کو پکارے کہ اے فلاں شخص تب وہ قبر میں فوراً اٹھ بٹھیگا پس اسے کہنا چاہیے کہ کہہ اللہ سے اوراسلام سے اورمحمد سے اورکعبہ سے اور قرآن سے میں راضی ہوں تب فرشتے کہتے ہیں کہ اب اس سے کیا سوال کرنا ہے سب جواب تو اسے سکھلائے گئے اس لئے وہ چھوڑکر چلے جاتے ہیں۔ اس روائت پر کہیں کہیں عمل ہوتا ہے ۔ یہ بات کس کی عقل قبول کرسکتی ہے کہ مُردہ قبر میں جی اٹھتا ہے اورصدہا من مٹی کے نیچے دبا ہوا باتیں سنتا ہے۔

دوم منکر نکیر کی آفت ہے۔ حضرت نے سکھلایا کہ منکر نکیر دو فرشتے ہیں ہر مردہ کے پاس قبر میں آتے ہیں اور مُردہ کو اٹھا کے بٹھلاتے ہیں اورسوال کرتے ہیں اگر وہ نبوت محمد کی اقرار کرے تو چھوڑدیتے ہیں ورنہ لوہی کی موگری سے مارتے ہیں ایسا کہ اُس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے پھر سر جوڑدیتے ہیں پھر موگری مار کے توڑتے ہیں اس کے بعد شریر کے لئے دوزخ کی طرف سے اورنیک کے لئے بہشت کی طرف سے ایک کھڑکی کھول کے اس کو آرام سے سلاتے ہیں۔

یہ بات محض دہشت کی ہے اورجاہل آدمیوں کوڈرا کے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہم اس بات پر ہرگز یقین نہیں کرسکتے ہاں شریروں کو عذاب اوردکھ ہوتا ہے پر روح کو ہوتا جہاں روح گئی ہے قبر کے اندرکچھ نہیں ہوتا ہے۔

سوم ضفطه قبر ہے۔ ضفطه کے معنی ہیں دبانا یعنی قبر آدمی کو ایسا دباتی ہے کہ اُس کی ہڈیاں توڑڈالتی ہے اورزمین یوں کہتی ہے کہ تو میرے اوپر چلتا تھا آج تجھے میں دباؤں گی۔

کہتے ہیں کہ سعد بن معاذ کو جو بڑا بزرگ اصحاب حضرت کا تھا اورجس کے مرنے کے وقت خدا کا تخت بھی کانپ اٹھا تھا اورستر ہزارفرشتے اس کے جنازہ کے ساتھ چلے تھے اس کو ضفطه ہوا تھا اورزینب ورقبہ حضرت کی بیٹیوں کو بھی ضفطه ہوا تھا۔

چہارم۔ حضرت محمد نے سکھلایا ہے کہ مُردے قبروں میں پڑے ہوئے باہر والوں کی آوازسنا کرتے ہیں اوردیکھا بھی کرتے ہیں۔

عائشه کی روایت ہے کہ جب تک عمر خلیفه حضرت کے مقبرہ میں مدفون نہ ہوئے تھے ۔ عائیشه کہتی ہے کہ میں کھلے منه حضرت کی قبر پر جایا کرتی تھی کیونکه پہلے وہاں صرف حضرت کی اورابوبکر کی قبر تھی پر جب عمر مدفون ہوئے جو غیر شخص تھے اُن کے لحاظ سے اب عائشه برقعه اوڑھکے جانے لگیں اس لئے که حضرت نے اپنی زندگی میں زور کے ساتھ یہ تعلیم دی تھی که مُردے قبروں میں دیکھتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ دیکھنا اورسننا یہ روح کے ساتھ ہے اورمٹی میں کوئی حس نہیں ہے پھرکیونکر یقین کریں که مُردے دیکھتے سنتے ہیں پس یہ چارباتیں ہرگز قبولیت کے لائق نہیں ہیں اب کیا یہ تعلیم خدا سے ہے ہرگزنہیں یہ تو عقل سے بھی نہیں ہے مگر ناواقفی کے انبار میں سے ہے یہ معلم جب ہمارے بہت ہی نزدیك کے واقعات میں ایسی غلطی سے تعلیم دیتا ہے تو عالم بالا کی بابت اس نے فصیح تعلیم کب دی ہوگی پس کیونکر اس شخص کے ہاتھ میں اپنی روح کو سپرد کریں۔

چھیالیسویں فصل
انبیاء واولیاء کے جسم کی بابت

تذکرہ الموتی کتاب کی آخری فصل میں ہے کہ فرمایا حضرت محمد نے انبیاء واولیاء کے بدن قبر میں سڑتے گلتے نہیں ہیں جس طرح سے مدفون ہوئے ہیں اُسی طرح سے زمین میں سلامت ہیں۔

یہ تعلیم حضرت کی صحیح نہیں ہے کئی وجہ سے اوّل آنکہ قیاس قبول نہیں کرتا کہ بدوں کسی مصالح کے آدمی کا مُردہ بدن قبر میں سلامت رہے اور مٹی نہ ہو اور نہ کبھی یہ بات کسی کی تجربہ میں آئی ہے بلکہ برخلاف اس کے ظاہر ہوا ہے یوسف پیغمبر تھا مصر سے اُس کی ہڈیاں کنعان میں آئی تھیں بدن ثابت اور سلامت نہ تھا (خروج ۱۳: ۱۹) اور داؤد پیغمبر کی قبر بے عزتی کی راہ سے ایک دفعہ ہیرودیس بادشاہ نے کھلوا ڈالی تھی اُس کی لاش بھی سلامت نہ پائی گئی تھی اور (اعمال ۲: ۳۹) میں داؤد کی نسبت لکھا ہے کہ اُس نے سڑن دیکھی۔

دوئم آنکہ (۱سلاطین ۲: ۱) داؤد خود فرماتا ہے کہ میں تمام جہان کے لوگوں کی راہ جاتا ہوں (ایوب ۱۹: ۲۶) میں ایوب پیغمبر کہتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے گوشت کو کیڑے کھاجائینگے اور سب پیغمبر ایسی باتیں بولتے ہیں اور مقدسین اسی طرح کا خیال رکھتے ہیں پھر یہ خیال حضرت محمد کو کیونکر قبول ہوسکتا ہے جو صریح غلط ہے۔

البتہ ایک شخص ہے جس کا نام سیدنا عیسیٰ مسیح ہے وہ بھی موا تھا اُس کے بدن نے سڑن نہیں دیکھی اور وہ تین دن سے زیادہ میں بھی نہیں رہا جو اب آسمان پر زندہ موجود ہے اور ہر جگہ حاضر وناظر ہے خدا ہو کے۔

ہاں مسیح کے جی اٹھنے کے بعد بہت سی لاشیں مقدسوں کی جو آرام میں تھیں قبروں سے اٹھیں اور بہتوں کو نظر آئیں (متی ۲۷: ۵۳) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پہلے سے قبروں میں سلامت تھیں اُن کی روحیں خدا کے پاس تھیں اور بدن اُن کے قبروں میں مٹی ہوئے پڑے تھے جب سیدنا مسیح جو کلیسیا کا سر ہے جی اٹھا اور قیامت کا پہلا پھل ہوا تو اُس نے یروشلیم کے مقدسوں کے بدنوں کو بھی جو خاک تھے زندگی بخشے اور انہیں کی روحیں اُن میں ڈالیں اور انہیں اٹھایا یہ نشان دکھلانے کو کہ قیامت اور زندگی سیدنا مسیح ہے قیامت کا شروع اُس سے ہوگیا ہے۔ وقت آئے گا کہ وہ اسی طرح سب مردگان کو زندہ کرے گا پس یہ اور بات ہے۔

پھر اُسی تذکرہ الموتی میں لکھا ہے کہ پیغمبر لوگ قبروں کے اندر نماز پڑھا کرتے ہیں۔ یہ بات بھی صحیح

نہیں ہے ۔ بے جان مٹی جس میں نہ فہم ہے نہ حس وحرکت ہے کیونکر نماز پڑھتی ہے اورالبتہ روحیں پیمغبروں کی اور سب مقدسوں کی خدا کی تعریف کرتی ہیں کیونکہ وہ زندہ ہیں پر وہ قبروں میں نہیں ہیں اورداؤد پیغمبر اُن کے بدنوں کی نسبت کہتا ہے کہ مُردے خدا کی ستائش نہیں کرتے ہیں۔

یہ تعلیم حضرت کی مقدس لوگ اورپیغمبرقبروں میں رہتے ہیں اوردیکھتے وسنتے ہیں درست نہیں ہے اوراسی تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ اہل اسلام نے قبروں کی زیارت اوراُن سے دعا مانگنا اوروہاں میلے کرنا شروع کیا ہے اورمحض بُت پرستی کی حالت میں ایک فرقہ اہل اسلام کا جا پڑا ہے جن کو لوگ بدعتی کہتے ہیں پر وہ بدعتی کیونکر ہیں وہ تو محمدی تعلیم کے موافق کام کرتے ہیں میرے گمان میں بدعت کا الزام اس فرقہ پر اس قدر عائد نہیں ہوسکتا ہے جس قدر حضرت پر اس تعلیم کا الزام عائد ہے۔

سینتالیسویں فصل

مرنے کا اچھا وقت

اسی تذکرہ الموتی میں دیلمی سے عائشہ کی روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے (جو کوئی جمعہ یا جمعرات کو مرے گا اُسے قبرمیں عذاب نہ ہوگا اورقیامت میں بعلامت شہداء وہ اٹھیگا۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی ماہ رمضان میں یا عرفہ کے آخر میں مرے گا تو بہشت میں جائے گا ۔ یا کوئی نیک کام کرتاہوا مرے گا مثل صدقہ یاروزہ یا جہاد یا حج یا عمرہ وغیرہ کرتاہ ہوا۔

یہ بات خیال میں نہیں آتی کہ ایک آدمی کو جمعہ کے دن مرنے سبب سے ثواب ملے اور دوسرے کو منگل کے روز مرنے سے اُس ثواب سے محروم رہنا پڑے۔ مرنا آدمی کے اختیارمیں نہیں ہے جب عمر تمام ہوئی فوراً مرجاتا ہے پس امورغیر اختیار پر یہ عذاب وثواب کا مرتب ہونا عقلاً ونقلاً ناجائز ہے۔ ہاں اگرایک نیک کام زندہ ایمان کی تاثیر سے کرتا ہوا کوئی مرجائے تو بظاہر اچھی علامت ہے پر سب کے دلوں اورگردوں کا حال خدا جانتا ہے۔

حاصل کلام آنکه نه کسی وقت پر اورنه کسی مقام پر اور نه کسی کپڑے اورتبرك کی چیز پر اورنه کسی عمده مقبره کے احاطه میں دفن ہونے سے کچھ فائده ہے مگر صرف صحیح ایمان پر جو بموجب کلام الہیٰ کے ہو آدمی نجات پائے گا اس اچھے اصول سے ہم ہرگز نہیں ہٹ سکتے ہیں اورنه اس میں کوئی اوربات داخل کرسکتے ہیں ورنه تمام سلسله انبیاء کے برخلاف ہونے پڑے گا اورحضرت محمد ایسا ہی کرتے ہیں۔

اٹھتالیسیوں فصل

قبروں کی زیارت کے بیان میں

حضرت نے شروع میں تو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا مگر اُس کے بعد حکم دیاکه قبروں کی زیارت کیا کریں اور قبروں پر جاکر مُردوں سے کہیں السلام علیکم یا اہل القبور اے قبروں میں رہنے والوتم پر سلا۔ اوراُن کے واسطے دعا کریں اور قرآن کی عبارتیں پڑھ کر انہیں ثواب بخشیں۔

یه تعلیم که قبروں میں جایا کریں ایك اور مطلب سے اچھی بات ہے که اپنی موت یادآتی ہے اوراپنے احباب رخصت شده کی محبت کا نشان ہے اورخدا کا خوف دنیا کی ناپائداری دل پر تازه ہوتی ہے۔ مگر اُن کے لئے دعا سے کچھ فائده نہیں ہے اُن کا حصه دنیا سے جاتا رہا جیسی کرنی ویسی بھرنی اُن کےلئے ہے اورخدا کے کلام میں کہیں اس بات کا اشاره نہیں ہے که مرُدوں کے لئے دعا چاہیے یه تو آدمی کی ایجادی باتیں ہیں۔

پر اُنہیں سلام علیك کرنا گویا که وه حاضر ہیں اورسنتے اوردیکھتے ہیں یه بات خاص محمدی اصول پر مبنی ہے عقل اورکلام سے اس ثبوت نہیں ہے۔

حضرت نے اپنی قبر کی زیارت کا بھی حکم دیا ہے چنانچه مظاہر الحق باب حرم المدینه کی فصل ثالث میں لکھاہے من حج فزارقبری بعد موتی کا ن کمن زارنی فی حیاتی یعنی کعبه کے حج کے بعد اگر کوئی آدمی میری قبر پر زیارت کرنے آئے گا تو ایسا ہوگا جیسے مجھ سے زندگی میں ملا۔

اورایك روائت میں ہے جس نے حج کیا لیکن میری قبر پر نه آیا وه ظالم ہے۔

اورایك روائت میں ہے که جوکوئی بعد حج کے میری قبرپر آیا اُس کو دو حج کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت محمد اپنی قبر پر لوگوں کو آنے کی ترغیب دیتے ہیں ۔ خدا کے پیغمبروں نے کبھی ایسا نہیں کیا سب پیغمبر لوگوں کو ایمان کے وسیلہ خدا کی طرف بھیجتے ہیں اپنی طرف ہرگز نہیں بلاتے سیدنا مسیح اپنی طرف سارے جہان کو بلاتا ہے اس لئے کہ سارے جہان کا خدا ہے پر حضرت کا مزاج ہم ویسے ہی پاتے ہیں جیسے اور لوگوں کے مزاج ہیں جو اپنی عزت کے طالب ہیں۔

انچاسویں فصل

روح کہاں جاتی ہے

تذکرہ الموتی میں قاضی ثنا اللہ نے اس امر کی تحقیقات میں کہ آدمی کی روح کہاں جاتی ہے قرآن حدیث سے بڑی فکر کے ساتھ بہت سا بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

دومکان ہیں ایک نام سبجین ہے عربی میں سبحن جہلخانہ کو کہتے ہیں پس سبجین مبالغہ کے ساتھ بڑا جیلخانہ کافروں کی روحیں اس میں قید رہتی ہیں۔

دوسرا مکان علیین ہے علیتہ کی جمع ہے بمعنی اونچی کھڑکیا یعنی بہشت وہاں مسلمانوں کی روحیں جاتی ہیں۔

ابوداؤد وغیرہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ بہشت میں ایک پہاڑ ہے وہاں پر مسلمانوں کے بچوں کی روحیں جاتی ہیں اورابراہیم وسارہ وہاں اُن کی پرورش کرتے ہیں جب قیامت آئیگی تو وہ اُن بچوں کو اُن کے والدین کے سپرد کردینگے۔

یہ باتیں کلام کے چنداں خلاف نہیں ہیں حضرت نے یہ باتیں عیسائیوں سے معلوم کرکے اپنے طورپر بیان کی ہیں اور ابراہیم کے گود میں جانے کا ذکر (لوقا ۱۶: ۲۲) میں ہے تو بھی حضرت کے بیان میں کچھ زیادتی ہے جوثبوت کی محتاج ہے اورعلیین وسبجین کی بابت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ضرور دومکان ہیں جہاں دو قسم کی روحیں رہتی ہیں۔

پھر خالد بن معدان کی روائت ہے کہ وہ بچے درخت طوبیٰ سے شیر پیا کرتے ہیں۔ شرودنیا میں بچوں کے ناتواں جسم کی پرورش کا وسیلہ ہے نہ روحوں کی سو جسم اُن کے خاک ہوگئے ہیں پر روح کی غذا چاہیے جس سے ابد تک روح جئے سو یہ خدا سے ہے نہ بشر سے۔

مکحول کی روائت ہے کہ مسلمانوں کے بچے بشکل چڑیا بہشت میں اڑتے ہیں اورخاندان فرعون کے بچے ایک سیارہ رنگ پرندہ کے موافق ہیں جو صبح وشام دوزخ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔

یہاں کچھ حیرانی ہے کیونکہ محمدی لوگ کل بُچوں کی عصمت کے قائل ہیں پھر فرعون کے بچوں کو تکلیف کی وجہ کیا ہے۔

بعض حدیثوں میں ہے کہ مسلمانوں کی روحیں مثل جانور کے بہشت کے درختوں پر اڑتی ہیں قیامت کے دن بدنوں میں آئینگی۔ مگر شہیدوں کی روحیں ایک سبز جانور کے شکم میں داخل ہوتی ہیں اوروہ جانوربہشت کی نہروں کے کنارہ چرتے ہیں لیکن رین بسیرے کے وقت اُن قندیلوں کے درمیان جوالٰہی تخت کے نیچے آویزاں ہیں آکر بسیرا کرتے ہیں۔

اس معاملہ میں صرف ہم اتنا کہے سکتے ہیں کہ اُس نادیدنی جہان کی باتیں بغیرثبوت رسالت کے حضرت کی زبانی کیونکر قبول کی جاسکتی ہیں اوراُن کے مبالغ جواُن کے بیان میں ہیں ان باتوں کا یقین دل میں پیدا ہونے نہیں دیتے ہیں۔

خدا کا کلام یہ سکھلاتا ہے کہ ضرورمقدسوں کی روحیں خدا کی حضوری میں نہائت خوش ہیں اوراُنہیں کچھ درد ودکھ نہیں ہے خدا کی ستائش اوراس کا دیداراُن کی غذا ہے قیامت کے روزسب اپنے بدنوں میں آئینگی اوراُن کےبدن نورانی ہونگے اور وہ ابد الا باد خدا کے ساتھ خوشی میں رہینگے۔

پچاسویں فصل

بچوں کی موت سے والدہ کو اجر ملنا

مشکوات باب البکا میں مسلم سے ابوہریرہ کی روایت ہے فرمایا حضرت نے (جس عورت کے دویا تین چھوٹے بچے مرجائیں اورماں صبرکرے تو وہ بہشت میں جائیگی)۔

اورصبر سے مراد یہ ہے کہ پہلے صدمہ پر صبر کرے نہ آنکہ تبدریج صبرآئے۔

خدا کلا کلام کہتا ہے کہ بچے خدا کی بخشش ہیں۔ اورجیسے خدا سب کا مالک ہے بچوں کا بھی مالک ہے جب تک چاہے کسی کو دنیا میں رہنے دے جب چاہے بلالے پس کسی کا مرنا جینا آدمی کے بہشت میں جانے کا باعث نہیں ہے صرف مسیح کا مرنا ہمارے گناہوں کا مارتا ہے اوراس کا

جینا ہمارے اندر الٰہی زندگی داخل کرتا ہے۔ البتہ صبر کرنا ہر مصیبت میں مفید ہے جو آدمی کے دل کو سدھارتا ہے اوراُس کا بھروسہ جو خدا پر ہے اس کا ثبوت دیتا ہے۔

اکاون فصل

مُردوں پر رونے کے بیان میں

حضرت نے مُردوں پر نوحہ کرنے کومنع کیا ہے مگر رونے سے منع نہیں کیا ہے اوربعض مقام پر حضرت خود بھی روئے ہیں۔

چیخیں مارنا اوربیان کرکر رونا اورحلقہ بندی کرنا اور کپڑے پھاڑنا اورچھاتی پیٹنا یہ نوحہ ہے۔

یہ تعلیم درست ہے اورسب ایماندار اوردانا آدمی بھی ایسا کرتے ہیں۔

پھر حضرت نے پیشینگوئی بھی کی ہے کہ اگرچہ ایسے رونے سے منع کئے گئے ہیں توبھی میری اُمت کے درمیان سے ایسا رونا دفع نہ ہوگا۔ اوریہ پیشگوئی سچ بھی نکلی ہے جو فراست سے تھی کہ اب تک اہل اسلام برُی طرح سے روتے ہیں۔

اس درد کے ضبط کی طاقت انسان میں اُس وقت پیدا ہوتی ہے کہ جب اس کا صحیح ایمان کامل ہو اوراس کی اُمید خدا کے وعدوں پر بھروسہ رکھے۔

حضرت کی شریعت آدمی کے دل میں سچ اور زندہ امید پیدا نہیں کرسکتی ہے ۔اگرچہ قیامت اوربہشت کے وہ قائل ہیں پر قیامت کاثبوت جیسا مسیح کی انجیل میں ہے ساری دنیا میں کہیں نہیں ہے۔ سیدنا مسیح کا جی اٹھنا قیامت کا کامل ثبوت ہے جس کے حضرت خود منکر ہیں۔ اس لئے مسیحی شریعت آدمی کے دل میں قیامت کی پوری امید پیدا کرتی ہے اوراس کے دل کو خدا کے وعدوں پر قائم کرتی ہے لہذا سوائے سچ عیسائی کے کوئی آدمی احباب کی موت کے صدمہ پر ضبط کی پوری طاقت نہیں رکھتا ہے اس کی پوری اُمید ہے کہ مردوں کی قیامت ہوگی اورخدا ہمارے آنسو پونچے گا پر عقلی ضبط اورسخت دلی کا ضبط یا بے اصل بات پر یقین کرکے جو ضبط پیدا ہوتا ہےہاں وہ بھی صبر کا باعث ہے جو سب قوموں میں سے کسی کسی آدمی کے درمیان پایا جاتا ہے پر مسیحی لوگوں کا ضبط کچھ اوربات

ہے جو نہائت محمود ہے اورناظرین کتاب ہذا کچھ تھوڑا سا فکرکے اس بات کو دریافت کرسکتے ہیں۔

چوتھا باب

قصائیص محمدیہ کےبیان میں

محمدی قصے قرآن میں کامل طورپر مذکورنہیں ہیں کسی کسی قصہ کا کہیں کہیں ٹکڑا ٹکڑا ملتا ہے اوروہ قصہ ان ٹکڑوں سے کامل نہیں ہوتا ہے محمدیوں نے اپنی حدیثوں اورروائتوں سے ان قصوں کے پورا کرنے میں بہت کوشش کی ہے اوربہت سی کتابیں اس باب میں تصنیف ہوگئی ہیں اس پر بھی ان لوگوں کو کوئی پورا قصہ صحت کےس اتھ نہیں ملا ہے۔ مگر میں ان قصوں کو جو اس باب میں بطورخلاصہ کے لکھتا ہے عبدوالواحد بن محمدن المفتی کی کتاب قصص الانبیاء سے لکھونگا جو اسوقت اس ملک کے سب لوگوں کو بآسانی ہر کہیں مل سکتی ہے اوراس کے مصنف نے کتب مذکورہ ذیل سے جو بہت معتبر کتابیں ہیں اپنی کتاب کو مرتب کیا ہے ۔ تیسیر، کشاف، کبیر، درُر، زاد المیسر، تبیان، جامع البییان، جلالین ، فشیری، مدارك ، نیشا پوری ، مغنی ، لباب ، عین المعانی ، ینابیع، بحر المواج، بیضاوی، معالم، وسیط، کواشی، عرایس، زاہدی، کشف الاسرار ، تفسیر یعقوب چرخی، حسینی، بستان فقیه، ابوللیث، معارج النبوت ، شفا قاضی عیاض، شواہد النبوت وغیرہ سے ۔

اس کے سوا یہ بات ہے کہ یہ قصے جو اس باب میں لکھے ہیں وہی ہیں جو اس وقت کے اوراگلے زمانہ کے بھی محمدی عالم اپنے وعظ ونصحیت میں لوگوں کو سناتے ہیں اورسنتا تھے۔

ہمیں ان قصوں کے دیکھنے سے بڑا افسوس آتا ہے کہ ان حدیثوں نے کیسی غلطی میں آدمیوں کو ڈالا ہے کہ وہ اصل مطلب کو چھوڑکر کہاں سے کہاں جا نکلے۔ اگرکوئی شخص ان قصوں کو صحت کے طورپر معلوم کرنا چاہے تو خدا کے کلام یعنی بائبل میں ملاحظہ کرے یا ایک کتاب جس کا نام مقدس کتاب کا احوال ہے اورجس میں تمام قصص کلام الہیٰ کے موافق خلاصہ کے طورپر لکھے ہیں غور سے دیکھے اورسارے محمدی قصے جو اس باب میں ہیں مقابلہ کرکے غلطی میں سے نکلے۔

قصہ آدم وحوا کا

جب خدا نے آدم کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو فرشتوں سے کہا میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں فرشتوں نے اس ارادہ پر اعتراض کرکے کہا کیا مفسد اورخونی کو پیدا کرنا چاہتا ہے جواب ملا تم اس بھید کو نہیں سمجھتے میں خوب جانتا ہوں اس کے بعد خدا نے ساری زمین کے ذروں سے ایک مشت خاک جبرئیل سے منگوائی پر زمین نے نہ چاہا کہ مجھ سے آدم پیدا ہو اوربعض اُس کی اولاد دوزخ میں جائے اس لئے جبرئیل خالی ہاتھ چلا گیا اسی طرح میکائیل اوراسرافیل بھی آئے اورزمین کا رونا دیکھ کر خالی ہاتھ چلے گئے آخر کو عزرائیل جان نکالنے والا آکر زبردستی زمین سے خاک لے گیا۔ تب خدا نے اپنے ہاتھ سے اس مٹی کا چالیس برس میں خمیر اٹھای حدیث میں ہے خمرت طینتہ آدم بیدی اربعین صلبحاً یعنی مجھے خدا نے آدم کی مٹی کو چالیس دن میں اپنے ہاتھ سے خمیر اٹھایا ہے۔

پھر چالیس برس تک اس خمیر پر خدا نے غم کے سمندرمیں سے پانی برسایا اسی واسطے سب آدمی غمگین رہا کرتے ہیں کہ اُن کے خمیرمیں خدا نے غم داخل کیا ہے۔ اس کے بعد آدم کا قالب بنا اورمکہ اورطایف کے درمیان رکھا گیا چالیس برس تک ہزارہا فرشتے اُسے دیکھنے کو آتے جاتے رہے مگر شیطان اسے دیکھ کر ٹھٹھ کیا کرتا تھا اس کے بعد خدا نے اس میں روح داخل کرنے کا ارادہ کیا مگر روح نے تین بارعذر کیا چوتھی بارزبردستی اس میں ڈالی گئی۔

پھر آدم کو آسمان پر بہشت میں لے گئے وہاں فرشتوں کا اورآدم کا امتحان ہوا خدا نے سب چیزوں کے نام فرشتوں سے پوچھے وہ نہ بتلا سکے لیکن آدم کو خدا نے سب چیزوں کے نام سکھلا رکھے تھے۔ اس لئے اس نے بتلادئیے (یہ آدم کا امتحان ممتحن کی رعائت سے اچھا ہوگیا)۔

پھر خدا نے عرش کے برابر ایک تخت رکھوا کر اس پر آدم کو بٹھلایا اورحکم دیا کہ سب فرشتے اسے سجدہ کریں پس سب نے سجدہ کیا لیکن شیطان نے سجدہ نہ کیا اس لئے ملعون ہوگیا اس نے عذرکیا کہ میں ناری ہوں اوروہ خاکی ہے (اور شائد یہ عذر بھی کیا ہو کہ خدا کے سوا دوسرے کو

سجدہ کرنا شرک ہے اے خدا تو بُت پرستی کرنے کا حکم کیوں دیتا ہے)۔

پر کوئی عذر سنا نہ گیا فوراً لعنت آپڑی تب شیطان نے عرض کی کہ مجھے قیامت تک رہنے دے اور ابھی دوزخ میں نہ ڈال پس خدا نے اُسے مہلت دی اور اس کی عرض قبول کرلی تب وہ بولا مجھے خدا کی قسم سارے آدمیوں کو گمراہ کرکے دوزخ میں لے جاؤنگا خدا نے کہا میرے خاص بندے گمراہ نہ ہونگے ۔ اس کے بعد بڑی دھو دھام سے آدم بادشاہوں کی طرح بہشت میں آیا وہاں طرح طرح کےمزے اور شراب کباب اور محل اور کھانے کپڑے وغیرہ موجود تھے پر کوئی عورت نہ تھی پس آدم اسی فکر میں سوگیا تب اُس کی بائیں پسلی سے خدا نے عورت بنائی اور وہ بہت خوبصورت تھی پھر خدا نے آدم اور حوا کا نکاح محمدی دستور کے موافق کردیا اور حضرت محمد پر درود پڑھنا اس کا مہر ہوا۔

پس آدم اور حوا بہشت میں خوشی سے رہتے اور سب چیزیں کام میں لاتے تھے اور انہیں حکم تھا کہ سب چیزیں کھانا مگر اس درخت سے نہ کھانا لیکن شیطان سانپ کے منہ میں بیٹھ کر بہشت میں گیا اور آدم وحوا کو بہکایا تب انہوں نے وہ درخت بھی کھالیا اور بہشت سے نکالے گئے زمین پر گرائے گئے یہاں آکر بچے جنے لگے اور بڑے غم میں رہے پھر خدا نے آدم کو چند کلمے سکھلائے ان کے وسیلہ اس کا گناہ معاف ہوا اور انُ کلموں کے بیان میں اختلاف ہے کہ وہ کیا کلمہ تھے بعض کچھ بتلاتے ہیں اور بعض کچھ ۔

لیکن توریت شریف میں لکھا ہے کہ وہ مسیح کی بشارت تھی کہ تیری نسل سے شیطان کا سر کچلنے والا پیدا ہوگا پس آدم کا بھروسہ اس شیطان کے سر کچلنے والے شخص پر جا ٹھہرا اور یہ بھروسہ مسیح پر ایمان اجمالی تھا اُسی سے آدم نے نجات پائی نہ قسم قسم کے لفظ پڑھنے سے ۔

پھر آدم دنیا میں ہزار برس جیا مگر کعب الاحبار کے قول کے موافق ۹۳۰ برس کی عمر پائی ہے جب پانچ برس کا تھا اور اولاد بہت ہوگئی تھی اس وقت وہ پیغمبر ہوا اس پر ایک کتاب نازل ہوئی جس میں چالیس صحیفے تھے اور کشاف میں ہے کہ دس کتابیں اس پر نازل ہوئیں اور ۴۸ حرف عربی کے بھی اس پر نازل ہوئے مگر اس پر سوائے احکام شریعت محمدیہ

کے علم طبعی وعلم ہند سہ او رعلم حساب وعلم طب وغیرہ بھی نازل ہوئے تھے اور جن بھوت کے تابع کرنے کے منتر جنتر بھی اُترے تھے اورجب قابیل ہابیل کو مارکرکسی سرزمین میں الگ جا بسا تھا اورآتش پرست ہوگیا تھا تو اُس وقت آدم بحکم الہیٰ اُسے نصیحت کرنے کو گیا تھا آدم نے اپنی اولاد کو ایک ہزارزبانیں مختلف سکھلائیں گویا اسی وقت سے زبانوں میں اختلاف ہے جب اس کے چالیس ہزاربچے پیدا ہوگئے اور وہ ہزاربرس کا ہوا تب اس کی موت آئی اسو قت ا س نے شیش کو بلاکرنصحیت کی۔

اول دنیا میں دل نہ لگانا۔

دوم عورت کی بات نہ ماننا۔

سوم ہرکام کا انجام سوچ لیا کیجیو۔

چہارم جس بات میں شک ہو اُسے چھوڑدیا کرنا۔

پنجم ہر کام میں یاروں سے مشورہ کرلینا اس کے بعد حضرت محمد کے اوصاف اوربزرگی کی بیان بھی سنایا کہ وہ سب پیغمبروں کے سردارہیں اُن کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ میں ایک گناہ کے سبب ایسی بلا میں مبتلا ہوا مگر حضرت محمد کی اُمت ہزارگناہ کرکے بھی بہشت میں جاسکتی ہے اس کے بعد ایک صندوق نکال لایا اورقفل کھول کر ایک کتاب نکالی اُس میں آدم سے لے کر بہ ترتیب سب پیغمبروں کا حال لکھا تھا پھر ابوبکر وعمر وعلی وحسن وحسین کا سب احوال سنایا پھر صندوق بند کرکے شیث کو دے دیا اورمرگیا اور محمدی دستورپر دفن ہوا اس کی قبرسراندیپ کے ملک میں ہے اوروہاں ایک درخت اُس کی قبرپرکھڑا ہے اُس کے ہرپتے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قدرت سے لکھا ہے بادشاہ لوگ وہاں سے پتے منگواکراپنے خزانوں میں رکھتے ہیں۔

اوروہی صندوق بنی اسرائیل میں نسلاً بعد نسلاً چلاآیا تھا۔

جنوں اورشیطان کا قصہ

نارسموم ایک بڑی آگ تھی اس میں روشنی اورتاریکی ملی ہوئی تھی روشنی سے فرشتے بنائے گئے اوراس تاریکی سے جس میں قدرے نوربھی تھا جنات پیدا ہوئے یہی شیاطین کہلاتے ہیں وہی ابتدا میں زمین پر رہتے تھے جب ثوابت کا ایک دورہ یعنی ۶ہزار تیس برس کا عرصہ پورا ہوتو وہ جنات شرارت کے سبب ہلاک کئے گئے تو بھی بعض جنات جونیک

چلن تھے باقی رہے اُن کو خدا نے نئی شریعت دی اورایک شخص اُن کا سردار مقرر ہوا اسی طرح ہر دورہ کے بعد شریر لوگ ہلاک ہوتے گئے اوراچھے جنات باقی رہتے گئے اُن میں بھی رسول آیا کرتے تھے جب چوتھا دورہ پورا ہوا خدا نے فرشتوں کو بھیجا انہوں نے آکر جنات کو قتل کیا مگر بعض جن پہاڑوں اورجنگلوں اورجزیروں میں بھاگ گئے اُن کے لڑکے بچے جو فرشتوں نے قید کئے تھے اُن میں سے ایک جن کا لڑکا جس کا نام عزازیل ہے فرشتوں کے ساتھ آسمان پر چلا گیا اوروہاں تعلیم پاکر ہوشیار ہوا اورعبادت بہت کرنے لگا پس عبادت کے سبب قید سے چھوٹا اورہر آسمان کے فرشتوں نے درجہ بدرجہ خدا سے سفارش کرکے ساتویں آسمان تک پہنچایا پھر بہشت کے درواغہ نے سفارش کرکے بہشت میں بلوایا وہ وہاں جاکر فرشتوں کا معلم بنا اورفرشتوں کو وعظ نصیحت کیا کرتا تھا اوراس کا ممبر خدا کے تخت کے نیچے تھا (مگر بعض محمدی اسکو اصلی فرشتہ کہتے ہیں)۔ اس اثنا میں اُن بھاگے ہوئے جنات کی اولاد پھر زمین پر زیادہ ہوگئی تب یہ عزازیل دنیاوی جنات کی تعلیم کے واسطے بطوررسول کے زمین پر آیا مگر نصیحت کرنیکے سبب اس کے ساتھی کئی ایک جنوں کے ہاتھ سے مارے گئے اس لئے عزازیل نے فرشتوں سے مدد لے کر جہاد کیا اوربہت جنات مارے گئے اُس وقت سے خدا نے اس شیطان کو زمین پر بادشاہ مقرر کردیا پر اُسے اپنی عبادت اورعلم کا غرور ہوگیا اوراسی وقت سے وہ لعنتی تھا مگر آدم کی نافرمانی کے وقت وہ لعنت ظاہر ہوئی ۔

میثاق کا قصہ

میثاق کے معنے عہد اور اقرار کے ہیں تفسیر مدارک میں ہے کہ خدا نے آدم کو پیدا کرکے بہشت میں داخل ہونے سے پیشتر بہشت کے دروازہ کے سامنے یہ اقرار لیا۔ یا مقام نعمان سحاب میں اقرار لیا وہ عرفات کے نزدیک مکہ میں ہے یا مقام نہار میں لیا جو ہندوستان میں کوئی جگہ ہے اور معالم میں ہے کہ بقول امام کلبی مکہ اورطائف میں یہ اقرار لیا گیا مگر معارج النبوت میں ہے کہ بہشت سے نکلنے کے بعد یہ اقرار لیا گیا اورصورت اقرار کی یوں ہوئی کہ جب آدم مکہ میں حج کرنے کو گیا تھا تو کوہ عرفات کے پیچھے وادی نعمان میں سوگیا خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ اُس کی پشت پر لگایا فوراً

تمام آدم زاد جو آدم کے عہد سے قیامت تک پیدا ہونگے سب کے سب بشکل چیونٹی ترتیب تولید کے موافق باہر نکل پڑے اوراُسی وقت جوان باعقل بالغ ہوگئے تب خدا نے سب سے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں وہ بولے ہاں تو ہمارا رب ہے پس اقرار یہ تھاکہ میں تمہارا خدا ہوں تم میرے بندے ہو اورسب نے قبول کیا اوریہ اقرار خدا نے آدمیوں سے لے کر اُس کا لے پتھر کو جو کعبہ میں ہے سپرد کردیا اور خدا نے سب سے کہا کہ تم مجھے اس وقت سجدہ کرو اورکالے پتھر کے ہاتھ لگاؤ مگر بعضوں نے سجدہ کیا اوربعض نے نہ کیا یہ پہلا سجدہ ہوا پھر دوسرے سجدہ کے وقت بعض نے جو پہلے نہ کیا تھا پچھتا کر دوسرا سجدہ کیا اوراُن میں سے بعض نے جو پہلے کیا تھا دوسرا نہ کیا اس لئے چارقسم کے لوگ ہوگئے اوّل جنہوں نے ہر دوسجدے کئے وہ ایماندار ہوکر جیتے اورایمان سے مرتے ہیں۔

دوم وہ جہنوں نے نہ پہلا کیا نہ دوسرا وہ جیتے مرتے کافرہیں۔

سوم وہ جنہوں نے پہلا سجدہ کیا اوردوسرا نہ کیا وہ ایماندارہوکر جیتے ہیں پرکافر مرتے نہیں۔ چہارم وہ جنہوں نے پہلا نہ کیا پر دوسرا کیا وہ کافر ہوکر جیتے ہیں اورایمان سے مرتے ہیں۔ اس کے بعد سب طرح کے کام اورپیشے اورہنر جو دنیا میں ہیں دکھلائے گئے جس نے جو پسند کیا وہ اس کا کام ہوگیا پھر سب پردہ غیب میں غائب ہوگئے یا آدم کی پشت میں پھر گھس گئے جہاں سے نکلے تھے گویا ایک جنم لے چکے اب دوسرے جنم میں اسی معاملہ کے موافق ہوکر مرتے جاتے ہیں۔

شیث کا قصہ

آدم کے بعد شیث پیغمبر ہوا آدمیوں اورجنوں پر اُس کا حکم تھا اُس کی شریعت مثل شریعت آدم کے تھی اوراس پر پچاس کتابیں نازل ہوئیں اُن میں علم حکمت اورریاضی یعنی ہندسہ ، ہیت حساب اورعلم موسیقی اورعلم الہیٰ اورعلم صنائیع مشکلہ مثل اکسیر وکیمیاگری وغیرہ کے مرقوم تھا اور شیث ملک شام میں رہتا تھا جب اُس نے شادی کرنا چاہا تو ایک نہائت خوبصورت عورت سے جو مثل حوا کے تھی اُس کا

نکاح ہوا اورایک یاقوت وزمرد کے بُرج میں اُس نے اُس کے ساتھ خلوت کیا۔

اسی وقت نورمحمدی اُس عورت کے شکم میں آیا بعض کہتے ہیں که وہ عورت جنات میں سے تھی اوراُس سے انوش پیدا ہوا اورشیث سات سو برس کا ہوکر مرگیا اس کا بیٹا انوش جب نوے برس کا ہوا اس سے قینان پیدا ہوا اورانوش ۹۰۵ برس کا ہوکر مرگیا جب قینان ۷۰ برس کا ہوا اس سے مہلا ایل پیدا ہوا وہ ۸۴۰ یا ۹۱۰ برس کا ہوکر مرا یہ مہلایل ملک بابل میں آبسا تھا او شہر سبوس اُس نے بنایا اُس کے دوبیٹے پیدا ہوئے بیازا واخنوخ۔

قصه ادریس

اخنوخ کو ادریس کہتے ہیں اس کے زمانه میں بُت پرستی کا شروع ہوا مگرپہلے بیان ہوچکا که قابیل آتش پرست ہوگیا تھا) اورکلام الہیٰ سے ظاہر ہے که طوفان کے بعد دنیا میں بُت پرستی جاری ہوئی پہلے بُت پرستی نه تھ مگر نفسانی خواہشوں کی لوگ پیروی کرکے ہلاک ہوئے تھے ۔ ادریس پر تیس کتابیں نازل ہوئیں او رعلم نجوم اس نے ظاہر کیا سب سے پہلے قلم سے خط اس نے لکھا مگر ۴۸ حرف آدم پر نازل ہوئے تھے) انگریزی کا پیشه اورہتھیار بنانے کا طوراورجہاد میں غلام پکڑنے کا دستوراسنے نکالا اور روئی کا کپڑا اس نے نکالا اوروہ جیتے جی بہشت میں اٹھایا گیا۔

ہاروت ماروت کا قصه

ادریس کے زمانه میں فرشتوں نے خدا سے کہا که تونے آدمیوں کو کیوں پیدا کیا دیکھ وہ کیسے گناہ کرتے ہیں اگر ہم دنیا میں بجائے آدمیوں کے ہوتے تو گناہ نه کرتے خدا نے کہا اگر تمہارے اندرشہوت اورہوائے نفس ہوتو تم بھی گناہ کروگے وہ بولے ہم ہرگز نه کرینگے غرض دو فرشتے جن کانام ہاروت وماروت ہے آزمائش کے لئے کمربسته ہوئے اورزمین پرآئے دن بھر زمین پر رہتے تھے رات کو اسم اعظم کے وسیله آسمان پر اڑجاتے تھے ایک دن ایک بڑی خوبصورت عورت جس کا نام زہرہ تھا اُن کے سامنے آئی وہ عاشق ہوگئے عورت بولی اگرمیرے بُت کو سجدہ کرواورمیرے خصم کو قتل کرو اور مجھے اسم اعظم سکھلاؤ اورایک پیاله شراب کا پی لو تو تمہاری ہونگی غرض اُنہوں نے سب کچھ کیا وہ عورت بعد زنا

کے اسم اعظم کے سبب آسمان کو اڑگئی اور ستارہ بن کر آج تک زہرہ ستارہ کہلاتی ہے مگر وہ فرشتے گناہ کے سبب اڑ نہ سکے ۔ غرض وہ فرشتے بابل میں کسی کوئے کے اندر بند ہیں اوراُن کو بڑی مار پڑتی ہے وہ قیامت تک مار کھائینگے بعد قیامت کے بہشت میں چلے جائینگے کیونکہ اُن کا عذاب دنیا میں پورا ہوجائے گا ۔ کہتے ہیں کہ ایک محمدی شخص اُس کنوئے پر گیا تھا جب اُس نے اندر جھانک کر دیکھا تو اُن کو بڑے عذاب میں پایا اندر سے فرشتے بولے تو کون ہے جو اوپر سے دیکھتا ہے وہ بولا آدمی ہوں حضرت محمد کی اُمت کا تب وہ فرشتے بڑے خوش ہوئے اور کہا کہ حضرت محمد دنیا میں پیدا ہوگئے ہیں کہا ہاں تو کہنے لگے کہ اب مخلصی کا دن نزدیک آیا کیونکہ آخری پیغمبر دنیا میں آگیا۔ کہتے ہیں کہ لوگ اُس کنوئے پر جاکر اُن فرشتوں سے جادوگری سیکھا کرتے ہیں چنانچہ قرآن میں بھی ذکر ہے۔

قصہ نوح

نوح بڑا پیغمبر تھا اُس کے زمانہ میں کفر بہت پھیل گیا اور قابیل کی اولاد بُت پرست ہوگئی اُن کے پاس پانچ بُت تھے ودمرد کی شکل سواع عورت کی صورت یغوث گائیں کی شکل یعوق گھوڑے کی صورت نسر کرگس کی مانند۔ مگر زیادہ مشہور بات یہ ہے کہ یہ پانچ یعنی ودسواع یغوث یعقوق ، نسر پانچ نیک آدمی تھے جو آدم اور نوح کے درمیان کسی وقت ہونگے لوگ پیروں کی طرح ان کی تعلیم تعظیم کرتے تھے جب وہ مرگئے تو اُن کی شکلیں پتھر کی بنا کر لوگ پوجنے لگے اور عرب میں بھی انہیں پانچ بُتوں کی پرستش کی جاتی تھی۔

کہتے ہیں کہ شیث کی اولاد جو خدا پرست تھی وہ کوہستان میں رہتی تھی اور قابیل کی اولاد شہروں میں بستی تھی قابیل کی اولاد میں عورتیں حسین اور خوبصورت تھیں پس ان خوبصورت بُت پرست عورتوں سے شیث کی اولاد نے میل ملاپ کیا اس لئے اُن میں بھی بُت پرستی پھیل گئی۔ نوح ان سب بُت پرستوں کو منع کرتا تھا پر وہ نہ مانتے تھے بلکہ نوح کو بہت دکھ دیتے تھے ۔ پس نوح نے اُن کو بد دعا کی خدا نے وعدہ کیا کہ میں اُن کو طوفان سے ہلاک کرونگا اور نوح کو کشتی بنانے کا حکم دیا اُس نے سال کی لکڑی سے کشتی بنائی ٦٦٠ گز لمبی ٣٣٣ گز چوڑی اُس میں تین طبقے تھے نیچے چارپایوں

کا بیچ میں پرندوں کا اوپر آدمیوں کا طبقہ تھا۔ کشتی کے
تختوں پر سارے پیغمبروں کے نام اور حضرت محمد اوراُن کے
چارخلیفوں کے نام بھی لکھے تھے مگر طول عرض میں اختلاف
ہے کہ کس قدر تھا۔ ہر جانور کا جوڑا بحکم الٰہی اُس میں آیا اور
شیطان بھی گدھے کی دم پکڑ کر اُس میں جا بیٹھا نوح نے اُسے
سمجھایا کہ توتوبہ کر اُس نے کہا کہ میری توبہ قبول نہ ہوگی
آدم کی لاش کا صندوق بھی نوح نے قبر نکال کر کشتی میں رکھ
لیا تھا خدا نے کہا اگر شیطان آدم کے صندوق کو سجدہ کرے
تو اُس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے مگر شیطان بولا کہ جس
وقت آدم جیتا تھا تو میں نے اُسے سجدہ نہ کیا اب اُس کی مٹی
کو کیوں سجدہ کروں پس نوح چپ کر گیا۔ پھر کشتی کے
درمیان ۸ یا ۱۰ یا ۲۰ یا ۷۸ یا ۸۰ شخص بیٹھ گئے مگر نوح کا ایک
بیٹا جس کا نام کنعان تھا نوح کے ساتھ کشتی میں نہ آیا وہ
کافروں کے ساتھ مرا اس کے بعد طوفان آیا اورچالیس دن
رات پانی برسا ایک برس کا کھانا اُس میں تھا سب کھاتے پیتے
رہے۔ اور دوگوہر نورانی آسمان سے آئے تھے وہ کشتی میں
سورج وچاند کا کام دیتے تھے لیکن کشتی میں گندگی بہت جمع
ہوگئی تھی اوربڑی بد بو اٹھی نوح پر وحی آئی کہ ہاتھی کی دُم
کو ہاتھ لگا جب اُس نے ہاتھ لگایا فوراً ایک سور اورایک
سورنی اُس دم میں سے نکلی اورسب گندگی کھاگئی۔ حکم تھا
کہ کہ کوئی جاندار کشتی میں اپنے مادہ سے ہمبستر نہ ہو مگر
چوہے نے نہ مانا اورچوہی سے مل گیا اس لئے بہت چوہے
ہوگئے اورکشتی میں سوراخ کرنے لگے تب خدا نے کہا کہ شیر
کے ماتھے پر ہاتھ لگا جب ہاتھ لگایا فوراً بلیاں نکلیں اور
چوہوں کو کھاگئیں کشتی پانی پر چھ مہینے تک پھرتی رہی
جب طوفان تمام ہوا تو وہ کوہ جودی پر کشتی ٹھہری اورایک
مہینے تک وہاں رہے تب نوح نے ایک کاگ اڑایا کہ خشکی کی
خبر لائے مگر وہ کم بخت کاگ مردار کھانے لگ گیا کشتی میں
خبر لے کر نہ آیا تب اُس نے کبوتر کو اڑایا وہ زیتون کا پتہ منہ
میں لایا جب زمین خشک ہوگئی نوح اُترا اورایک شہر بنایا
جس کو سوق الثمانین کہتے ہیں وہاں نوح کے سب ساتھی
مرگئے صرف نوح اوراُس کے لڑکے اورجورو یعنی آٹھ شخص
باقی رہے ۔ تب نوح نے عراق اورفارس وخراسان کا ملک
اپنے بیٹے سام کو بخشدیا اورحبش وہندوستان حام کو دیا اور

چین وترکستان یافت کو دیا پھر نوح مرگیا ۱۵۰ برس کی عمر میں پیغمبر ہوا ۹۵۰ برس نصیحت کرتا رہا پھر طوفان کے بعد ۶۰۰ برس اورجیا ساری عمر اُس کی ۱۷۰۰ برس کی ہوئی اوربعض ۱۵۰۰ برس کی بتلاتے ہیں۔

نوح کے بعد سام پیغمبر ہوا اور ۵۰۰ برس کا ہوکر مرگیا اُس کی اولاد میں اکثر پیغمبر اوراولیاء وحکماء وسلاطین پیدا ہوتے ہیں۔

قصہ عوج بن عنق کا

عوج آدم کا نواسا تھا اُس کی ماں جو آدم کی بیٹی تھی اس کا نام عنق تھا جب کشتی تیار ہوئی تو عوج نوح کے پاس آیا اور کہا مجھے بھی کشتی میں بٹھلا نوح نے کہا کافر کے لئے کشتی میں جگہ نہیں (مگر شیطان جو کافروں کا باپ ہے اس کے لئے کشتی میں جگہ تھی) پس عوج لاچار ہوکر چلا گیا۔ ساری دنیا غرق ہوکر مرگئی مگر عوج نہ مرا۔ معالم میں ہے کہ طوفان کا پانی پہاڑوں پر چالیس گز تک چڑھا تھا پر عوج ایسا لمبا تھا کہ وہ پانی اُس کے زانو تک بھی نہ آیا اُس قدر ۳۳۳۳ گز سے کئی مشت زیادہ تھا بادل اُس کی کمر تک آتے تھے سمندر کی تھاہ میں ہاتھ ڈال کر مچھلیاں پکڑتا تھا اورآسمان کے طرف سورج کے نزدیک ہاتھ بڑھاکر کباب کرلیتا تھا اورکہا جاتا تھا کہ یہ اکیلا طوفان میں بچا اورموسیٰ کے زمانہ تک جیا بلکہ موسیٰ کے ہاتھ سے مارا گیا اس کی عمر ۳۶۰۰ برس کی ہوئی اُس کی ماں بھی بڑی موٹی تھی ایک جریب زمین پر بیٹھتی تھی اُس کی ہرانگشت ۳ گز کی تھی اوردودو ناخن ہرایک انگشت پر مثل دودرانتے کے تھے اورسب عورتوں میں جو بدکار ہیں وہ پہلی عورت ہے۔

قصہ ہود کا

ہود ایک پیغمبر تھا سام کی دوسری یا چھٹی پشت میں اس کا نسب نامہ ملتا ہے اورسام کی چوتھی پشت میں ایک اور شخص تھا جس کا نام عاد تھا اس کی اولاد بکثرت تھی اوران کو قوم عاد کہتے تھے اوروہ بڑے طویل لوگ تھے زیادہ سے زیادہ ۶۰ گز یا سو یا ۱۲۰ گز لمبے تھے اورکم سے کم ۱۲ یا ۶۰ یا ۸۰ گز کے ہوتے تھے شہر حضرموت سے عمان تک وہ رہتے تھے اوربُت پرست تھے حضرت ہود انہیں نصیحت کرنے کو آئے پر انہوں نے ہود کی بات پر یقین نہ کیا توبھی بعض اشخاص ایمان لائے پر

کافروں نے ہود کو قتل کرنا چاہا اس لئے ہود نے بددعا کی تو پانی برسنا بند ہوگیا اور سب چشموں اور کوؤں کا پانی بھی خشک ہوگیا ۳ برس یا ۷ برس قحط میں مبتلا رہے آخر کو انہوں نے لاچار ہوکر مکہ کی طرف جہاں عمالیق بستے تھے ایک جماعت کو روانہ کیا تاکہ مکہ میں جاکر پانی کے لئے دعا کریں پس اس جماعت نے مکہ میں آکر قربانی کی اوراس کا سردارجس کا نام قیل تھا دعا کرنے لگا اُس وقت تین بادل مکہ میں آئے سفید اور سیاہ اورسرخ اورآواز آئی کہ اے قیل تو کونسا بادل پسند کرتا ہے کہ تیرے ملک پر بھیجا جائے اس نے کہا سیاہ پس سیاہ بادل اس طرف روانہ ہوا ہود اس بادل کود یکھ کر ایک دائرہ میں اپنے لوگوں کو لے بیٹھا یا کسی جزیرے میں چلا گیا تب اُس بادل سے سانپ اوربچھو اس قدر نکلے کہ اس قوم کے سب راستے بند ہوگئے اورہوا ایسی تند چلی کہ اُن کے سب گھر گرپڑے اس طرح سب ہلاک ہوئے۔

قصہ شدید وشداد کا

عاد مذکور کے دوبیٹے تھے شدید شداد یہ دونوں بادشاہ ہوئے تھے شدید سات برس کے بعد مرگیا اور شداد دو سلطنتوں کا مالک ہوا اور وہ کیمیا گربھی تھا۔ ہود اس کے پاس آیا اور کہا خدا نے تجھے ہزاربرس کی عمردی ہے اورہزار خزانے بخشے اورہزار عورتیں تجھے ملیں اورہزار لشکر بھی تونے مارے اب ایمان لا تاکہ اس کا دونا تجھے ملے اوربعد موت کے بہشت میں جائے اس نے کہا میں آپ ایک بہشت بناسکتا ہوں مجھے خدا کی بہشت کی حاجت نہیں ہے پس اس نے زمین عدن میں ایک بہشت بنایانہائت نفیس اوربہت سے بادشاہوں نے اس امر میں اس کی مدد کی جب وہ تیارہوا اورخوبصورت لڑکے اورلڑکیاں بجائے حورغلمان کے اس میں چھوڑے گئے تب وہ اپنا بہشت دیکھنے کو آیا مگر اندر داخل نہ ہونے پایا کہ عین دروازہ پر فرشتے نے اُس کی جان نکالی وہ اپنے بہشت کی سیرنہ کرسکا یہ شداد بڑا کافر تھا خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ خدا نے اس بہشت کو پسند کرکے آسمان پر اٹھالیا مگر صحیح یہ ہے کہ وہ برباد ہوا یا زمین نگل گئی اورہو دبھی ۴۶۴ برس کا ہوکر مرگیا۔

قصه صالح پیغمبر کا

صالح پیغمبر نوح کی پانچویں یا نویں پشت میں پیدا ہوا
اور قوم ثمود کو جو اُسی کے خاندان سے تھی ہدائت کرتا تھا پر
وہ جانتے تھے آخر کو اس قوم نے صالح سے کہا کہ اگر اس بڑے
پتھر میں سے ایک اونٹنی ابھی نکلے اور فوراً باہر آکر ایک بچہ
دے تو یہ معجزہ دیکھ کر ہم ایمان لائینگے پس صالح نے دعا
کی اور اُن کی خواہش کے موافق اونٹنی نکلی جو ایک پہلو سے
دوسرے پہلو تک ۱۲۲ گز کی تھی اور اس نے اپنے برابر کا ایک
بچہ اسی وقت جنا پر لوگ یہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے بلکہ
اسے جادوگر بتلایا مگر تھوڑے سے آدمی ایمان بھی لائے۔

اب وہ اونٹنی جنگل میں معہ بچہ کے چرا کرتی تھی اور
تمام جنگل کا گھاس کھا جاتی تھی اور وہاں ایک ہی کنواں تھا
جس سے سات قبیلہ پانی پیتے تھے مگر وہ اونٹنی سارا پانی ایک
ہی دن میں پی جاتی تھی اس لئے لوگ دکھ میں پڑگئے آخر کو
یوں ٹھہری کہ ایک روز سب لوگ پانی بھریں اور ایک روز
اونٹنی پیئے وہ سب اس فیصلہ پر راضی ہوئے۔ مگر اونٹنی جو
دوسرے روز ایک کنوا پیتی تھی اسی قدر دودھ بھی دیتی تھی
اور سب شہر والے اس کے دودھ سے مشکیں بھر بھر
لے جاتے تھے اور اس کا گھی اور پنیر اور اُون فروخت کر کے
بڑے دولتمند بھی ہوگئے تھے چار سو برس اسی طرح اونٹنی
سے فائدہ اٹھایا۔ لیکن تکلیف یہ تھی کہ جو ایک پہاڑ سا پھرتا
تھا ڈر ڈر کر نہائت لاغر ہوگئے تھے اور بھاگتے پھرتے تھے۔ وہاں
وہ خوبصورت عورتیں بھی تھیں اُن کے بہت مویشی تھے اس
لئے وہ اس اونٹنی سے تکلیف رسیدہ تھیں اتفاقاً اُن عورتوں
کے عاشق دو شخص بدکار وہاں آئے عورتوں نے اُن سے کہ
کہ ہم تم سے نکاح کرینگی اگر تم اس اونٹنی کو مار ڈالو پس وہ
دونوں شراب میں بدمست ہوکر کنوئے پر آئے جب اس
اونٹنی نے کنوئیں میں گردن ڈال کر پانی پینا شروع کیا اُن
شخصوں نے اُس کے پیر کاٹ ڈالے اور فوراً مار لیا اور گوشت
تقسیم کر کے فوراً کھالیا اُس کا بچہ بھی یا تو مار کھایا اُسی پتھر
میں گھس گیا یا آسمان پر اڑ گیا۔ تب صالح نے خبر دی کہ تین
روز بعد خدا کا قہر تم پر آئے گا پہلے دن زرد دوسرے دن سرخ
تیسرے دن سیاہ تمہارے منہ ہونگے اس کے بعد تم سب مر
جاؤ گے پس اسی طرح ہوا کہ تیسرے دن جبرئیل نے آکر

ایک ایسی چیخ ماری کہ خوف کے مارے سب کی جان نکل گئی۔

قصہ ابراہیم

ابراہیم ہود کی پانچویں پشت اورسام کی چھٹی پشت میں ہے نمرود بادشاہ کےعہد میں تھا ۔ چار بادشاہ ایسے ہوئے ہیں کہ ساری زمین پر اُن کی سلطنت تھی اُن میں دو ایماندار اوردوکافر تھے ایک سکندردوسرا سلیمان تیسرا بخت نصر چوتھا نمرود پر بعض بجائے نمرود کے شداد کو بڑا بتلاتے ہیں نمرود کی مملکت میں جادوگری اورشعبدہ بازی کا بڑا چرچا تھا جس جگہ اُس کی دارالسلطنت تھی وہاں پرکسی موذی جانوروحشرت الارض کوبھی دخل نہ تھا اُس نے کسی شہر کے دروازہ پر ایک حوض بنایا تھا سال میں ایک دفعہ وہاں معہ رعیت کے آتا تھا کہ جو کوئی آئے اپنے واسطے کچھ پینے کی چیز ساتھ لائے جب وہ آتے اپنے اپنے مشروبات ہمراہ لاتے تو حکم دیتا تھا کہ سب لوگ اپنا مشروب اُس حوض میں ڈال دیں تاکہ سب مشروبات آمیزہوجائیں بعد اس کے کھانا کھلاکر راگ سنواتا تھا پھر حکم دیتا تھا کہ حوض میں سے شراب نکال کر سب کو دیں جب وہاں سے شراب نکالتےتو ہرایک کا مشروب قدرت سے جداجدا ہوکرنکل آتا تھا یہ اس کا معجزہ تھا۔ اورایک اورحوض تھے اس میں زمین کے سارے شہر دکھلائی دیتے تھے جس شہر پر خفا ہوتا تھا اُسی حوض سے پانی نکال کر اُسے غرق کردیتا تھا۔اوراُس کے شہر کے دروازہ پرطلسم کی ایک بطخ بنی ہوئی تھی جب کوئی اجنبی مسافرشہرمیں آتا وہ بطخ چلاتی تھی فوراً عہداروں کو اطلاع ہوجاتی تھی کہ کوئی اجنبی شخص شہرمیں آیا ہے۔ ہر شہر کے دروازہ پرایک طلسم کا طبلہ رکھا تھا جس کے گھر میں چوری ہوجاتی تھی وہ آکر طبلہ بجاتا تھا تب اُس طبلہ سے آوازنکلتی تھی کہ تیرا مال فلاں جگہ رکھا ہے اورفلاں شخص نے چورایا ہے پس چورفوراً گرفتارہوجاتا تھا۔ اورہر شہر کے دروازہ پر ایک ایسی عجیب چیز بنا رکھی تھی کہ اگر کوئی شخص مفقود یعنی گم ہوجاتا اوراُس کا پتہ نشان نہ ملتا تواس چیز کے سامنے ایک عورت کو لیجاتے تھے اوراُس سے اس گم شدہ کانشان پوچھتے تھے تو فوراً معلوم ہوجاتا تھا۔

جب نمرود شہر سے باہر آتا تھا تو اُس کا تخت چار بُرجوں پر چاروں پائے ٹیک کر رکھا جاتا تھا اور وہ چار برُج دیبائی روم اور جواہرات سے آراستہ تھے (دیبائی روم اُس عہد میں کہاں تھی) اور سونے کی رسیوں سے کھینچے رہتے تھے اس پر نمرود بیٹھتا تھا جب اُس نے ایک ہزار سات سو برس سلطنت کی تو اُس نے خدائی کا دعویٰ شروع کیا اور اپنی تصویرات اطراف عالم میں بھیجیں تاکہ لوگ اُن کی عبادت کریں۔

ایک روز نمرود بادشاہ نے شہر بابل میں ایک خواب دیکھا کہ ایک ستارہ نکلا اور اُس کی روشنی سے سورج وچاند نابود ہوگئے اُس نے بیدار ہوکر نجومیوں سے تعبیر پوچھی وہ بولے کہ بابل کی مملکت میں ایک لڑکا تولد ہوگا اور وہ تجھے وتیری مملکت کو ہلاک کرے گا۔

پس اُس نے حکم دیا کہ کوئی مرد عورت سے ہمبستر نہ ہو اور جو پہلے کی حاملہ عورتیں ہیں جب جنیں تو لڑکے قتل ہوں اور لڑکیاں چھوڑی جائیں اس حکم سے ایک لاکھ لڑکے قتل ہوئے ۔ پھر نجومیوں نے خبر دی کہ آج رات کو وہ لڑکا حمل میں آنے والا ہے اس لئے حکم ہوا کہ آج رات کو سب مرد شہر سے باہر چلے جائیں تاکہ کوئی عورت سے ہمبستر نہ ہو اور عورتیں شہر میں اکیلی رہیں اور دروازوں پر پہرے رہیں جب یہ ہوا تو عورتیں شہر کی اُس رات گلیوں میں کھیلتی پھرنے لگیں۔ جس دروازہ پر آذر کا پہرہ تھا وہاں اُس کی جورو آپہنچی اور اپنے خصم سے چُپ چاپ ہمبستر ہوکر چلی گئی اُس کے شکم میں حضرت ابراہیم آگئے والدہ نے حمل کو چھپایا جب تولد ہوئے تو پوشیدہ پرورش کی گئی جب بڑے ہوئے اول والدین سے بُت پرستی کے ابطال میں بحث کرنے لگے اور بُتوں کی مذمت سنانے اور بُت پرستوں کو گالیاں دینے لگے آخر کو یوں ہوا کہ اُن کے بُت خانہ میں ۷۲ بُت تھے جن کی پرستش سب لوگ کرتے تھے ایک دن وہ سب کسی میلہ میں باہر جانے لگے ابراہیم سے کہا کہ تو بھی چل وہ نہ گیا مگر جھوٹ بول کر کہا کہ میں بیمار ہوں جا نہیں سکتا تم جاؤ جب وہ گئے ابراہیم نے کلہاڑے سے سب بُت توڑڈالے لیکن بڑے بُت کو نہ توڑا بلکہ وہ کہلاڑا اُس کی گردن پر رکھ دیا تاکہ معلوم ہو کہ بڑے نے سب کو توڑا ہے جب وہ آئے

اورابراہیم نے انہیں الزام دیا کہ بڑے نے سب کو توڑا ہے تو
وہ لوگ ابراہیم کو نمرود کے پاس پکڑ کر لے گئے ابراہیم نے
جاکر دستور کے موافق نمرود کو سجدہ نہ کیا جب اُس نے
سجدہ نہ کرنے کا باعث پوچھا تو کہا میں خدا کے سوا کسی کو
سجدہ نہیں کرتا اُس نے کہا تیرا خدا کون ہے وہ بولا جو مارتا
اورجلاتا ہے نمرود نے کہا میں مارتا اورجلاتا ہوں اور قید
خانہ سے دوقیدی بلا کر ایک کو قتل کیا ایک کو چھوڑ دیا یہ
دکھلانے کو کہ میں مارتا اورجلاتا ہوں تب ابراہیم نے کہا
خدا تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال کر
دکھلا پس نمرود لاجواب ہوگیا اورابراہیم کو غصہ میں آکر
جلتے تنوریں ڈال دیا لیکن خدا نے اسے بچایا پر نمرود نے
ابراہیم کو قید میں رکھا چالیس دن سے لے کر سات برس تک
مختلف روایات کے موافق اس عرصہ میں شہر کوفے کے
پاس اُس گاؤں کے قریب جس کا نام کوثی تھا چارکوس مربع
میں ایک چاردیواری بنائی گئی جس کی دیوار سوگز یا ساٹھ گز
بلند تیس گز طویل بیس گز کے عرض کی تھی اُس میں ایک
مہینے تک لکڑیاں بھریں اوربہت سا تیل بھی ڈالا اورشیطان کے
بتلانے سے ایک منجنیق بنائی گئی تاکہ ابراہیم کو اُس میں
بٹھلا کر آگ میں پھینک دیں پھر نمرود نے ابراہیم کو اپنے
کپڑے پہنائے اس لئے کہ اگر نہ جلا تو لوگ سمجھیں گے کہ
نمرود کے کپڑوں کی برکت سے بچ رہا ہے پس ابراہیم کو آگ
میں ڈالا خدا نے آگ کو سرد کردیا لیکن نمرود کے کپڑے اور
بیڑیاں جل گئیں ۔ جب یہ معجزہ ہوا تو نمرود نے ابراہیم کو
آگ سے باہر بلالیا اورچار ہزار گائیں خدا کے سامنے نمرود نے
قربان کیں پر مسلمان نہ ہوا لیکن بعض اشخاص ایمان لائے
ایک نمرود کی بیٹی دوسرا لوط ابراہیم کا بھتیجا اورتیسری
سارہ ابراہیم کی بھتیجی۔ اس کے بعد ابراہیم نے نمرود کی بیٹی
کا نکاح اپنے بیٹے مدین سے کردیا اُس سے نسلاً بعد نسلاً بیس
پیغمبر پیدا ہوئے ۔ جب نمرود ابراہیم کو جلا نہ سکا اوراس
کا فروغ ہوتا دیکھا تو اُسے معہ اُس کے مومنین کے شہر بابل
سے نکال دیا وہ ملک شام کی طرف چلا راہ میں سارہ سے نکاح
کیا اور ۲۰ دھرم کو ایک گدھا مول کے کر اس پر سارہ کو سوار کیا
اورچل نکلا اس وقت ابراہیم ۷۵ یا ۸۳ برس کا تھا ۔ ایک
روائت ہے کہ سارہ کسی بادشاہ کی بیٹی تھی جب ابراہیم بابل

سے شام کو جاتا تھا راہ میں کوئی شہر ملا وہاں کے سب لوگ اچھی پوشاک پہن کر باہر چلے جاتے تھے جب ابراہیم نے ان کا حال پوچھا وہ بولے ہمارے بادشاہ کی ایک خوبصورت بیٹی ہے اور وہ شادی نہیں کرتی کہتی ہے کہ سب لوگ میرے سامنے اچھی پوشاک پہن کر حاضر ہوں تاکہ جسے پسند کروں اُس سے شادی کروں پس ابراہیم بھی اُن کے ساتھ ملکہ کے سامنے گیا اُس نے ابراہیم کو پسند کیا اورنکاح کرکے اُس کے ساتھ مصر کو چلے گئے وہی سارہ تھی پر مصر کے بادشاہ نے اُسے لینا چاہا اس لئے اُس کے سات عضو خشک ہوگئے اور اندھا ہوگیا پھر ابراہیم کی دعا سے صحت پائی اور اپنا نصف مال اورایک لونڈی ہاجرہ اُن کو بخشدی وہ بھی ابراہیم کی جورو ہوئی۔

بُرج بابل کا قصہ

جب نمرود نے ابراہیم کو آگ میں ڈالا اوروہ نہ جلا بلکہ بچ کر شام کی طرف چلا گیا تو نمرود نے کہا ابراہیم کا خدا بڑا بزرگ ہے جس نے اُسے بچالیا میں چاہتا ہوں کہ آسمان پر جاکر اُسے دیکھو اس لئے اُس نے ایک مینار بابل میں بنایا تاکہ اُس پر چڑھ کر آسمان پر جائے اورخدا کو دیکھے جب اُس پر چڑھا تو آسمان اسی قدربلند نظرآیا جس قدرزمین پر سے نظر آتا تھا حالانکہ وہ مینار پانچ ہزار گز یا دوفرسخ بلند تھا۔ تب خدا نے ایک ہوا چلائی جس سے وہ مینار نمرودیوں پر گر پڑا اورایک ایسی آواز کہ سب لوگوں کی زبان بدل گئی اور ۷۲ زبانیں دنیا میں پیدا ہوگئیں۔

اس وقت نمرود بہت غصہ ہوا اورکہا کہ میں اس خدا سے لڑائی کرونگا پس اُس نے چارکرگس یا گدہ پالے اورایک بڑے سے صندوق کے چارکونوں پر چارنیزے کھڑے کئے ہر نیزہ پر ایک گوشت کی ران لٹکائی اورچاروں گدہ صندوق کے چاروں پایوں سے باندھے جب وہ گدِہ نیزوں پر گوشت دیکھ کر کھانے اڑے تو صندوق آسمان کی طرف چلا اُس صندوق میں نمرود اورایک شخص بیٹھے تھے دونوں خدا سےلڑنے کو آسمان پر چلے ایک رات دن برابر چلے گئے جب اوپر کا دروازہ کھول کر دیکھا تو آسمان اسی قدربلند تھا جتنا زمین سے ہے تب نمرود نے غصہ ہوکر آسمان کی طرف ایک تیر مارا خدا نے اس تیر کو مچھلی کے خون میں ڈبا کر صندوق میں واپس

ڈال دیا تب نمرود خوش ہوا کہ میں نے خدا کو مارلیا تب الٹے گوشت لٹکائے اورنیچے اترا۔ پھر جب ابراہیم سے ملاقات ہوئی تو نمرود نے کہا کہ میں نے تیرے خدا کو مار ڈالا ابراہیم بولا خدا کو کوئی نہیں مارسکتا نمرود بولا اس کے پاس کتنی فوج ہے ابراہیم نے کہا بے شمار لشکر ہے اُس نے کہا بھلا اپنے خدا کی ساری فوج بلا کہ میری فوج سے لڑائی کرے پس خدا نے صرف مچھروں کی فوج بھیج دی تب نمرود کی فوج مچھروں سے ہلاک ہوئی اورایک لنگڑا مچھر نمرود کی ناک میں گھس گیا اورایسا بُہر بہرایا کہ نمرود بڑا دق ہوگیا اورکسی طرح آرام نہ پاتا تھا جب اُس کے سر میں جوتی یا لکڑی مارتے تھے تب مچھر چپ کرتا تھا ورنہ بُہر بُہراتا تھا یہاں تک کہ نمرود مرگیا۔

اسماعیل کا قصہ

جب ابراہیم بیت المقدس میں تھا تو اُس کے لڑکا اسماعیل ہاجرہ سے پیداہوا اس لئے سارہ کو رشک آیا کہ میرے اولاد نہ ہوئی ہاجرہ لونڈی بیٹا جنی اس لئے اُس نے کہا ہاجرہ واسماعیل کو بیابان میں نکال دے فرشتے نے بھی آکر کہاکہ اے ابراہیم سارہ کا حکم مان ان کو نکال دے پس ابراہیم نے اُن کو نکال دیا اورمکہ کی سرزمین میں جہاں کوئی بستی نہ تھی ان کو چھوڑگیا جب پانی نہ ملنے کے سبب ہاجرہ بے تاب ہوئی تو کوہ صفا اورمروہ کے درمیان دوڑنے لگی اور سات بار دوڑی اسلئے مسلمانوں کو حج کے وقت ان پہاڑوں میں سات بار دوڑنا سنت ہوگیا اورجب بہت پیاس لگی تو اسماعیل بے قراری میں زمین پر پیر مارنے لگا خدا نے وہاں ایک چشمہ جاری کردیا جس کو آب زمزم کہتے ہیں اس لئے مسلمان اُس کا پانی پینا موجب ثواب جانتے ہیں۔ اس اثناء میں وہاں ایک قافلہ آگیا اورپانی کے سبب وہاں ڈیرہ لگادیا۔ ابراہیم جو چھوڑکر چلاآیا تھا مدت بعد اُنہیں دیکھنے کو گیا مگر سارہ کا حکم تھا کہ سواری سے نہ اُترے کھڑا کھڑا دیکھ کر واپس آئے چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ اسماعیل جوان ہوگیا اورہاجرہ مرگئی پر اسماعیل نے اُس جرہم کے قافلہ میں سے جو وہاں اترا تھا کسی عورت سے نکاح کرلیا تب ابراہیم پھر ملاقات کوآیا اس وقت اسماعیل گھر میں نہ تھا صرف اس کی بی بی تھی اس نے نہ جانا کہ میرا خسر آیا ہے اس

لئے کچھ خدمت نہ کی اور کہا کہ ہمارے گھر میں کھانے پینے کی تنگی ہے اس لئے ہم مسافرپروری نہیں کرسکتے ابراہیم نے کہا جب تیرا شوہر آئے تو اُس سے کہیو کہ اپنے گھر کا دروازہ بدل ڈالے یہ کہہ کر ابراہیم چلے آئے جب عورت نے اسماعیل سے کہا کہ کوئی شخص مسافر آیا تھا ایسا شخص تھا اوریوں میں نے کہا اوریوں وہ کہہ گیا تو اسماعیل سمجھ گیا کہ میرا باپ تھا اورجورو کوطلاق دینے کا حکم دے گیا ہے پس اس کو طلاق دی اورایک اور بی بی کرلی جس نے گھر کو خوب آراستہ کیا پھر ابراہیم آیا اوراس وقت بھی اسماعیل نہ تھا پر اُس کی بی بی نے ابراہیم کی بہت عزت کی اس لئے وہ کہہ گیا کہ جب اسماعیل آئے تو کہیو دروازے کی نگہبانی کرے یعنی بی بی کو حفاظت میں رکھے سو اس عورت کو اُس نے حفاظت سے رکھا۔

ابراہیم کے بیٹے کی قربانی کا قصہ

مسلمانوں میں اختلاف ہے کہ وہ کونسا بیٹا تھا جس کو ابراہیم نے قربان کیا بعض کہتے ہیں کہ اسماعیل کو کیا اور بعض کہتےہیں اضحاق کو (چونکہ اضحاق کے قربان ہونے سے اسماعیل کی عزت کم رہتی تھی اس لئے بعض مسلمانوں نے کہا کہ صحیح بات یوں ہے کہ اسماعیل قربان ہوا) اور قربانی کا قصہ یوں ہے کہ خواب میں ابراہیم کوآواز آئی کہ تو اپنے بیٹے کو قربان کر پس وہ بیت المقدس سے مکہ میں آیا اورہاجرہ سے کہہ کراس کے بیٹے اسماعیل کوآراستہ کرایا اُس وقت اسماعیل ۷، ۹، یا ۱۳ برس کا تھا کہ وہ اُسے ذبح کرنے کو لے چلا چھری اوررسی آستین میں چھپا رکھی تھی تب شیطان نے ہاجرہ کو کہا کہ تیرے بیٹے کو ابراہیم قتل کرنے کو لے جاتا ہے وہ بولی باپ بیٹے کو قتل نہیں کیا کرتا شیطان نے کہا کہ خدا نے اُسے حکم دیا ہے تب ہاجرہ نے کہا یہ خوشی کی بات ہے پھر شیطان اسماعیل کےپاس آیا اورکہا تیرا باپ تجھے مارنے لے جاتا ہے اُس نے بھی ہاجرہ کے مانند جواب دئیے۔ پھر اسماعیل نے ابراہیم سے کہا کہ تو مجھے کہاں لے جاتا ہے اُس وقت ابراہیم نے بتادیا کہ یوں خدا کا حکم ہے اُس نے کہا اچھا میں پسند کرتا ہوں مگر جلدی کر کیونکہ شیطان مجھے بھکاتا ہے تب ابراہیم واسماعیل شیطان کے پتھر مارنے لگے اس لئے حاجی لوگ ان پہاڑوں میں شیطان کے اب تک پتھر

مارا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے اسماعیل کو ذبح کرنا چاہا اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔ یہ تکبیر مسلمان لوگ اُسی کی سنت پر اب تک پڑھتے ہیں۔ پر خدا نے ایک بڑا دنبا بھیج دیا جو اُس کے عوض قربان ہوا اس لئے مسلمان اب تک قربانی کرتے ہیں۔

اس وقت وہ اختلاف کی صورتیں دیکھنا چاہیے جس میں اسماعیل کی قربانی پر یہ لوگ فتویٰ دیتے ہیں۔ تفسیر بیضاوی وغیرہ سے روضتہ الاحباب میں یوں لکھا ہے کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اسماعیل قربان ہوا مگر ایک بڑی جماعت علماء کی قائل ہے کہ نہ اسماعیل مگر اضحاق قربان ہوا ہے جو لوگ اضحاق کی قربانی کے قائل ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ قرآن میں یوں لکھا ہے کہ فبشرناہ بغلام حلیم فلما بلغ معہ السعی قال یا ابنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری ترجمہ: پھر خوشخبری دی ہم نے اُسکو ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا پر جب پہنچا اُس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں پر دیکھ تو کیا دیکھتا ہے۔

یہاں سے ظاہر ہے کہ جس لڑکے کی پیدائش پر ابراہیم کو بشارت سنائی گئی اُسی کے ذبح کرنے کا حکم بھی ہوا تھا اور قرآن سے صاف صاف ثابت ہے کہ صرف اضحاق ہی کے تولد پر بشارت دی تھی اورکسی لڑکے پر بشارت نہیں سنائی گئی چنانچہ سورہ ہود میں ہے فبشرناہ باصحاق اورصافات میں ہے وبشرناہ صحاق یعنی بشارت دی گئی تھی صرف اصحاق پر اورجس پر بشارت دی گئی بموجب پہلی آئت کے وہی قربانی بھی ہوا یہ بڑی کامل دلیل ہے کہ اصحاق ذبح ہوا نہ اسماعیل۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت محمد نے حدیث میں کہا ہے کہ اصحاق ذبیح اللہ ہیں۔

پر وہ لوگ جو اسماعیل کی قربانی کے قائل ہیں یوں کہتے ہیں کہ قرآن میں اوّل قصہ ذبح کا بیان ہوا ہے اس کے بعد اصحاق کی بشارت کا ذکر ہے پس تقدم قصہ کے سبب اسماعیل مراد ہونا چاہیے (ہمارا جواب اس دلیل والوں کو یہ ہے کہ قرآن میں صاف بیان ہوچکا ہے کہ بشارت والا لڑکا ذبح ہوا ہے پس جبکہ قرآن میں پہلے ذبح کا قصہ بیان ہوچکا ہے تو ضرورت ہوئی کہ اس ذبح شدہ لڑکے کا ذکر کیا جائے کہ

وہ کونسا لڑکا تھا اس لئے اصحاق کا ذکر اُس کے بعد آیا تاکہ ذبح شدہ کی تشریح ہوجائے)۔دوسری دلیل انکی یہ ہے کہ حضرت نے آپ کو ابن الذبیحین کہا ہے یعنی میں دوقربانیوں کا بیٹا ہوں ایک اسماعیل دوسرا عبد اللہ جس کی قربانی کا ذکر تواریخ محمدی میں ہوچکا ہے پس اگر اصحاق ذبح کیا جاتا تو وہ حضرت محمد کا باپ نہ تھا اس کا جواب اسی روضتہ الاحباب میں لکھا ہے (کسے کہ مرتبہ عم بودہ حکم پدر دادہ باشد) یعنی چچا بھی حکماً باپ کی مانند ہے۔

دیکھو اسماعیل کی قربانی والوں کی کیسی کچی دو دلیلیں ہیں جن کے جواب کامل ہوگئے پر اصحاق کی قربانی والوں کی دلیلیں لاجواب ہیں۔

شائد کوئی کہے کہ اگر اسماعیل قربان نہیں ہوا تھا تو عرب میں یہ قربانی کی رسم اُس کے نام پر کس طرح جاری ہوئی ہے۔

جواب یہ ہے کہ اصحاق کی قربانی کا ذکر اسماعیل نے سن کر قربانی کا دستور لوگوں میں جاری کیا اور کئی پشتوں کے بعد خواہ جہالت کے سبب خواہ یہود کی ضد میں اہل عرب نے اپنے باپ اسماعیل کی نسبت اس شرافت کو جو اصحاق کی تھی فرض کرلیا تو بھی وہ سب اس بات پر متفق نہ ہوئے اس عقیدہ میں یہ لوگ نہ صرف موسیٰ کے مخالف ہیں بلکہ تمام پیغمبروں کے بھی مخالف ہیں جو اصحاق کی قربانی کا ذکر کرتے ہیں ۔ پھر مسلمان کہتے ہیں کہ اسماعیل پیغمبر بھی تھا وہ ملک مغرب کے بُت پرستوں کی ہدائت کے لئے بھیجا گیا تھا پچاس برس اس نے ان کو ہدائت کی آخر کو مکہ میں آیا اور ۱۳۷ برس کا ہوکر مرگیا اوراپنی والدہ ہاجرہ کے پاس مکہ میں دفن ہوا۔ مگر خدا کے کلام میں اُس کے پیغمبری کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ صرف یہ لکھا ہے کہ وہ بھی تیری نسل ہے اس سے بارہ سردار نکلیں گے اوریہ کہ خدا نے اُس کی مصیبت کے وقت اس پر رحم کیا۔ اوریہ کہ وہ وحشی اوربھائیوں کا مخالف ہوگا اوریہ کہ اصحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ یا یہ کہ اس کو اورا سکی والدہ کو گھر سے نکال دے کیونکہ وعدہ کے فرزند پر ٹھٹھہ کرتا تھا اورستاتا تھا۔اس کے سوا اس کی نبوت کا کلام کہیں دنیا میں سنا نہیں گیا اورکسی پیغمبر کی زبان شریف سے کبھی اُس کی نبوت پر گواہی نہیں

گذری البتہ ابراہیم پیغمبر کا جسمانی طورپر فرزند تھا اس لئے ہم بھی اُس کی عزت کرتے ہیں پر یہ رشتہ موجب نبوت نہیں ہے۔

لوط کا قصہ

لوط ابراہیم کا خواہرزادہ چچا زاد یا برادرزادہ بھائی تھا جب ملک شام میں ابراہیم آیا تو ملک فلسطین میں آپ رہا اور لوط موتفکہ میں جارہا ان دو مقاموں میں آٹھ پہر کی مسافت تھی۔ یہ لوط بھی مسلمانوں کے گمان پیغمبر تھا اور موتفکات کے لوگوں کے لئے بھیجا گیا تھا اورموتفکات پانچ شہر کو کہتے تھے سدوم اورعمورا۔ وداؤ ماوصعودایا صغر۔

ان بستیوں میں چالیس لاکھ آدمی تھے مرد اورعورتیں سب بدکار خلاف وضع تھے اورکبوتر بازی وسینٹی بازی بھی کرتے تھے اورراہ کے سروں پر بیٹھ کر ٹھٹھ بازی کیا کرتے تھے بیس برس لوط نے اُن کو نصیحت کی پر اُنہوں نے نہ مانی۔

ایک روزکچھ فرشتے ابراہیم کے پاس آئے وہ چار تھے یا ۳ یا ۸ یا ۷ یا ۱۲ پر سب خوبصورت لڑکے بن کر آئے تھے۔ ابراہیم اُنہیں آدمی سمجھا اورفوراً ایک بکری کا بچہ مہمانی کے طورپر پکا لایا وہ کہنے لگے ہم نہ کھائینگے ابراہیم سمجھاکہ یہ چورہیں کیونکہ اُس زمانہ میں دشمن اورچورجس کو دکھ دینا چاہتے تھے اُس کی روٹی نہ کھاتے تھے پر فرشتوں نے کہا ہم چور نہیں ہیں ہم فرشتے ہیں ابراہیم نے کہا پہلے سے خبر کیوں نہ دی کہ میں بکری کا بچہ ذبح کرکے اُس کی ماں سے اسے جدا نہ کرتا تب جبرئیل نے اپنا بازواُس پکے ہوئے گوشت پر مارا وہ بچہ فوراً زندہ ہوکر اپنی ماں کے پاس چلا گیا اسوقت فرشتوں نے ابراہیم کو خبردی کہ تیرے بیٹا پیدا ہوا اوراس وقت ابراہیم ۱۱۲ یا ۱۲۰ برس کا تھا اورسارہ ۹۹ یا ۱۱۲ برس کی تھی۔

پھر فرشتوں نے کہا ہم قوم لوط کے ہلاک کرنے کو آئے ہیں یہ کہہ کر چلے گئے جب لوط کے پاس پہنچ وہ انہیں اپنے گھر لایا اور شہر والوں نے اُن فرشتوں کو خوبصورت لڑکے جان کر اُن سے بدی کرنا چاہا ہر چند لوط نے منع کیا اُنہوں نے نہ مانا گھر میں گھس آئے تب فرشتوں نے انہیں اندھا کردیا اورلوط سے کہا کہ اپنی جورو کو جو کافر ہے شہر میں چھوڑاورسب عیال کو لے کر اندھیرے اندھیرے نکل جا پس وہ نکل گیا تب جبرئیل نے اُن شہروں کو زمین سمیت

آسمان کی طرف اٹھایا اوراتنے اونچے تک لے گیا کہ آسمان کے
رہنے والوں نے اورشہروں کے کتوں اورمرغوں کی آوازسنی
تب شہر نیچے زمین اوپر کرکے وہاں سے گرائے گئے اورسب دب
کر مرگئے یہ وہاں کے مقیموں کااحوال ہوا مگر جو جو مسافر
وہاں آئے ہوئے تھے اُن پر پتھر برسے ہر پتھر پر اُس آدمی کا نام
لکھا تھا جس پر وہ پتھر گرنے والا تھا۔

اُن آفت زدوں میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ میں
کعبہ کے اندربھی آیا تھا جب تک کعبہ کی چاردیواری کے اندر
رہا اس کا پتھر ہوا میں معلق رہا جب حرم سے باہر نکلا فوراً
پتھر سر پر گرا اور وہ مرگیا بعد تباہی اُن شہروں کے لوط
ابراہیم کے پاس چلاگیا اورعبادت میں مشغول رہا۔

قصہ اصحاق

اس کے بعد اصحاق پیدا ہوا اورلڑکے بھی حضرت سارہ کے
شکم سے پیدا ہوئے اوراسماعیل اصحاق سے ۱۲برس بڑا تھا
خدا نے اصحاق کو بھی عہدہ پیغمبری کا بخشا اوروہ ملک
کنعان کا پیغمبر ہوا اورکنعان کے سردار کی بیٹی اُس کی بی بی
ہوئی اور دو لڑکے توام اس سے تولد ہوئے یعنی عیص
ویعقوب پھر ۱٦۰ یا ۱۸۰ برس کی عمر میں اصحاق مرگیا اوراپنی
والدہ کے پاس دفن ہوا۔

قصہ یعقوب ویوسف

یعقوب اصحاق کا بیٹا تھا خدا نے اس کو پیغمبر بنایا۔
اس کے بارہ لڑکے پیدا ہوئے ٦ لیا کے شکم سے دو ایک لونڈی
سے دو دوسری لونڈی سے دو راخیل سے۔ یوسف اس کا بیٹا
بہت خوبصورت تھا اُس نے خواب دیکھا کہ بارہ ستاروں
اورسورج وچاند نے اُسے سجدہ کیا یہ خواب سن کر اُس کے
بھائی اس سے حسد رکھنے لگے۔ اورایک سبب حسد کا یہ بھی تھا
کہ یعقوب کے گھر میں ایک درخت تھا جب کوئی لڑکا
پیداہوتا تو اُس درخت میں ایک شاخ نکلا کرتی تھی جب وہ
لڑکا جوان ہوتا تو یعقوب اُس شاخ کو کاٹ کر اُسکے ہاتھ میں
دیا کرتا تھا کہ یہ تیری لاٹھی ہے۔ جب یوسف پیدا ہوا تو
کوئی شاخ نہ نکلی پر جب جوان ہوا تو جبرئیل آسمان سے سبز
زبرجد کی لاٹھی اُس کے واسطے لایا اس لئے بھائی اُس کے
مرتبہ پر حسد کرنے لگے۔ ایک روزبھائیوں نے باپ سے کہا
جنگل کی سیر کے دن ہیں تو یوسف کو ہمارے ساتھ بھیج

دے تاکہ باہر کی سیر کرے پر یعقوب نے نہ چاہا بھائیوں نے یوسف کو باہر جانے کی رغبت دلائی اور وہ باپ سے اجازت لے کر اُن کے ساتھ گیا باپ کے سامنے پیا کرتے ہوئے لے گئے جنگل میں جاکر پہلے تو خوب مارا اور زمین پر پٹکا بھی ایک کنوئیں میں جو بیت المقدس سے تین چار کوس تھا باندھ کر ڈال دیا وہ کنواں ۷۰ گز گہرا تھا تھوڑی دور تک رسی سے لٹکایا پھر رسی کاٹ کر نیچے گرادیا مگر فوراً جبرئیل نے آکر نصف کنویں میں تھام لیا اور آہستہ سے لیجا کر ایک پتھر پر بٹھلایا اور بہشت سے کھانے پینے کو لایا کرتا تھا۔ اس طرف یوسف کے بھائی اُس کا پیراہن برہ کے خون سے آلودہ کرکے روتے ہوئے گھر میں آئے اور کہا یوسف کو بھیڑیا کھاگیا۔ یعقوب بولا اگر بھیڑیا کھاتا تو پیراہن چاک ہوتا پر یہ تو چاک نہیں ہوا۔ بے شک تم نے اُس کے ساتھ کوئی شرارت کی ہے اچھا تم اس بھیڑئیے کو حاضر کرو جس نے اسے کھایا ہے پس وہ جنگل سے ایک بھیڑ پکڑ لائے یعقوب نے بھیڑئیے سے پوچھا کہ تونے یوسف کو کھایا ہے وہ بولا پیغمبروں کا بدن زمین اور جانوروں کو کھانا حرام ہے۔ میں نے ہرگز نہیں کھایا ہم تو تیری بکریوں کے پاس بھی نہیں آسکتے پس بھائی شرمندہ ہوئے اور یعقوب روتا ہوا تلاش میں تھا اور یوں کہتا پھرتا تھا (اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اے میرے دل کے میوے تجھے کس کنوئیں میں ڈالا تجھے کس دریا میں ڈوبویا تجھے کس تلوار سے قتل کیا) اور وہ رات دن روتے روتے اندھا ہوگیا اور چالیس برس تک روتا رہا یہ مصیبت جو یعقوب پر آئی اس کا سبب یا تو یہ تھا کہ اس نے فقیر کو روٹی نہیں دی تھی یا ایک لونڈی جو یعقوب نے معہ اُس کے بچہ کے خرید کی تھی پھر اُس کے بچے سے جدا کرکے اُسے فروخت کردیا تھا اور وہ لونڈی اُس کی جدائی میں روتی تھی یا اُس نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا تھا وہ بکری اپنے بچے کے لئے بہت روئی تھی اس لئے یہ بلا آئی تھی۔

یوسف ایک رات دن یا تین رات دن یا سات رات دن کنوئے میں رہا پھر ایک مدین کا قافلہ مصر کو جانے والا راہ بھول کر وہاں آگیا جب مالک قافلہ نے پانی بھرنے کو کنوئے میں ڈول ڈالا تو یوسف ڈول میں بیٹھ کر باہر نکل آیا پر کنواں اُس کی جدائی سے بہت رویا۔ لیکن قافلہ والے بہت خوش ہوئے کہ ایک خوبصورت لڑکا پایا اس عرصہ میں بھائی اس

کے وہاں آپہنچے اور کہا یہ ہمارا فراری غلام ہے اگر تم اسے لینا چاہتے ہو تو دام دے کر لے جاؤ۔ پس انہوں نے ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ یا ۳۰ درم مصری دے کر اُسے خریدا اور مصر کو لے چلے راہ میں یوسف نے اپنی والدہ کی قبر دیکھی اور شتر پر سے کود کر قبر پر رونے گیا اہل قافلہ سمجھے کہ بھاگتا ہے اس لئے اُسکے طمانچہ مارا اور پکڑ لائے پھر مصر میں جاکر عزیز مصر کے ہاتھ اُسے فروخت کیا اُس کی قیمت یہ ہوئی۔

اشرفیاں	۱۰ لاکھ	قصب مصری	ہزار
درم	۴۰ لاکھ	بختی شتر	ہزار
موتی کے	۱۰۰ ہار	رومی باندیاں	ہزار
کافور	ہزار من	خطائی غلام	ہزار
رومی اطلس	ہزار پوشاک		

بحر اللوج میں لکھا ہے کہ یہ دولت دیکھ کر یوسف مالک پر خفا ہوا۔ اور کہا کہ میں نبی زادہ ہوں مجھے فروخت نہ کر بلکہ مفت عزیز کو بخشدے۔ مالک بولا اچھا میں کچھ نہیں لیتا مگر تو دعا کر کہ میرے گھر میں اولاد پیدا ہو کیونکہ میں بے اولاد ہوں یوسف نے دعا کی تب اُس کی جورو کے بارہ حمل رہے ہر حمل میں دولڑکے پیدا ہوئے یعنی ۲۴ بیٹے ہوگئے یا اُس کے بارہ لونڈیاں تھیں ہر لونڈی دو لڑکے جنی تب ۲۴ ہوئے۔ غرض یوسف کو عزیز اپنے گھر لے گیا اور اپنی بی بی زلیخا سے کہا کہ اس کو لے پالک کرکے اس پر عاشق ہوگئی۔

زلیخا کا احوال

مغرب کی زمین میں طموس نام ایک بادشاہ تھا زلیخا اس کی بیٹی بہت خوبصورت تھی اس نے رات کو خواب میں یوسف کو دیکھا جب کہ وہ باپ کے پاس لڑکا تھا پس وہ خواب میں اس پر عاشق ہوگئی ایک برس اُس کے عشق میں روتی رہی پھر ایک روز یوسف اُس کے خواب میں آیا اس نے پوچھا کہ تو کون یوسف نے کہا میں عزیز مصر ہوں القصہ جب زلیخا کی شادی کا بندوبست ہونے لگا تو بہت لوگ اُسے بیاہنے کو آئے پر اس نے کسی کو قبول نہ کیا اور باپ سے کہا میں عزیز مصر سے نکاح کروں گی جسے خواب میں دیکھا تھا اس لئے اس بادشاہ نے عزیز مصر کو پیغام بھیجا کہ تم اس سے شادی کرو پر عزیز مصر نے کہلا بھیجا کہ مجھے فرعون رخصت نہیں

دیتا آپ زلیخا کو یہاں بھیج دیں میں اُس سے نکاح کرلونگا۔ پس زلیخا مصر میں آئی اورجب بوطیفار کو دیکھا تو گھبرائی کہ یہ تو وہ شخص نہیں ہے جسے خواب میں دیکھا تھا پس آسمان سے فوراً آواز آئی کہ مت گھبرا اسی شخص کے وسیلہ سے تیرا محبوب تجھے ملیگا پس وہ بوطیفار کے گھر میں داخل ہوئی مدت بعد یوسف مصر میں فروخت ہونے کو آیا زلیخا کو خبر ملی اس نے بوطیفار کو ابھارا اوربہت سی دولت دی کہ کسی طرح اس غلام کو خرید لے پس اُس نے خرید لیا اور سات برس زلیخا نے یوسف کی خدمت کی اورچاہا کہ اُس سے ہم خواب ہو پر یوسف نے نہ چاہا آخر کو زلیخا نے ایک عجائب خانہ بنایا جس میں سات کمرے تھے ہر کمرہ بہت ہی آراستہ کیا گیا تھا پھر یوسف کو لے کر عجائب خانہ میں آئی اورہر کمرے کا قفل لگاتی جاتی تھی ساتویں کمرے میں جاکر اورسب اشارے کنایہ کرکے لاچارہوگئی تب زبان سے کہا کہ تو یہ کام کر یوسف نے کہا مجھے دو خوف ہیں اوّل خدا کا خوف دوسرے بوطیفار کا خوف زلیخا نے کہا کہ خدا کا گناہ اس طرح بخشا جاسکتا ہے کہ میں بہت سا مال خیرا ت کرونگی اوربوطیفار سے بھی نڈرکہ میں اُسے زہر سے ماروں گی توبھی یوسف نے نہ مانا۔تب زلیخا نے تلوار نکالی اور کہا آپ کو مارکر مرتی ہوں میرے قصاص میں تجھے بھی قتل کرے گا تب یوسف بولا اے زلیخا جلدی نہ کرتو اپنے مطلب کو پہچی گی اس وقت یوسف کا دل ڈگمگا گیا اورچاہا کہ بدی کرے فوراً جبرئیل بشکل یعقوب نظر آیا اور کہا زنا مت کرتب یوسف ڈر کر بھاگا اورزلیخا پیچھے بھاگی اورقفل خودبخود کھل گئے پر زلیخا نے آخری دروازہ پر یوسف کا پچھلا دامن آپکڑا وہ ایسا بھاگا کہ پچھلا کپڑا پھٹ گیا اور یوسف گھبرایا ہوا باہر آنکلا وہاں بوطیفار کھڑا تھا وہ بولا کیا ہے یوسف نے سب حال سچ سچ کہہ دیا تب بوطیفار اُسے گھر میں لایا پیچھے زلیخا بھی آئی اور کہا کہ اس غلام کو تو یہاں لایا ہے کہ ہم سے زنا کرے میں سوتی تھی وہ مجھ سے زنا کرنے کو آیا میں جاگ اٹھی تب وہ بھاگا میں پیچھے پکڑنے کے دوڑی اس کا یہ کپڑا پھٹ گیا۔

پس بوطیفار نے کہا اے یوسف تونے ایسی بڑی بے ادبی کی وہ بولا زلیخا فریب دیتی ہے میں نے نہیں کیا مگر اُس نے یہ چاہا تھا وہ بولا کوئی گواہ ہے یوسف نے کہا یہ چھ مہینے کا بچہ جو

گواہ میں ہے گواہ ہے پس خدا نے بچہ کو زبان دی وہ بولا یوسف سچا ہے اگراُس کا کپڑا پیچھے سے پھٹا ہو اورجو آگے سے تو زلیخا سچی ہے۔ تب بوطیفار نے زلیخا کوملامت کی اورچاہا کہ قتل کرے اُس بچہ نے کہا ایسا نہ کر اس میں تیری بدنامی ہوگی۔ پس بوطیفار نے یوسف سے کہا یہ بات کسی سے نہ کہنا اورزلیخا سے کہا توبہ کر اورچپکی گھر میں بیٹھ۔ مگر تین مہینے یا سات مہینے کے عرصہ میں یہ بات مشہور ہوگی۔ مصر کی عورتیں زلیخا پر ہنسنے اورملامت کرنے لگیں زلیخا نے جب یہ حال دیکھا تو سب عورتیں کی ضیافت کی اوراُنکے آگے کھانے اور چھریاں بھی رکھوائیں تاکہ میوہ تراش نہ کر کھائیں پھر یوسف کا سنگارکراکے اُن کے سامنے بلایا وہ سب اُس کا حسن دیکھ کر ایسی بے ہوش ہوگئیں کہ بجائے میوہ کے انھوں نے اپنے ہاتھ تراش لئے جب یوسف سامنے سے ہٹا اوروہ خوش میں آئیں تو کہنے لگیں یہ توآدمی نہیں فرشتہ ہے زلیخا نے کہا اسی کے عشق سے تو تم مجھے ملامت کرتے ہوتب وہ ملامت کرنے سے بازآئیں اورزلیخا نے بوطیفارسے کہا کہ میں یوسف کے سبب بدنام ہوگئی مناسب ہے کہ تو اُسے قید خانہ میں ڈالے تاکہ لوگ جانیں کہ یوسف کی خطا تھی نہ زلیخا کی تب بوطیفار نے اُسے قید خانہ میں ڈال دیا او روہاں پر بھی زلیخا نے اُس کی بڑی خدمت کی ہمیشہ اُس کے پیچھے قرم لگائے اورکھانے بھجوائے اوررات کوبحیلہ سیردیکھنے بھی آتی رہی۔

الغرض نان بائی اورساقی دوشخص فرعون کے قیدی وہاں آئے اورانہوں نے خواب دیکھی اوریوسف نے اُن کی تعبیر بتلائی ساقی سے کہا کہ تو تین روزبعد چھوٹ جائے گا اورنان بائی سے کہا تو مارا جائے گا اورساقی سے اقرارلیاکہ میری بھی مخلصی کرایومگروہ بھول گیا۔

یوسف کا عزیز مصر ہونا

سات برس یا دس برس قید میں رہا اوراُس وقت تیس برس کا تھاکہ بادشاہ مصر نے خواب دیکھا وہی خواب جو توریت میں ہے۔

جب اُس کے خواب کی کسی حکیم سے تعبیر نہ ہوسکی تو ساقی کویوسف یادآیا اوراُس نے یوسف کا ذکر بادشاہ سے کیا بادشاہ نے اُس کو قید خانہ سے بڑی عزت وکروفر سے بلایا اوریوسف کے ساتھ ۷۰ ملکوں کی زبانوں میں باتیں کیں اُس

نے ہر زبان میں جواب دیا اوراُس کے خواب کی تعبیر بتلائی جب تعبیر بتلا کر یوسف چلنے لگا تو عبرانی زبان میں دعاء خیردی اور عربی میں سلام کیاان دونوں زبانوں کو بادشاہ نہ جانتا تھا کہا یہ کس ملک کی زبانیں ہیں یہ تو اُن ستر کےسوا ہیں جن میں میں نے تجھ سے بات چیت کی ہے یوسف نے کہا عبرانی میرے باپ کی زبان ہے اور عربی میرے چچا اسماعیل کی بولی ہے۔ پس یوسف بادشاہ نے زباندانی میں بھی فالیق رہا (مگر معلوم نہیں کہ وہ ستر زبانیں کونسی تھیں جو بادشاہ جانتا تھا اورعبرانی وعربی جو قریب کے ملک کی ہیں اُن سے وہ ایسا ناواقف تھاکہ پوچھنا پڑا یہ کس ملک کی زبانیں ہیں) غرض بادشاہ نے اُس کی بڑی عزت کی اورسارے ملک پر اُسے اختیار بخشا اوربوطیفار کو موقوف کردیا اب یوسف عزیز مصر ہوگیا اورچند روزبعد بوطیفار مرگیا۔

زلیخا روتی ہوئی جنگل کو نکل گئی وہاں جو کوئی یوسف کی خبر لاتا تھا اُسے دولت بخشتے تھے آخر کو فقیر ہوگئی اوربوڑھی واندھی ہوگئی پر یوسف کی یادگاری نہ چھوڑی۔

ایک روز یوسف کے ہزار پیادے وسوار لےکر کہیں جاتا تھا راہ میں زلیخا آہ بھرتی ہوئی ملی یوسف نے اُس کی خراب حالت پر ترس کھایا حال پوچھا اورتسلی دی پھر دعا مانگی تو وہ فوراً جوان اورپاکرہ ہوگئی اورپہلے سے زیادہ حسن آگیا تب یوسف نے اُس سے نکاح کرلیا۔

اُس سے دوبیٹے پیدا ہوئے افرایئم اورمنسی اوریوسف نے ازرانی کے سات برسوں میں غلہ جمع کیا اورگرانی کے ساتھ برسوں میں فروخت کیا اوراہل مصر کے سب املاک بلکہ بال بچے بھی خرید لئے اورپھر انہیں آزاد کا تاکہ کوئی اُسے غلامی کی داغ نہ لگادے بلکہ سب اُس کے غلام ہوں۔

بھائیوں کی ملاقات

یوسف کے دس بھائی غلہ خریدنے کو مصر میں آئے جب یوسف کے سامنے پیش ہوئے انہوں نے یوسف کو نہ پہچانا پر یوسف جان گیا اوراُس نے کہا تم جاسوس ہو وہ بولے نہیں ہم یعقوب کے بیٹے ہیں ایک کو بھیڑیاکھاگیا ایک بینامین باپ کے پاس ہےاورہم دس غلہ خردینے کوآئے ہیں یوسف نے کہا اپنے اُس بھائی کو بھی لا کر دکھلاؤ تو مجھے یقین

ہوگا کہ تم جاسوس نہیں ہو تب انہوں نے شمعون کو وہاں
چھوڑا اورآپ وہاں سے کنعان کو غلہ لےکر واپس گئے اُن پونجی
بھی جو انہوں نے غلہ کی قیمت دی تھی یوسف نے خفیہ
بوریوں میں واپس کردی تھی پس باپ سے بجد ہوکر بینامین کو
لائے اوریوسف نے اُن کی ضیافت کی اورپھر اُن کو واپس کیا
لیکن بینامین کی بوری میں یوسف کا پیالہ اُس کے حکم سے
چھپایا گیا تھا بعد تلاشی کے اُسے پکڑ اور غلام کیا اگرچہ بھائی
بہت روئے پر اُس نے نہ چھوڑا آخر کو بینامین کو وہاں چھوڑکر
وہ چلے گئے اور روبین بھی اپنی مرضی سے وہاں رہا اب یعقوب
زیادہ مصیبت میں پڑگیا کیونکہ نہ یوسف ہے نہ بینامین اور
روبین بھی مصر میں رہ گیا لاچار ہوکر یعقوب نے عزیز مصر کو
یہ خط لکھا اور لڑکوں کے ہاتھ بھیجا۔ خط یہ تھا یعقوب
اسرائیل بن اصحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ک طرف
سے عزیز مصر کو لکھا جاتا ہے کہ ہم لوگ اہل بیت ہیں جن پر
بلائیں آتی رہیں میرا دادا ابراہیم آگ میں ڈالا گیا پر خدا نے اُسے
خلاصی دی میرے باپ اصحاق کے گلے پر چھری رکھی گئی اور
خدا نے اُس کے عوض فدیہ دیا میرا ایک پیارا بیٹا تھا اُسے
جنگل میں لے گئے اورآکر کہا کہ اُسے بھیڑیا کھاگیا اُس کے غم
میں روتے روتے میری آنکھیں سفید ہوگئیں اُس کا بھائی
بینامین تونے چوری کی تہمت سے پکڑ رکھا ہے ہم لوگ چور
نہیں ہیں پس میرے لڑکے کے چھوڑدے ورنہ ایسی بددعا
کرونگا کہ تیری ساتویں پشت تک اُس کا بداثر نہ جائے گا۔

یوسف نے اس کا جواب فوراً یوں لکھا۔

یعقوب اسرائیل اللہ بن ذبیح اللہ بن خلیل اللہ کی طرف
عزیز مصر سے یوں لکھا جاتا ہے کہ آپ کا خط میرے پاس
پہنچا جس میں آپ کے باپ دادوں کی اورآپ کی تکلیفوں کا ذکر
ہے پس آپ کو صبر کرنا چاہیے تھا تمہارے باپ دادوں نے
صبر کیا تو فتح پائی آپ بھی صبر کریں۔

جب یعقوب نے یہ پڑھا تو کہا شائد وہ یوسف ہو
کیونکہ یہ باتیں پیغمبروں کے سے ہیں پس یعقوب نے اپنے
لڑکوں کو جو مصر میں تھے اورخط لکھا کہ وہیں رہیں اور عزیز
مصر کے سامنے عاجزی کرتے رہیں تاکہ تم پر مہر کرکے لڑکا
چھوڑدے اورکچھ کھانا بھی دے پس وہ سب جمع ہوکر اُس
کے سامنے زاری کرنےکو آئے تب یوسف نے آپ کو اُن پر

ظاہر کیا اور وہ شرمندہ ہوئے یوسف نے انہیں ملامت نہیں کی بلکہ بخشدیا اور تسلی بھی دی۔

یوسف کی باپ سے ملاقات

۸۰ برس یعقوب اور یوسف میں جدائی رہی اس عرصہ میں یعقوب روتے روتے اندھا ہوگیا یا دہندلا دیکھنے لگا۔ ایک دن یوسف نے بھائیوں سے کہا تم میرا کپڑا لے کر باپ کے پاس جاؤ اور اُس کے منہ پر ڈال دو وہ بینا ہوجائے گا پھر تم سب اُسے لے کر مصر میں چلے آؤ جب وہ لوگ کپڑا لے کر مصر سے باہر نکلے خدا نے بادصبا کو حکم دیا کہ یوسف کے کپڑے کی خوشبو یعقوب کو پہنچادے پس یعقوب کنعان میں بولا مجھے یوسف کے کپڑے کی خوشبو آتی ہے لوگوں نے اُسے دیوانہ بتلایا تب لڑکے آئے اور کپڑا ڈالا وہ بینا ہوا پھر وہ سب بڑی خوشی سے مصر کو آئے۔ ۷۲ یا ۹۳ یا ۷۰ یا ۴۰۰ شخص تھے جب مصر کے نزدیک پہنچے ستر فوجیں لے کر یوسف استقبال کو آیا ہر فوج دوہزار سوار کی تھی سب ۱۴۰۰۰۰ سوار ہوئے پس پہلے یعقوب نے یوسف سے کہا السلام علیک یا مذہب الاحزان پھر مل کر روئے اور یعقوب پانچ گھڑی تک بے ہوش رہا آسمان کے فرشتے خدا سے کہنے لگے اے خدا دنیا میں کسی کے ساتھ ایسی محبت ہوگی جیسے یعقوب کو یوسف سے ہے خدا نے کہا ان سے زیادہ مجھے محمدی لوگوں کے ساتھ محبت ہے۔

غرض یعقوب بعد ملاقات بیس برس اور زندہ رہا اور ۱۴۷ برس کا ہوکر مرگیا اور بموجب وصیت کے یوسف نے اصحاق کی قبر کے پاس شام میں جاکر دفن کیا پھر یوسف مصر میں آیا اور ۴۳ برس اور جیا پھر مرگیا اُس کی لاش کی بابت اہل مصر نے تکرار کیا ہر کوئی اپنے قبرستان میں بامید برکت اُسے رکھنا چاہتا تھا۔

آخر یہ بات قرار پائی کہ ایک سنگ مرمر کے صندوق میں اُسے بند کرکے رودنیل دریا میں رکھیں تاکہ برکت کا پانی سب کو پہنچے جب چارسو برس بعد موسیٰ پیدا ہوئے وہ اُسے وہاں سے اٹھا کر لائے اور شام کے ملک میں اپنے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ یوسف کی عمر ۱۱۰ یا ۱۲۰ برس کی ہوئی مدارک میں ہے ۱۷ برس کا تھا جب مصر میں بکا ۱۳ برس بوطیفار کے گھر

میں رہا ۳۰ برس کا تھا جب وزیر ہوا ۳۳ برس کا تھا جب علم وحکمت خدا نے اُسے بخشا ۱۲۰ برس کا تھا جب مرگیا۔

قصہ ایوب

ایوب پیغمبر رومی تھا عیص تیسری پشت میں سے اُس کی مالوط کی بیٹی تھی اُس کے سات یا تین بیٹے تھے اور ۳ یا ۷ لڑکیاں تھیں اور دولت بہت تھی اس پر بڑی مصیبت آئی اور سبب مصیبت کا یہ تھا کہ کسی مظلوم کی فریاد رسی اُس نے نہیں کی تھی۔ یاآنکہ اُس کے مویشی کسی کافر بادشاہ کے علاقہ میں چرتے تھے اورایواب اس رعائت سے اُس کے ساتھ جہاد نہیں کرتا تھا۔ یا اُس نے کوئی گناہ کی بات دیکھی اورچُپ کررہا یا اس نے کوئی بکری ذبح کرکے آپ کھائی اورہمسایہ بھوکا رہا تھا۔ یاآنکہ شیطان نے اُس پر حسد کیا اور خدا سے کہا یہ شخص عیش وعشرت میں تجھے یاد کرتا ہے مصیبت میں بھول جائے گا پس اُس کا سب کچھ مجھے سپرد کر کہ میں اُسے آزماؤں۔ یا فرشتوں نے حسد کرکے اُسے آزمائش میں ڈلوایا۔ یا خود اُس نے خدا سے کہا کہ مجھے بلا میں ڈال تاکہ مجھے صابروں کا اجر ملے یا کوئی اورسبب ہوا پس اُس کے اونٹ بجلی نے مارے بکریاں غرقاب ہوئیں کھیت ہوا نے جلائے لڑکے لڑکیاں دیوار کے نیچے دب مری وہ ہر مصیبت پر کہتا رہا خدا نے دیا خدا نے لیا۔ آخر کو بدن میں کیڑے پڑے بدبو آنے لگی سب اُس سے جدا ہوگئے اوراُس کی تین جوروں طلاق لے گئیں ایک جورو مسمات رحمت یا رحیمہ جو افرایم بن یوسف کی بیٹی تھی یا وہ ماخیرنام منسی بن یوسف کی بیٹی تھی۔ یا لیانام یعقوب کی بیٹی تھی وہ ساتھ رہی۔
اوروہ جس شہر میں جاتا تھا وہاں سے لوگ نکالتے تھے سات شہروں میں سے نکالا گیا جنگل میں جارہا اوردوشاگرد بھی جو ساتھ تھے وہاں جداہوگئے صرف وہ عورت ساتھ تھی اور خدمت کرتی تھی۔

وہ سات برس یا ۱۳یا ۱۸برس بیماررہا کبھی اُس کی عبادت میں فرق نہ آیا نہ اُس نے مصیبت میں شکائت کی اسلئے صابر کہلاتا ہے (مگر قرآن میں لکھا ہے کہ اُس نے رب انی مسنی الضر اے خدا مجھے مصیبت نے پکڑا یہ شکائت کے الفاظ جووہ بولا اس کی تاویل محمدی لوگ یوں کرتے ہیں کہ اُسے شیطان نے آکر کہا تھا کہ تو مجھے سجدہ کر جب تو اچھا

ہوگا۔ یا اُس کی اُمت کے لوگوں نے اُس پر ٹھٹھ مارا تھا۔ یاآنکہ ایسا لاچارہوگیا تھا کہ نمازبھی نہ پڑھ سکتا تھا۔ یاآنکہ ایك روزخدا نے اُس کی بیمارپُرسی نہیں کی تھی۔ یاآنکہ اس کی بی بی نے کہا تھا کہ شراب اورسورکھالے تو اچھا ہوگا۔ یاآنکہ اس کی عورت کسی کافر عورت کے گھر گئی اورقرض کے طورپر کھانا مانگا اس نے کہا اگر اپنے بال کاٹ کر مجھے دے تو کھانا دونگی پس اُس نے بال کاٹ کردئیے اورگھرآئی شیطان نے ایواب سے کہا تیری عورت نے زنا کیا ہے اُس کے بال کسی نے علامت کے لئے کاٹ لئے ہیں ایوب نے کہا جب میں تندرست ہونگا اُس کے سو کوڑے محمدی دستورپر مارونگا غرض ان سببوں کے سبب اُس نے الفاظ شکائت بولے تھے (پر یہ سب تاویلات درست نہیں کیونکہ یہ تو سبب شکائت ہیں وجود شکائت کا اندفاع ان سے نہیں ہوسکتا ہاں بعض نے کہا کہ خدا سے شکائت تھی نہ غیر سے یہ قرین قیاس بات ہے توبھی شکائت ہوئی) خدا نے ایك چشمہ پانی کا اُس کے پاس جاری کیا جس میں ایوب غسل کرکے تندرست ہوگیا جیسے اول میں تھا پھر وہ معہ زوجہ شہرمیں آیا اورخدا نے اُس کے مرے ہوئے بچے بھی جلادئیے اورسب مال مویشی بھی جی اٹھے اورجورو پھر جوان ہوکر اولاد جننے لگی اوروہ تین عورتیں جو طلاق لے گئیں تھی پھر گھرمیں آبسیں اوروہ پہلے نبی تھا اب پیغمبر ہوگیا اوراس کے بعد ۴۸ برس جیا پھر ۱۳۵ یا ۱۴۱ یا ۱۴۶ برس کا ہوکر مرگیا۔

قصہ شعیب

شعیب پیغمبرابراہیم کے بیٹے مدین کی دوسری پُشت میں تھا خدا نے اُسے رسالت دے کر اہل مدین اورایکہ کے جنگل کے باشندوں کی طرف بھیجا تھا اُس کا یہ معجزہ تھاکہ جب کسی پہاڑپر چڑھتا تھا تو وہ پہاڑاُس کے سامنے جھك جاتا تھا اُس کے عہد کے لوگ ترازو میں ٹنڈی مارتے تھے راہ زنی کرتے تھے شعیب نے لاچار ہوکر اُن کو جو ایمان نہ لائے بددعا کی تب جبرئیل نے ایك سخت آواز سے انہیں ہلاك کیا یہ تواہل مدین کا احوال ہوا پر اہل ایکہ ایسے سخت تھے کہ کوئی بھی ایمان نہ لایا تب خدا تعالیٰ ایك قسم کی گرمی اُن پر لایا کہ وہ اُن کے پانی اورزمین جلنے لگی تب وہ جنگل کی طرف بھاگے وہاں ایك سردابرآیا جب وہ سب اُس کے نیچے جمع

ہوئے خدا نے اُن پر آگ برسائی اوروہ ہلاک ہوئے اب شعیب اپنے لوگوں کو لے کرمدین میں آبسا اورجب تک کہ موسیٰ پیدا ہوکر وہاں نہ آیا وہیں رہا جب موسیٰ اُس کے پاس سے چلا گیا تب چار مہینے سات برس کے بعد مرگیا اُس کی قبر کوہ صفا اور مروہ کے درمیان ہے۔

موسیٰ کا قصہ

موسیٰ لاوی بن یعقوب کی تیسری پُشت میں تھا اس کے باپ کا نام عمران تھا قابوس یا ولید بادشاہ مصر کے عہد میں پیدا ہوا اس بادشاہ کا لقب بھی فرعون تھا یہ فرعون یا تو اُس یوسف والے فرعون کی اولاد تھا یا وہی فرعون تھا جو اتنی دیر تک زندہ رہا اورآخر کو کافر ہوگیا اپنی تصویر کی پرستش لوگوں سے کراتا تھا اور کہتا تھا کہ میں تمہارا بڑا خدا ہوں اوریہ بُت تمہارے چھوٹے خدا ہیں اوراُس نے خدا سے دعا کی تھی کہ مجھے دنیا عنائت کرمیں آخرت کی کوئی چیزنہیں چاہتا خدا نے اُس کی عرض قبول بھی کی تھی اوراُس دریاء نیل پر اختیار تھا جب حکم دیتا وہ چلتا جب منع کرتا وہ ٹھہرجاتا تھا۔

ایک دن فرعون سے کاہنوں نے کہا بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا اُس سے تیری مملکت میں زوال آئے گا۔ یا فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک شخص پیدا ہوکر مجھے خراب کریگا پس وہ غمگین تھا۔

اُس کے پاس ہزار جادوگر ہزار کاہن ہزار نجومی لوگ تھے وہ سب اپنے بُتوں سے منت کرکے پوچھتے تھے کہ وہ لڑکا کب پیدا ہوگا۔ پس جس وقت خدا نے عرش کے فرشتوں سے کہا کہ میں بنی اسرائیل میں موسیٰ کو فلاں مہینے کی فلاں تاریخ فلاں جمعرات کو تین گھڑی رات گذرے اُس کی والدہ کے شکم میں آنے دونگا تو یہ خبردیوتاؤں نے آسمان سے چرا کر اپنے پوجاریوں کو لا کردی اوراُنہوں نے فرعون کو موسیٰ کے رحم میں آنے کا وقت بتلادیا۔

اس لئے فرعون نے اُس جمعرات کو بنی اسرائیل کے سب مرد عورتوں سے جدا کردئیے اورشہر سے باہر نکال دئیے اور فرعون آپ معہ عمران مصاحب کے شہر میں رہا اور عمران سے کہا کہ تو میرے دروازہ پر پہرہ دے میں محل میں جاتا ہوں عمران کی عورت یوخابذ کو خبر ملی کہ عمران

شہر میں ہے وہ اُس کے پاس چلی آئی اورہمبستر ہوکر حاملہ ہوئی۔

اس وقت جادوگر چلائے جو بُتوں کی حضوری میں شب داری کررہے تھے وہ بولے کہ دشمن رحم میں آگیا اوریہ انتظام عورت مرد کی جدائی کا کارگر نہ ہوا پر اب تولد کے وقت انتظام کیا جائے گا۔ پس پھر یہ بندوبست ہواکہ جو لڑکا بنی اسرائیل میں تولد ہوتا مارا جاتا تھا۔ ۹۰ ہزارلڑکے مارے گئے جب موسیٰ تولد ہوئے دایہ نے مہربان ہوکر چھوڑا اوروہ تین مہینے یا زیادہ عرصہ تک پوشیدہ رکھا گیا۔ یہ یوجابذ عمران کی عورت لاوی کے خاندان سے تھی اوربقول معالم لاوی کی بیٹی تھی اُس کے دو بچے ہارون ومریم اوربھی تھے جب وہ عورت موسیٰ کو چھپانہ سکی تو ایک صندوق میں رکھ کر پانی میں ڈال دیا وہ بہتا ہوا فرعون کے باغ میں پہنچا وہاں فرعون اوراُس کی بی بی آسیہ جو ایماندار تھی اوراُس کی لڑکی بھی وہاں تھی انہوں نے موسیٰ کو صندوق میں پایا اوربیٹا کرکے پالا اورموسیٰ نام رکھا لفظ موکے معنی ہیں پانی اورسا کہتے ہیں درخت کو مصری زبان کے موافق اور سریانی زبان میں مومروہ کے صندوق کو کہتے ہیں اورساپانی کو پس موسیٰ کے معنی ہیں پانی کے درختوں میں پایا ہوا یا پانی کا تابوت پر عربی میں موسیٰ استرہ کو کہتے ہیں جس سے بال تراشے جاتے ہیں۔ جب موسیٰ کو پانی میں پایا تو موسیٰ کی بہن مریم وہاں حاضر تھی اس نے کہا کہ میں اس کے لئے ایک دودھ پلائی لاسکتی ہوں اوروہ موسیٰ کی ماں کو لائی اس طرح اس کی پرورش ہوئی۔

موسیٰ کی زبان میں لکنت تھی اس کا سبب یہ تھا کہ ایک روزطفلی میں فرعون نے اسے گود میں لیا موسیٰ نے اس کی دہاڑی نوچ لی اورایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا فرعون نے غصہ ہوکر اس کے قتل کا حکم دیا آسیہ نے کہا یہ نادان بچہ ہے اسے تمیزنہیں یہ توآگ میں بھی ہاتھ ڈالتا ہے پس اُس نے آزمائش کے طورپر جواہرات اورآگ اس کے سامنے رکھوائی موسیٰ جواہرات اٹھانے لگا جبرئیل نے اس کا ہاتھ آگ کی طرف پھیردیا اوراس نے آگ اٹھا کر منہ میں ڈالی پس تھوڑی سی زبان جل گئی تھی اس لئے لکنت ہوئی اورفرعون نے جان بخشی کی۔

قتل قبطی

جب موسیٰ ۱۳یا ۲۰یا ۳۰ برس کا ہوا ایک روزمصر میں یا کسی اوربستی میں تھاکہ ایک قبطی فرعون کا ملازم کسی اسرائیلی کو مارتا تھا اورکہتا تھا کہ باورچی خانہ کے لئے لکڑیاں لا اسرائیلی نے موسیٰ سے فریاد کی پہلے موسیٰ نے قبطی کومنع کیا جب اس نے نہ مانا تو موسیٰ نے ایک گھونسا مارا کہ وہ مرگیا اورکوئی وہاں نہ دیکھتا تھا پس موسیٰ اوروہ اسرائیلی وہاں سے کھسک گئے۔

دوسرے روز وہی اسرائیلی کسی اورقبطی سے لڑتا تھا موسیٰ بولا تو بڑا گمراہ ہے کل تونے ایک شخص کو مروایا آج پھر جھگڑا کرتا ہے یہ کہہ کر موسیٰ قبطی کو مارنے آیا اسرائیلی سمجھا مجھے مارنے آتا ہے اس لئے چلا اٹھا کیا مجھے بھی آج مرتا ہے جیسے تونے کل اُس قبطی کو مارا وہ قبطی جو حاضر تھا جان گیا کہ پہلے قبطی کا قاتل موسیٰ ہے اوریہ خبر فرعون نے سنی جب موسیٰ نے سنا کہ فرعون اب مجھے مارنا چاہتا ہے توبھاگا اورآٹھ روزگھاس کھاکر مدین کے نزدیک پہنچا وہاں راہ میں ایک کنوئے پر گڈریئے گلے لے کر جمع تھے اوردولڑکیاں بھی گلے لے کر حاضر تھیں اورمنتظر تھیں کہ جب سب پلاچکیں توباقی ماندہ پانی اپنی بکریوں کو پلائیں۔ موسیٰ نے کہا تم الگ کیوں کھڑے ہو پانی کیوں نہیں پلاتیں وہ بولیں جب سب پلاچکیں گے اورپانی بچیگا تو پلائینگی کیونکہ ہمارا کوئی مددگارنہیں ہے صرف ایک بوڑھا واندھا باپ ہے وہ نہیں آسکتا۔ یہ لڑکیاں شعیب پیغمبر کی بھتیجیاں یا بیٹیاں تھیں۔

پس موسیٰ نے اُن کی مدد کی اوراُن کے گلوں کو پانی نکال کر پلایا اوروہ لڑکیاں موسیٰ کو گھر میں لائیں اورشعیب نے اُسے کھانا کھلایا اورکہا آٹھ دس برس ہماری گلہ بانی کر توایک لڑکی سے تیرا نکاح کردینگے پس موسیٰ نے یہی کیا۔ شعیب کے گھر میں وہ لاٹھی بھی رکھی تھی جسے آدم بہشت سے لایا تھا وہی لاٹھی موسیٰ کو شعیب نے دی وہی عصائے موسیٰ ہوا۔

موسیٰ کا مصر میں پھر آنا

جب موسیٰ چالیس برس کا ہوا تواُس نے مصرکا ارادہ کیا اورشعیب سے رخصت لے کر معہ اپنی بی بی کے مصر کی طرف چلا جب وادی ایمن میں آیا تو راہ بھول گیا رات

اندھیری تھی برف پڑتی تھی اوراس کی بی بی صفورا اسی وقت لڑکا بھی جنی تھی اورآگ میسر نہ آتی تھی اوروہ جمعرات کی رات تھی ناگاہ کوہ طور کی طرف آگ نظر آئی موسیٰ سب کو چھوڑکر وہاں آگ لینے گیا آگ میں سے آواز آئی میں تیرا خدا ہوں تو اپنی جوتیاں اتار۔

شائد اس لئے جوتیاں اتارنے کا حکم ہوا کہ وہ گدھے کے چمڑے کی ناپاک جوتیاں تھیں۔ یا صرف ادب وتعظیم کےلئے رکھا۔ یا جوتیوں سے مراد تفکرات دل اورعلائق جسمانی ہیں یعنی عالم تفرید میں قدم رکھ یہ مطلب محمدیوں نے جوتے اُتارنے کا بیان کیا ہے۔

پھر کہا کہ اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے وہ بولا میری لاٹھی ہے جس سے بکریاں ہانکتا اورپتے جھاڑتا ہوں اوراس پر تکیہ کرتا ہوں معالم اورمدارک میں لکھا ہے ۔ کہ اس لاٹھی میں کئی تاثیریں تھیں وہ لاٹھی موسیٰ سے راہ میں باتیں کرتی تھی۔ اورموذیات سے حفاظت کرتی تھی۔ راہ کا توشہ اٹھا کر چلتی تھی۔ اورکنوئیں پر وہ رسی اورڈول بن جاتی تھی اور میدان میں درخت میواہ داربن کرپھل دیتی تھی اورسایہ کرتی تھی۔ رات کو چراغ بن جاتی تھی۔ زمین سے چشمے جاری کرتی تھی۔ اور سواری کا کام بھی دیتی تھی اور اور بھی فائدے پہنچاتی تھی۔

پس خدا نے اس وقت موسیٰ کو عصا اور بدبیضا کا معجزہ عنائت کیا اورفرعون کی طرف بھیجا اورہارون کو اس کا مدگارکیا اس رات موسیٰ کی لوگ انتظاری میں رہے پر وہ آگ لے کر نہ آیا کوئی مدین کا قافلہ وہاں آگیا پس صفورا اس کے ساتھ شعیب کی طرف چلی آئی یا موسیٰ نے آکر سب حال سنایا اوراپناسب کچھ اُسے دے کر واپس کیا اب اکیلا مصر کو چلا قریب چا رگھڑی رات گذری شہر مصرمیں آیا ہارون اورمریم اوراپنی ماں کو دیکھا لیکن باپ مرگیا تھا۔ یا ہارون کو بھی وحی آئی کہ وہ راہ میں جاکر موسیٰ سے ملاتی ہوا پھر وہ دونوں اُسی رات یا ایک برس بعد فرعون کے پاس گئے فرعونے موسیٰ کوپہچانا اورباتیں ہوئیں موسیٰ بولا بنی اسرائیل کو ملک شام میں جانے دے اورغلامی میں نہ رکھ۔ اورتو خدا پر ایمان لا پر اُس نے نہ مانا اور فرعون کے وزیر ہامان نے بھی بڑی سرکشی کی موسیٰ نے وہاں معجزات

دکھلائے اورجادوگروں نے بھی اپنی کرامتیں دکھلائیں پر موسیٰ
پر غالب نہ آسکے موسیٰ کے معجزے یہ تھے قحط سالی ملخ
پیادہ جوئیں ، مینڈک ، دریائے نیل کا خون ہونا اور مصریوں
کے درہم دیناروں کا پتھر ہونا یہ سب بلائیں اُن پر آئیں پر وہ
ایمان نہ لائے اس کے بعد بحکم موسیٰ بنی اسرائیل نے
مصریوں سے برتن اور زیور عید کے بہانہ سے قرض لئے اور
یوسف کی لاش کا صندوق دریا سے نکال کر رات کو بھاگ نکلے۔

شام کے وقت مصریوں کو خبر ہوئی کہ وہ چلے گئے ہیں
وہ تعاقب کرنا چاہتے تھے لیکن ہر ایک گھر میں ایک پیارا عزت
دار مرگیا تھا اس لئے اس روز غم میں رہے دوسرے روز تعاقب
کیا۔ بنی اسرائیل دس لاکھ سے زیادہ تھے فرعون بھی چوبیس
ہزار سوار آگے پیچھے دائیں بائیں کرکے اُن کے پیچھے آیا اور
دریائے نیل پر ملاقات ہوئی ۔ موسیٰ نے دریاء نیل کو کہا یا
ابا خالد ہمیں راہ دے باخالد رودنیل کی کنیت ہے۔

پس دریاء میں بارہ راستے ظاہر ہوئے اور دیواروں کی
طرح ادھر اُدھر پانی کھڑا ہوگیا سب اسرائیلی پاراترگئے اورجب
فرعون کا لشکر پانی میں آیا تو دریانے اُن کو غرق کیا اورفرعون
بھی بے عزتی سے دریا میں ڈوب کر مرگیا اُس کی عمر
چارسوبرس کی ہوئی۔

موسیٰ کا طور پر جاکر کتاب لانا

موسیٰ نے سابق میں بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ
جب فرعون معہ اپنی قوم کے غرق ہوجائے گا تب میں
تمہارے فائدے کےلئے خدا کے پاس سے ایک کتاب لاؤنگا
اب کہ فرعون مرگیا بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا وہ کتاب
خدا سے لاؤ جس کا تم نے وعدہ کیا تھا پس موسیٰ نے بحکم
الٰہی ماہ ذیعقد میں ۳۰ دن تک روزہ رکھا اس کے بعد کوہ طور پر
گیا مگر موسیٰ کو شرم آئی کہ میں نے روزہ رکھا ہے میرے منہ
سے روزہ کی بو آتی ہوگی اس لئے اُس نے مسواک کرکے منہ
صاف کیا فرشتوں نے کہا وہ روزہ کی بو ہمارے لئے مشک کی
خوشبو سے زیادہ تھی تونے اسے مسواک سے کیوں دفع کیا یہ
اچھا نہیں کیا تب موسیٰ نے بحکم خدا اُس کے جرمانہ میں
ذالحجہ کے ۱۰ روزہ اور رکھے اس طرح چالیس روزے ہوگئے اس
کے بعد موسیٰ نے ہارون کو اپنا قائم مقام کیا اور کوہ طور پر
چڑھا وہاں خدا نے چالیس رات دن اُس سے باتیں کیں ۴ ہزار یا

۷ ہزار یا ۹۰ ہزار کلمات اُس نے خدا سے سنے۔ آخر کو موسیٰ بولا اے خدا مجھے بچا اپنا دیدار دکھلا اس نے فرمایا کہ تو مجھے دیکھ نہ سکیگا پھر خدا نے اپنے جلال کا ایک ذرہ پہاڑ پر ظاہر کیا اس وقت دنیا کے سب پاگل ہوشیار ہوگئے اور سب بیمار تندرست اور ساری سرزمین سبز ہوگئی سارے پانی میٹھے ہوگئے سارے بُت دنیا کے گر پڑے اور مجوس کی آگ بجھ گئی اور وہ پہاڑ طور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور ۶ پہاڑ اُس پہاڑ میں سے ٹوٹ کر الگ جا پڑے۔

کوہ اُحد وکوہ قاف وکوہ رضوی مدینہ میں جا کر گرے اور کوہ ثور وکوہ بیشر وکوہ حرا مکہ میں گرے اور موسیٰ آٹھ پہر بے ہوش رہا جب ہوش آیا تو اٹھا اور خدا کی تعریف کی۔ پھر خدا نے اُسے ۷ یا ۹ یا ۱۲ تختیاں عنائت کیں ہر تختی ۱۰ یا ۱۲ گز لمبی تھی اور وہ یا تو یاقوت سرخ کی زبر جد کی سنگ زرحام یا زمرد کی تھیں یا اُس بیری کے درخت کی تختیاں تھیں جو بہشت میں ہے یعنی سدرہ المنتہی۔ اور ان تختیوں پر سب کچھ لکھا تھا تفسیر مدارک میں ہے وکتبنا لہ فی الالواح کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب توریت نازل ہوئی تو اس میں اتنا بوجھ تھا کہ ستر اونٹ اُسے اٹھاتے تھے اور کسی نے اُسے اول سے آخر تک نہیں پڑھا صرف موسیٰ اور یشوع وعزیر اور عیسیٰ نے ان کے سوا سب لوگوں نے تھوڑا تھوڑا اُس میں سے پڑھا ہے۔

سامری کا قصہ

ایک آدمی تھا جس کا نام سامری تھا وہ یا تو بنی اسرائیل کے بزرگ قبیلہ سامرہ کا تھا یا غیر قوم میں سے تھا اُس کو موسیٰ بن مظفر کہتے تھے یہ شخص بھی موسیٰ کی طرح مصر میں پیدا ہوا اور اس کی والدہ نے اس کو رود نیل کے کنارہ کسی جزیرہ میں فرعون کے خوف سے پھینکدیا تھا وہاں جبریل نے اس کی پرورش کی تھی جس وقت بنی اسرائیل مصر سے نکلے اور دریائے نیل پر فرعون غرق ہوا اس وقت جبرئیل فرشتہ سوار ہوکر موسیٰ کی مدد کو آیا تھا اس سامری نے جبرئیل کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے تھوڑی خاک اٹھاکر اپنے پاس رکھ لی تھی اب کہ موسیٰ طور پر گیا تو اس شخص نے آکر ہارون سے کہا کہ وہ زیور وبرتن جو بنی اسرائیل مصر سے عاریت لائے ہیں اس کا استعمال جائز نہیں ہے وہ سب جمع

کرنا چاہیے کہ بنی اسرائیل اُس کو کام میں نہ لا سکیں سو ہارون نے کہا اچھا وہ سب جمع کروپس سامری نے وہ سب اموال لے کر آگ میں ڈالے اوران کا ایک بچھڑا ڈھالا اوراس کے شکم میں وہ مٹی جبرئیل کے گھوڑے کے سم کے تلے کی داخل کردی اس لئے وہ بچھڑا جی اٹھا اورآوازکرنے لگا پس سامری نے کہا کہ یہ تمہارا خدا ہے اس کی پرستش کرو موسیٰ طورپر گیا ہے خدا آپ یہاں چلا آیا ہے دیکھو دہات کا بچھڑا بولتا ہے پس سب نے اُس کی پرستش کی مگر ۶ لاکھ اور۱۲ہزار نے اس کی پرستش نہ کی ہارون نے ہر چند منع کیا پر عوام نے نہ مانا۔

جب موسیٰ آیا تو نہایت غصہ ہوا اوروہ تختیاں غصہ میں زمین پر پھینک دیں اُن کے ۶ ٹکڑے ہوگئے ۵ آسمان کو اڑگئے اورایک حصہ رہ گیا جس میں وعظ نصیحت اوراحکام کی باتیں تھیں باقی پانچ جن میں خدائی کے بھید لکھے تھے وہ اڑگئے اورموسیٰ نے ہارون کی داڑھی پکڑی اورکہا تونے یہ شرارت کیوں ہونے دی وہ بولا لوگ مجھے مارے ڈالتے تھے میں لا چارہوگیا تھا پس موسیٰ ہارون کو قتل کرنا چاہتا تھا مگر خدا نے منع کردیا تب موسیٰ نے اُس بچھڑے کو جلاکریا ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریا میں ڈال دیا اورسامری کو جنگل میں نکال دیا اورحکم ہوا کہ کوئی اُسے نہ پوچھے آج تک اُس کی اولاد لوگوں سے کہتی ہے کہ ہمیں نہ چھوا اورسب بُت پرست لو جو اس کے مطیع تھے جنگل میں سرنگوں ہوکر توبہ کرنے لگے پھر ہارون بارہ ہزار شمشیر زن مرد لے کر نکلا اور صبح سے دوپہر تک ۷۰ہزارتک اُن کے قتل کئے تب باقیوں کی توبہ قبول ہوئی۔

قارون ملعون کا قصہ

شائد یہ لوگ قارون قورح کو کہتے ہیں۔ یہ قارون موسیٰ کا چچا یاچچا زادہ یا خواہرزادہ بھائی تھا اورموسیٰ کی خواہر کا شوہربھی تھا وہ بہت خوبصورت اورمالدارشخص تھا فرعون نے اُسے مصر میں بنی اسرائیل کا چودھری بنا رکھا تھا اوروہ بڑا ظالم اورمتکبر مغرو تھا اُس کے پاس دولت بہت تھی چالیس خزانوں کا مالک تھا یا تو یوسف کی دولت اُسے ہاتھ آگئی تھی یا آنکہ فرعون کا خزانچی تھا جب وہ مرگیاتو اُس کا خزانہ دبا بیٹھا تھا بعض کہتے ہیں کہ موسیٰ نے کیمیا گری کا علم اپنے خواہر کو سکھلایا تھااُس نے قارون کو بتلادیا تھا غرض قارون نے زکوات

مال کی نہ دی اورموسیٰ سے ہمیشہ دشمنی رکھی اوراُس کی بیعزتی چاہتا تھا کہ ایک دفعہ موسیٰ کواُس نے زنا کا اہتمام بھی کیا اورہارون کے عہدہ پر حسد کیا تب موسیٰ نے اُس کے لئے بددعا کی اوروہ معہ دس آدمیوں اوراپنے اموال کی زمین میں دہس گیا ہر روزایک قدآدم نیچے اترتا ہے اورقیامت تک دہسا چلا جائیگا۔

قصہ گاؤ

بنی اسرائیل میں کوئی بڈھا آدمی تھا اُس کے اولاد نہ تھی صرف دو بھتیجے تھے اوراُس بڈھے کے پاس مال بہت تھا اُس کے بھتیجوں نے اس خیال سے کہ جب مرجائے گا تو سب مال ہمارے ہاتھ آجائے گا ایک روزاُسے مارڈالا مگر قاتل معلوم نہ ہوا کہ کس نے اُسے مارا ہے خدا نے موسیٰ سے کہا کہ ایک گائیں ایسی ایسی صفتوں والی لے کر ذبح کراوراُس کا گوشت اس مُردہ کے مارو خود زندہ ہوکر اپنا قاتل بتلادیگا چالیس برس تک اُن صفات کی گائیں تلاش کی گئی آخر ایک شخص کے پاس ملی اُس کی قیمت یوں ٹھہری کہ اُس کے چمڑے کو سونے سے بھرکراُس کے مالک کو دینگے پس اُس کو لیا اور ذبح کرکے اُس کا گوشت مُردہ کے مارا وہ جیا اور قاتل بتلایا پھر مرگیا تب موسیٰ نے قاتلوں کو مارا اورمال اُس کا غربا کو بانٹ دیا۔

خضر کا قصہ

موسیٰ کو ایک روزیہ خیال آیا کہ میں سب سے بڑا عالم ہوں کوئی میرے برابر دنیا میں ہے یا نہیں خدا نے کہا حضرت تجھ سے زیادہ ہے اوروہ وہاں رہتا ہے جہاں دریائے فارس اوردریائے روم ملتے ہیں تواپنے ساتھ ایک آدمی لے کر اُس کی تلاش میں جا اورایک بھنی ہوئی مچھلی بھی ساتھ لے جا کہ وہ مچھلی تجھے خضر کا گھر بتلادیگی پس موسیٰ ایک مچھلی بھنی ہوئی اوریوشع کے ساتھ لے کر اُدھر گیا جب مجمع البحرین پر پہنچا جہاں آبِ حیات کا چشمہ تھا وہاں موسیٰ تو سوگیا اوریشوع نے اُس چشمہ میں وضو کی کوئی قطرہ آب حیات کا اُس مچھلی پر گر پڑا فوراً وہ زندہ ہوگئی اورپانی میں بھاگ گئی یوشع حیران رہ گیا جب آگے چلے موسیٰ نے کہا اے یوشع کھانا نکال تاکہ کھائیں پس یوشع نے دسترخوان نکالا اور مچھلی کا ذکر کیا کہ میں اُسے مجمع البحرین پر بھول آیا ہوں۔

موسیٰ بولا اُسی مقام پر واپس چلو وہی مچھلی خضر کا راہ
بتائیگی جب وہاں واپس آئے تو دیکھا کہ وہ مچھلی جو زندہ ہوکر
پانی میں چلی گئی تھی جس طرف وہ گئی اسی طرف پانی ایک
خشک راہ کھلتی چلی گئی ہے تب اُسی راہ سے موسیٰ اوریوشع
چلے گئے آگے جاکر دیکھا تو حضرت خضر تکیہ لگائے ہوئے
بیٹھے ہیں موسیٰ نے سلام کیا خضر نے جواب دیا اور کہا تو کون
ہے وہ بولا میں موسیٰ ہوں بنی اسرائیل کا پیغمبر خدا نے
مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تجھ سے کچھ سیکھوں بابا
خضر نے کہا تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتا کیونکہ تو میری
باتوں پر صبر نہ کرسکے گا موسیٰ بولا میں صبر کرونگا اُس نے
کہا اس شرط پر ساتھ رکھونگا کو تو مجھ سے سوال نہ کرے
چپ چاپ رہے جب تک میں خود بیان نہ کروں اُس نے یہ
شرط قبول کی اور تینوں چلے اور دریا کے کنارے پر آئے اور
ملاحوں سے درخواست کی ہمیں بھی کشتی میں سوار کرلو پہلے
انہوں نے انکار کیا پھر خضر کو پہچان کے مان لیا اوربڑی عزت
سے کشتی میں بٹھلایا جب دریا کے بیچ پہنچے خضر نے چپکے
چپکے تیر سے کشتی میں سوراخ کردیا موسیٰ بولا کیا تو لوگوں کو
ڈبانا چاہتا ہے خضر بولا کیا میں نے کہا تھاکہ تو میرے ساتھ
صبر نہیں کرسکتا موسیٰ نے کہا اب کی بار معاف کیجئے میں
بھول گیا پھر ایک گاؤں میں پہنچے وہاں باہر لڑکے کھیلتے تھے
خضر نے ایک خوبصورت لڑکا پکڑا اورگلا گھونٹ کریا پتھر سے
یا چھری سے مارڈالا موسیٰ چلایا کہ تونے ناحق بے گناہ کا
خون کیا وہ کہنے لگا میں نے نہ کہا تھاکہ تو میرے ساتھ صبر
نہ کرسکیگا تب موسیٰ نے کہا معاف کیجئے اگر اب کے بار
بولوں تو اپنی صحبت سے نکال دینا القصہ آگے چلے اوررات کو
کسی گاؤں کے قریب پہنچے بستی کے دروازے بند ہوچکے تھے
اس لئے لوگوں نے گاؤں میں گھسنے نہ دیا ساری رات بھوکے
پیاسے باہرپڑے رہے وہاں شہرپناہ کی ایک دیوارپرانی گرنے پر
تھی خضر نے ساری رات اُس کی مرمت کی موسیٰ بولا اس
بستی والوں نے نہ کھنا دیا نہ اندرآنے دیا اورتونے ان کے
ساتھ یہ نیک سلوک کیا خضر بولا یہ تیسری عہد شکنی ہے
اب تو چلا جا پر میں تجھے تینوں باتوں کا جواب دیتا ہوں۔ وہ
کشتی محتاج وغریب ملاحوں کی تھی اور ایک بادشاہ اچھی
کشتیاں بیگارپکڑتا ہے پس میں نے اُس کشتی میں عیب لگادیا

تاکه پکڑے نه جائے اوراُن کی روزی بند نه ہو اوراس لڑکے کے
کو میں نے اس لئے مارا که اس کے والدین نیك لوگ ہیں پر یه
پڑکا شریر اورکافر تھا بڑا ہوکر والدین کو بھی کافر کر ڈالتا اگرچه
وه مرگیاپر اُس کے عوض اُس کے والدین کو خدا اوربچه
دیگا۔ کہتے ہیں که اُس کے والدین کے ایك لڑکی اُس کے عوض
پیدا ہوئی اوروه ایك پیغمبر کی جو روبنی اوراُس کی نسل سے ۷۰
پیغمبر نکلے۔ اوراُس دیوار کی مرمت کا یه سبب ہوا که وه گھر
کسی یتیم کا ہے وہاں خزانه دفن ہے اگر وه دیوارگر جاتی خزانه
کھل جاتا تولوگ نکال لیتے پر ضرور تھاکه اُس یتیم کو نه ملے
جب وه بڑا ہوا پس یه سن کر موسیٰ خضر سے جدا ہوا۔

کہتے ہیں که یه خضر اب تك جیتا ہے اورقیامت تك
جئیگا کبھی کبھی وه لوگوں کو ملا بھی کرتا ہے زمین پرپھرتا ہے
اورپانی میں رہتا ہے اسی واسطے مسلمان سقے خضر کے لئے
ہندوستان میں میٹھا دلیا پکا کر پانی میں ڈالا کرتے ہیں اور
کہتے ہیں که دہلی کی جامع مسجد میں جمعه کے دن کبھی کبھی
مسلمانوں سے اُن کی ملاقات بھی ہوئی تھی پریه بعض بزرگوں
کا قول ہے کوئی مذہبی عقیده نہیں ہے پر خضر کے قصه نے
اُن میں یه مہمل خیال پیدا کیا ہے)۔

بلعم بن باعور

بلعم باعورموسیٰ کے عہد میں مستجاب الدعوات
شخص تھا اسم اعظم اُسے یاد تھا جب موسیٰ بقصد جنگ
جباران ولائت شام میں گئے قوم بلعم نے کہا اے بلعم موسیٰ
ہمارے قتل کے لئے آیا ہے دعا کر که وه واپس چلا جائے اُس
نے کہا که میں پیغمبر اورمومنوں پر بددعا کیونکر کروں اچھا
استخاره کروں جیسا معلوم ہوگا کہه دونگا جب استخاره میں
معلوم ہوا که بددعا نه کر تو اُس کی قوم اُس کے پاس تحفه
تحائف لائے اوربددعا کی تکلیف دی وه گد ہے پر سوارہوکر
چلا راه میں کئی بار گدھا زمین پرگرا اُس نے مارمارکر اُسے
اٹھایا تب خدا نے گدھے کی زبان دی وه بولا اے بلعام تو
کہاں جاتا ہے دیکھ فرشتے مجھے پھیرتے ہیں تب بلعم نے
گدھا چھوڑدیا اورپیاده پاحسبان کے پہاڑپر چلا گیا اورجب بنی
اسرائیل پر بددعا کرنی چاہتا تھا خدا اُس کی زبان کے الفاظ
پلٹ دیتا تھا ایسا که اُسی کی قوم پر بددعا پڑتی تھی اوراُس کے

بعد بلعام کی زبان منه سے نکل کر اُس کے سینه پر آپڑی تب وہ بولا دنیا اور آخرت میری دونوں برباد ہوئیں اب ایک حیله کرنا چاہیے که تم اپنی عورتوں کو آراسته سودہ بیچنے کے حیله سے بنی اسرائیل میں بھیجو اور سکھلادو که اگر کوئی اسرائیلی زنا کرے تو انکار نه کریں اس حیله سے بنی اسرائیل برباد ہونگے پس ایک عورت کسی بنت صور اُن عورتوں میں سے جو وہاں آئیں زمزم بن شلوم سردار بنی اسرائیل کو پسند آگئی وہ اس کا ہاتھ پکڑکر موسیٰ کے پاس لے گیا اور کہا یه عورت مجھ پر حرام ہے یا حلال موسیٰ نے کہا حرام ہے زمزم بولا میں اس بات میں تمہاری اطاعت نه کرونگا پھر خیمه میں آیا اور اُس سے زنا کیا تب وبا آئی ایک گھڑی میں ۷۰ ہزار مرگئے اُس وقت فینحاس ہارون کا پوتا حربه لے کر زمزم کے خیمه میں آیا اور زمزم کو معه عورت کے قتل کیا تب وہ بلا دفع ہوئی۔

بیابان کا بیاب اورموسیٰ کی موت

جب فرعون مرگیا تھا تو اب موسیٰ میں نبوت اور سلطنت دونوں جمع ہوگئیں تھیں اُس حکم ہوا که فوج بنی اسرائیل کو اریحا کی طرف بھیجے اور قوم عمالقه سے جنگ کرکے ولائت بیت المقدس خالی کرالے موسیٰ کے پاس بارہ فوجیں تھیں ہر فوج میں ۱۲۰ ہزار مرد تھے اور اُس کے پاس بارہ نقیب تھے ہر فوج کا ایک نقیب یا حاکم تھا۔ موسیٰ سب پر حاکم تھا اور ۳٦ یا ۳۹ برس حاکم رہا اُس کے پاس نه گھر تھا نه سواری ایک پوستین پہنتا تھا اور نمدے کی ٹوپی رکھتا تھا اور کچے چمڑے کی جوتیاں پیروں میں تھیں اور ہاتھ میں عصا تھا رات کو مقام کرتا اور دن کو چلا کرتا تھا لوگ باری باری اُس کے پاس کھانا بھیجا کرتے تھے کوئی صبح کو اور کوئی شام کو بھیجتا تھا خدا نے وعدہ کیا تھا که ارض مقدسه معه سب ولایت کے بنی اسرائیل کو دونگا مگر اُن میں اُس جگه جبار یعنی عمالیق جو قوم عاد سے تھے رہتے تھے ان کا قد چھه گز یا ۴ سو گز یا ۱۸ گز یا ۷ سو گز یا ۸ سو گز کا تھا۔ پس جبکه ملک مصر بعد ہلاکت فرعون بنی اسرائیل کے قبضه میں آگیا تو اب جباروں سے جہاد کرنے کا حکم ہوا پس موسیٰ نے ہر فرقه کا ایک نقیب بلا کر بارہ نقیب جاسوسی کو جباروں میں بھیجے ان بارہ جاسوسوں نے جاکر عوج بن عنق سے ملاقات کی اور اُن کے باغوں کو دیکھا اُن کے انگوروں کے ایسے بڑے بڑے خوشے تھے ایک خوشا آدمی سے

نہیں اٹھ سکتا تھا اوراناراایسے تھے کہ ایک انار کے پوست میں پانچ آدمی سماسکتے تھے پس ان جاسوسوں کو پکڑکرانھوں نے اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ عوج نے ان بارہوں کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر اپنی جورو کے سامنے ڈال دیا اورکہا یہ لوگ ہم سے لڑنے آئے ہیں توکیا کہتی ہے اگرتو کہے تو ان کا آٹا بنا ڈالوں عورت نے کہا انہیں دکھ نہ دے بلکہ چھوڑدے تاکہ اپنی قوم میں حاضرہوکرہمارا ذکرکریں اوروہ سب ڈرکر چلے جائیں پھر عوج نے انہیں ایک انارکھانے کو دیاکہ اُس کے نصف سے یہ بارہ سیر ہوئے اور نصف باقی ہمراہ لے کرلشکرمیں آئے پس بارہ میں سے دس نے سب کو بیدل کردیا اورکالب ویوشع نے جرات دلائی۔

اُس نے شہر سے تین میل کے فاصلہ پر لشکر موسیٰ آراستہ پڑا تھا تب عوج نے ایک پہاڑپر تین میل مربع اکھاڑلیا اوربنی اسرائیل پر ڈالنے کو سر پر اٹھاکر لایا۔ خدا نے ہدہد کو حکم دیا اُس نے فوراً اپنے منقارسے اُس پہاڑمیں سوراخ کردیا پس وہ پہاڑعوج کی گردن میں مثل طوق کے گر پڑا تب عوج زمین پرگرا اورموسیٰ نے جو دس گزکا آدمی تھا اورلاٹھی بھی دس گزکی رکھتا تھا یعنی بیس گزکی بلندی تک پہنچ کر عوج کے ٹخنے پر لاٹھی ماری پھر سب بنی اسرائیل تلواریں لے کر دوڑے اورعوج کا سرکاٹا اوراُس کے پیرکی ہڈی یعنی نلی لے کر رودنیل پر بطورپُل کے کتنے ہی دنوں کے ہوں بدبو نہ کرتے تھے اس چالیس برس کے عرصہ میں نہ بال بڑھے نہ ناخن نہ کپڑے میلے ہوئے اورنہ پورانے ۔ بعض عالم کہتے ہیں کہ بعدچالیس برس کے موسیٰ باقیماندہ کو لے کراُس زمین میں داخل ہوا اور اریحا کو فتح کیا مگر بعض کہتےہیں کہ نہیں موسیٰ اورہارون بیابان میں مرگئے اوریوشع انہیں ارض مقدسہ میں لے گیا۔

ہارون وموسیٰ کی موت ہوئی کہ ایک روز ہارون کسی باغ میں ایک تخت پر بیٹھا ہوا کہتا تھا اے بھائی موسیٰ کیا اچھا مقام ہے فوراً فرشتے نے آکر اس کی جان قبض کرلی اورموسیٰ سے ہارون تین چاربرس بڑا تھا اورایک برس پہلے مرا جب وہ مرگیا موسیٰ نے آکرلوگوں سے کہا وہ بولے تونے اُسے مارا ہے تب ہارون پھر زندہ ہوا اورکہا مجھے موسیٰ نے نہیں مارا میں اپنی موت سے مرا ہوں پس وہ دفن کیا گیا۔

پھر جب موسیٰ کی موت آئی اور فرشتہ جان لینے آیا تو موسیٰ نے کہا بغیر وسیلہ فرشتے کے میں خدا کو جان دونگا جیسے بغیر وسیلہ فرشتے کے مجھ سے خدا باتیں کیا کرتا ہے پھر موسیٰ نے فرشتہ کے منہ پر طمانچہ مارا اور وہ اندھا ہوگیا خدا نے پھر اُسے بینا کیا اور موسیٰ کوہ طور پر گیا دیکھا کہ سات آدمی قبر کھود رہے ہیں پوچھا کہ کس کے لئے ہے وہ بولے تجھ جیسے شخص کے واسطے ہے پس موسیٰ اس میں لیٹ گیا اور بولا کیا اچھی قبر ہے اگر میرے لئے ہوتی تو خوب تھا فوراً جبریل بہشت سے ایک سیب لایا اور موسیٰ نے سونگھا اور جان نکل گئی تب فرشتوں نے غسل دیا اور دفن کیا اور وہ گور آدمیوں سے چھپائی گئی کسی کو معلوم نہ ہوئی موسیٰ کی عمر ۱۲۳ برس یا ۱۳۰ برس یا ۱۵۰ برس یا ۱۶۰ برس کی ہوئی ہے۔

قصہ الیاس

ابن مسعود کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ الیاس نام ہے حضرت یس یا حنوک کا مگر دو اور اقوال سے ثابت ہے کہ وہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہے ابن عباس کی روائت ہے کہ وہ الیشاع کا چچا زاد بھائی تھا اور محمد اصحاق کی روایت ہے کہ وہ ہارون کی پشت میں تھا اُس کا قصہ یہ ہے کہ جب حزقی ایل نبی مرگیا اور بنی اسرائیل بُت پرستی کرنے لگے اس وقت الیاس اٹھا۔ اور یہ یوں ہوا کہ جب یوشع بن نون نے ملک شام کو فتح کیا اور ملک کو بنی اسرائیل کے درمیان تقسیم کردیا اور شہر بعلبک اور اُس کے نواحی میں بعض بنی اسرائیل کو جگہ دی تو وہ لوگ بعل کی پرستش کرنے لگے بعل ایک بُت تھا اُس کی شکم میں شیطان آکر بولا کرتا تھا۔ اور ایک بادشاہ بڑا بُت پرست وہاں تھا اُس کی جورو بھی بڑی بُت پرست عورت تھی سات بادشاہ اُس کے خصم ہوچکے تھے اُس نے سب کو مارا تھا اور وہ ۷ لڑکے جنی تھی تو بھی چھنال تھی بہت سے پیغمبروں کو بھی اُس نے مارا تھا اور یحییٰ بن ذکریا کو جو عیسیٰ کے عہد میں تھا اُسی عورت نے مارا تھا (یہ عورت ایزبل اخیاب کی جورو سے مراد ہے) اس عورت کے گھر کے پاس ایک اچھا باغ تھا کسی بھلے آدمی کا عورت چاہتی تھی کہ وہ باغ لے پر اُس کا مالک نہ دیتا تھا اس لئے وہ اُسے قتل کرنا چاہتی تھی مگر بادشاہ منع کرتا تھا جب بادشاہ کسی سفر کو گیا پیچھے عورت نے اُسے قتل کیا اور باغ لے لیا بادشاہ آکر اگرچہ ناراض ہوا تو بھی درگزر

کی خدا نے الیاس سے کہا اگر بادشاہ اوراُس کی جورو توبہ کریں اورباغ اُس کے وارثوں کو دیں تو بہتر ہے ورنہ میں ان دونوں کو ہلاك کرونگا جب الیاس نے یہ بات بادشاہ کو سنائی تو وہ ناراض ہوا اور الیاس ك دکھ دینا چاہا پس الیاس پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اورنباتات کھاتا رہا سات برس بعد پھر آیا۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ کا لڑکا ایسا بیمار ہوا کہ مرنے کے قریب پہنچا تب اُس نے چارسو بعل کے پیغمبروں کو بعل کے پاس دعا کے واسطے بھیجا بعل پرست کہنے لگے کہ تیری دعا بعل نہ سنیگا تو نے الیاس کو قتل نہیں کیا ہے بادشاہ نے کہا میں تو الیاس کو تلاش کرنے جاتا ہوں تم دعا کرنے کو بعل کے پاس جاؤ۔ پس تلاش کرتے کرتے لوگوں نے الیاس کو پہاڑ پر بیٹھا پایا اورفریب سے بلانے لگے تاکہ پکڑلیں الیاس نے بددعا کی پس ان پچاس آدمیوں کو آگ کھاگئی۔ دوسری بار پچاس آدمی بلانے آئے اُن کو بھی آگ نے کھایا۔ پھر بادشاہ نے کہا کیا کروں لڑکے کی بیماری کے سبب میں خود جانہیں سکتا کہ وہ کس طرح آئے اچھا یوں کریں کہ اس ایماندار شخص کو جو اُس کی جورو کا وزیر تھا بھیجیں شائد وہ اُس کے ساتھ آئے پس فریب سے وزیر پر ظاہر کیا اب تو میں بھی لاچار ہوں اس لئے الیاس پر ایمان لاتا ہوں تو اُسے جاکر لاوہ گیا اورالیاس کو لایا جب بادشاہ کے سامنے آیا اُس وقت لڑکا مرگیا بادشاہ اورسب لوگ غم میں مبتلا ہوگئے الیاس صرف شکل دکھلا کر پھر پہاڑ پر چلا گیا جب غم تمام ہوا بادشاہ نے الیاس کو یاد کیا تاکہ مارے مومن نے کہا وہ تو چلا گیا پس بادشاہ افسوس کرکے رہ گیا اوراس کا خیال چھوڑدیا۔

مدت بعدالیاس اپنی مرضی سے پھر آیا اورایك عورت کے پاس جو یونس پیغمبر کی والدہ تھی چھہ مہینے پوشیدہ رہا انہیں دنوں میں یونس تولد ہوا تھا اورالیاس پہاڑوں کا رہنے والا گھر میں چھپا چھپا تنگ آگیا تھا اس لئے وہ پھر پہاڑ پر چلا گیا اس عرصہ میں یونس لڑکا مرگیا تب اُس کی ما الیاس کو پہاڑوں میں سے تلاش کرکے لائی۔ کرو کہ باہر چل کے تم اپنے بُتوں سے اور میں خدا سے دعا کروں تاکہ سچائی اورکذب مذہبوں کی ظاہر ہوجائے۔

پس باہر گئے اوراوّل انہوں نے بُتوں سے دعا کی مگر پانی نہ برسا تب الیاس نے خدا سے دعا کی اورایك چھوٹا سا بادل

سمندر کی طرف سے اٹھا اور پانی برسا تو بھی وہ ایمان نہ لائے
تب الیاس نے دعا کی کہ مجھے دنیا سے اٹھالے خدا نے اُس کے
اٹھانے کی جگہ اور وقت مقرر کرکے اُسے بلایا اور ایک آگ کا
گھوڑا یا کوئی اور سواری وہاں بھیجی اُس پر الیاس چڑھ کر
آسمان کو چلا تب الیشع چلایا اورالیاس نے چادراُس کے لئے
اوپر ڈالدی اوریوں اُس کو خلیفہ بنایا پھر خدا نے اُس بادشاہ کا
ایک دشمن بھیجا جس نے اُس کو اوراُس کی جورو کو قتل کیا۔

خدا نے الیاس کی سب انسانی خواہشیں دور کیں اب
وہ آدمی بھی ہے اور فرشتہ بھی ہے اور وہ زمینی بھی ہے
اورآسمانی بھی ہے اُس میں دو ماہیتیں جمع ہوگئیں ہیں اور
الیاس جنگلوں اوربیابانوں پر خدا کی طرف سے اب حکومت
کرتا ہے اور خضر دریاؤں کا حاکم ہے اوریہ دونوں شخص ماہ
رمضان کے روزے بیت المقدس میں آکر رکھا کرتے ہیں اورہر
برس مکہ میں جا کر حج کرتےہیں اورالیاس وخضر ایک
دوسرے سے علمی فائدہ بھی اٹھایا کرتے ہیں اوراچھے اچھے
محمدی لوگ ان سے کبھی کبھی ملاقات بھی کیا کرتے تھے۔

یونس کا قصہ

یونس ہود کی اولاد میں سے تھا اوراُس کی ماں بنی
اسرائیل میں سے تھے بعض کہتے ہیں کہ یونس اپنی ماں کی
طرف منسوب ہے اورباپ اُس کا فرقہ لاوی میں سے تھا تاریخ
ابن شخنہ میں لکھا ہے کہ متااُس کی ماتھی بعض کہتے ہیں کہ
متا اس کا باپ تھا۔ خدا نے اُسے رسالت بخشی اورنینوہ شہر
میں بھیجا اُس نے وہاں جاکر مدت تک وعظ نصیحت کی
لوگوں نے نہ مانا اوردکھ دیا اُس نے تنگ آکر کہا اے خدا ان
پر عذاب نازل کر خدا نے کہا اچھا تو شہر میں خبرکردے کہ
تین روزیا چالیس روزبعد عذاب آئے گا پس یونس یہ خبرسناکر
پہاڑمیں جا چھپا جب وقت موعود آیا خدا نے مالک دوزخ
سے کہا کہ ایک جو کے برابر دوزخ کی ہوا اہل نینوہ پر جانے
دے پس اُس نے جانے دی جب شہراُس آتش بارہوا سے گھر
گیا تو لوگ سمجھ گئے کہ یہ وہی عذاب آیا جس کی خبریونس
دے گیا ہے بادشاہ عاقل تھا یونس کو تلاش کرایا پر وہ نہ ملا
تب سب لوگ معہ بادشاہ ٹاٹ کا لباس پہن کر بھوکے پیاسے
جنگل میں روتے ہوئے نکلے اور توبہ کی یکم ذالحجہ سے

دسویں محرم تک روتے رہے آخر کارجمعه کا دن تھاکه دعا
قبول ہوئی اوروہ ابردفع ہوا۔

بعد چالیس یوم کے یونس پہاڑ سے نکلا تو اُسے معلوم
ہوا که عذاب رحمت سے بدل گیا پس اُسے شہر میں جانے سے
شرم آئی که لوگ مجھے جھوٹا بتلائینگے که اُس کے کہنے کے
موافق عذاب نه آیا تب اُس نے جنگل کی راہ لی جب کنارہ
دریا پر پہنچا تو ایک ایسی موج پانی کی آئی که یونس کی جورو
اورایک بیٹا پانی میں بہه گئے ایک بیٹا باقی تھا که اُسے بھیڑیا
کھاگیا اب وہ اکیلا رہ گیا پس سوداگروں کے ساتھ کشتی میں سوار
ہوا جب دریا کے بیچ میں آیا تو وہاں کشتی ٹھہر گئی ملاح
بولے که کوئی فراری غلام اس کشتی میں ہے اس لئے کشتی نہیں
چلتی پس یونس بولا میں بھاگا ہوا غلام ہوں اوراس قوم کا
دستورتھاکه بھاگے ہوئے غلام کو دریا میں ڈبویا کرتے تھے اس
لئے یونس کو دریا میں ڈالا اورمچھلی نے نگل لیا۔ ۴ گھڑی یا ایک
دن یا ۳ روزیا ۷ روزیا ۴۰ روزیا چھه مہینے یا ۷ برس مچھلی کے
شکم میں رہا جیسے بچے ماں کے شکم میں رہا کرتے ہیں اورخدا نے
مچھلی کا بدن مثل شیشه کے شفاف کردیا تھا اوروہ مچھلی
ساتوں سمندروں میں پھری یونس نے خوب عجائب غرائب
سمندروں کے ملاحظه کئے اورمچھلی یونس کو چھه ہزار برس کی
راہ تک لے گئی یا ساتویں زمین کے نیچے تک گئی پریونس ذکر
الٰہی کرتا رہا جب وقت پورا ہوا مچھلی نے جنگل میں اُسے
اوگل دیا وہ بہت ناطاقت تھا اُسے دھوپ بُری لگی تب خدا نے
ایک ارنڈی کادرخت اُس پر اگایا اورہرنی کو حکم ہوا وہ آکر اپنے
پستان اُسے پلاتی تھی کیونکه وہ مثل بچه کے پیدا ہوا تھا آخر کو
مضبوط ہوا اورایک روز سوگیا جب اٹھا تو دیکھا که درخت
سوکھ گیا ہے بڑا غمگین ہوا خدا نے کہا درخت کے لئے ایسا
غم کرتا ہے اوراتنے ہزارآدمیوں کے لئے تونے بددعا کی تھی۔

القصه پھر خدا نے اُسے نینوہ کو بھیجا لوگ اُسے دیکھ کر
بہت خوش ہوئے اورایمان لائے یه لوگ ایک لاکھ بیس ہزار
یا ایک لاکھ سترہزارتھے وہ وہاں رہا آخر کو مرگیا اُس کی قبر
کوفه میں ہے۔

طالوت وجالوت کا قصه

طالوت ساؤل کو اورجالوت جولیت فلستی کو کہتے
ہیں موسیٰ کی موت کے بعد بنی اسرائیل نے اپنے وقت کے

پیغمبر اشمویل یعنی سیموئیل سے کہا ہمارے درمیان
توایک بادشاہ مقررکر تاکہ ہم اُس کی مدد سے قوم جالوت یعنی
عمالقہ سے جہاد کریں یہ درخواست اس لئے کہ اُن کے درمیان
اس وقت کوئی بادشاہ نہ رہا تھا سیموئیل بولا شائد تم پر جہاد
فرض ہوجائے اورتم نہ کرکے ہلاک ہوجاؤ وہ کہنے لگے یہ کس
طرح ہوسکتا ہے جبکہ قوم جالوت نے ہمیں لوٹا اوربرباد
کردیا ہے حدیث میں ہے کہ قوم جالوت نے ۴۰۴۰ نفر بنی
اسرائیل کے قید کرلئے تھے۔ پس سیموئیل نے دعا کی خدا نے
ایک لاٹھی اوربرتن میں تیل بھیج دیا اور کہا کہ جو لوگ تیرے
گھر میں آئیں اوریہ تیل کسی کو دیکھ کر جوش مارے اوریہ
لاٹھی اُس کے قدر کے برابر ہو تو اُسے بنی اسرائیل کا بادشاہ
کردینا جب اُس کے پاس ایک شخص طالوت قوم کا کھٹیک یا
سقاآیا اُس پر تیل نے جوش مارا اورلاٹھی اُس کے قد کے برابر
نکلی وہ بہت خوبصورت اور قدرآور تھا بنی اسرائیل اُس کی
بادشاہت سے ناراض ہوئے کیونکہ وہ شخص بینامین کے
فرقہ سے غریب آدمی تھا نہ یہودا کے فرقہ سے جس میں
بادشاہت آتی تھی۔

بنی اسرائیل نے کہا اگرچہ تیل نے جوش مارا اورلاٹھی
برابر نکلی توبھی کوئی اورعلامت ہمیں خدا سے دلوا جس سے
ہم کامل یقین کریں کہ طالوت بادشاہ ہے سیموئیل بولا
دوسری علامت یہ ہے کہ تابوت جو اب یہاں نہیں ہے وہ
تمہارے پاس آجائے گا ۔ تابوت کہتے ہیں خداوند کے
صندوق کو جسے قوم عالمیق بنی اسرائیل سے چھین کر لے گئے
تھے اس میں موسیٰ کی جوتیاں تھیں اورہارون کی پگڑی اور
تھوڑے سے من وسلویٰ اور اُن تختیوں کے سنگ ریزے
جنہیں موسیٰ طور سے لایا تھا۔ جب عمالقہ اُسے لے گئے
جہاں لیجاتے تھے آفت آتی تھی انہوں نے چاہا کہ جلادیں اُسے
آگ نہ لگی چاہا توڑڈالیں ٹوٹ نہ سکا آخر انہوں نے کسی ناپاک
جگہ میں دفن کردیا اوروہاں پیشاب کرنے آتے تھے جب کوئی
وہاں پیشاب کرنے آتا اُسے بواسیر ہوجاتی تھی اس لئے عمالقہ
نے اُسے وہاں سے نکال کر ایک گاڑی میں رکھا اورد وبیل جوت
کو جنگل کی طرف اکیلا ہانک دیا۔ سو وہ سیموئیل کے پاس آگیا
تب بنی اسرائیل کو یقین ہو کہ طالوت بادشاہ ہے۔ مسلمان
کہتے ہیں کہ وہ تابوت اب دریا طبریہ میں رکھا ہے قیامت سے

پہلے نکلے گا ۔ پس طالوت بعد بادشاہی کے ستر ہزار بنی اسرائیل لے کر عمالقہ سے جہاد کیا گیا۔ شہرارون اور فلسطین کے درمیان بڑی گرم ہوا چلی اور لوگوں کو بہت پیاس لگی طالوت نے لشکر سے کہا خدا تعالیٰ ایک ندی پانی کی ظاہر کیا چاہتا ہے اُس میں سے جو کوئی ایک کفدست پانی پیے گا وہ مومن ہے اور جو دوکفدست سے پیے گا وہ بے ایمان ہے خبردار ہوجاؤ کہ یہ خدا کی طرف سے آزمائش ہے پس ۲۱۳ شخص نے یک کفدست پیا اور سیر ہوئے مگر سب نے زیادہ پیا اور اُن کی زبانیں سیاہ ہوگئیں اور نہ پیاس بجھی پار اُترے جنہوں نے زیادہ پانی پیا تھا قوم جالوت سے ڈرگئے پر جنہوں نے تھوڑا پیا تھا مستعد اور تیار ہے (جالوت ایک آدمی تھا بڑا زور اور اُس کے ہتھیار بارہ من لوہے کے تھے اور اُس کا خود تین من لوہے کا تھا اور سات ہزار اُس کے ساتھ تھے) بنی اسرائیل اُس سے ڈرگئے آخر اس کو داؤد نے مارا۔

داؤد کا احوال

داؤ پیغمبر یہودا کی نویں پشت میں تھا اور داؤد کا باپ طالوت کے لشکر میں معہ اپنے چھ بیٹوں کے حاضر تھا مگر داؤد جو سب سے چھوٹا تھا بکریاں چراتا تھا۔ خدا نے بنی اسرائیل کو خبردی کہ یہ جالوت مردود داؤد کے ہاتھ سے مارا جائے گا پس بنی اسرائیل نے داؤد کو بلایا جب وہ آیا راہ میں تین پتھروں نے داؤد سے بات کہی کہ اے داؤد توہم سے جالوت کو مارے گا پس داؤد نے وہ پتھر اٹھا کر توبرہ میں رکھ لئے اور صف جنگ میں آکر فلاخن میں رکھ کر جالوت کے مارے اُس کا سر ٹوٹ گیا اور قوم جالوت بھاگ نکلی۔

طالوت نے شرط کی تھی جو کوئی جالوت کو مارے میں اُسے اپنی بیٹی دونگا اور نصف سلطنت بھی بخشونگا پس داؤد کو اُس کی بیٹی اور نصف سلطنت مل گئی اس کے بعد ساری سلطنت اُس کی ہوگئی ۔ بعد سلطنت کے خدا نے داؤد کو رسالت بھی دی اور کتاب زبور یونانی زبان میں اُسے مرحمت ہوئی اُس کتاب میں نواہی داوامر نہیں ہیں صرف حمدوثنا وعظ نصیحت اور حضرت محمد کی تعریف اور مسلمانوں کی ستائش لکھی ہے داؤد پیغمبر موسیٰ کی شریعت پر چلتا تھا تفسیر بحر المواج اور زاہدی میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ تک چار ہزار پیغمبر جو آئے سب کے سب

ایک ہی شریعت یعنی توریت پر چلتے تھے اپنی جدی جدی شریعت نہ لائے تھے۔

داؤد کے ہاتھ میں خدا نے ایسی قدرت دی تھی کہ لوہا اُس کے ہاتھ میں موم ہوجاتا تھا اوروہ روز ایک ذرہ بناتا تھا اورچھ ہزاردرم کو فروخت کرتا تھا اُن میں سے چارہزاردرم خیرات دیتا تھا اوردو ہزار سے عالیداری کی پرورش کرتا تھا وہ ایسا خوش آواز تھا کہ جب زبور پڑھتا درندے پرندے اور وحوش بھی جمع ہوکر سنتے تھے اور مضطرب ہوجاتے تھے بلکہ جانوربھی اُس کے ساتھ گانے لگتے تھے اوردریا وہوا ٹھہر جاتی تھی اورجب وہ چاہتا تھا توپہاڑبھی اُس کے ساتھ چلتے تھے ۔ ۹۹ عورتیں اس کی جوروں تھیں اور ۳۰۰ لونڈیاں بھی اُس کے پاس تھیں توبھی اُس نے اوریاہ کی جوروکو لے لیا اورقصہ یوں تھا کہ ایک عورت سے اوریاہ نے منگنی کی تھی اُس کی منگنی پر داؤد نے بھی اُس کی درخواست کی اوراُس سے نکاح کرلیا اس لئے خدا ناراض ہوا کہ تونے دوسرے کی منگنی کیوں چھین لی ۔ اس قصے میں علماء محمدیہ کی طرح بطرح کی روائتیں ہیں چونکہ وہ روائتیں عقل اورشرع کے برخلاف ہیں اس لئے یہ روائت کہ منگنی تھی محمدیوں نے قبول کی ہے تاکہ داؤد پر عیب نہ لگے توبھی اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اورطرح کی بھی روائتیں آئیں ہیں جو ہماری عقل اورشرع قبول نہیں کرتی دنیاوی واقعات بھی چاہیے کہ اُن کی شرع عقل کے برخلاف واقع نہ ہوں۔

پس خدا نے دوفرشتے اُس کے پاس بھیجے وہ آکر بولے کہ ہمارے درمیان انصاف کر یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ۹۹ بھیڑیں ہیں اورمیرے پاس ایک بھیڑ تھی اس نے وہ بھی چھین لی تو داؤد بولا اس نے ظلم کیا ہے پس فرشتے فوراً غائب ہوگئے داؤد سمجھا کہ میرا امتحان کیا گیا رونے لگا چالیس برس یا چالیس دن روتا رہا تب خدا نے اُسے بخشا داؤد کے زمانہ میں جمعہ کے دن عبادت کرنا یہود پر واجب تھا پرانہوں نے قبول نہ کیا ہفتہ کے روز عبادت کرنے لگے اورحکم تھا کہ اس روزمچھلی کا شکار نہ کریں پر بعض لوگ کرتے رہے اس لئے خدا نے انہیں بندربنادیا تین روزبندررہے پھر مرگئے بعض کہتے ہیں کہ بندرکی نسل انہیں سے اب تک جاری ہے۔

سلیمان کا قصہ

جب داؤد بوڑھا ہوا جبرئیل ایک صندوق اُس کے پاس لایا اور کہا جو کوئی تیرے بیٹوں میں ۱۹ ہیں یہ بتلاؤ کہ اس صندوق میں کیا ہے وہی بادشاہ ہوگا پس کوئی لڑکا نہ بتلا سکا مگر سلیمان نے کہا اس میں ایک انگشتری ہے اورایک کوڑا ہے اورایک چھٹی ہے جو کوئی اس انگشتری کو پہنے گا اس میں سب طرح کی قدرت ہوگی اوراس کوڑے سے حکومت کرے گا اورچھٹی میں پانچ سوال ہیں جو ان کا جواب دے گا وہ بادشاہ ہے پس صندوق کھولا تو یہی نکلا اورسلیمان نے پانچ جواب بھی دئیے تب وہ بادشاہ ہوا اور داؤد مرگیا اُس کی عمر ۱۷۰ برس کی ہوئی جب سلیمان وہ انگشتری پہن کر بادشاہ ہوا تو سب آدمی اورجن وپریاں اورسب جانوربلکہ ہوا اوردریا بھی اُس کے مطیع ہوگئے سمندر اورزمین نے اپنے سب خزانے اس کو بتلادئیے جنات نے اُن کو جمع کیا اوروہ ساری زمین کا بادشاہ ہوا وہ جانور کی آواز بھی سمجھتا تھا اورکوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہ تھی اس کے پاس شیشے کے ہزارمکان تھے جن میں تین سو عورتیں خوبصورت اُس کی جوروں تھیں اورسات سوباندیاں اور غلام تھے اُس کے پاس ساری دنیا کی شان وشوکت بدرجہ کمال موجود تھی اوردریائی گھوڑے جن کے پر تھے جنات اُس کے لئے سمندروں میں سے لائے تھے ۔ ایک روز سورج غروب ہوگیا اوروہ گھوڑدوڑ کے تماشے میں نمازادانہ کرسکا پس سلیمان نے اُن فرشتوں کو جو سورج پر حاکم ہیں فرمایا تب انہوں نے سورج کو الٹا ہٹایا اوراُس نے نمازپڑھی اوروہ سب گھوڑے قربانی کرڈالے۔ سلیمان کا لشکر سو فرسخ مربع میں خیمہ زن ہوتا تھا ۲۵ فرسخ میں آدمیوں کی اور۲۵ میں جنات کی اور۲۵ میں پرندوں کی اور۲۵ میں درندوں کی فوجیں پڑتی تھیں۔

اُس کے پاس ایک عجیب قدرت کا تخت بھی تھا اورایسی ایسی چیزیں تھیں جن کا ذکر اس مختصر میں نہیں ہوسکتا۔

سلیمان کی خدمت میں ایک ہُد ہُد بھی تھا ایک روزہ وہ غائب رہا خدمت میں نہ آیا سلیمان اُس پر خفا ہوا اُس نے کہا کہ میں ملک یمن میں گیا تھا وہاں ایک عورت بلقیس نام ملکہ ہے اُس کی شان شوکت بڑی ہے اوروہ سوچ پرست ہے

اُس کے ملك کی سیر میں مجھے دیر لگی ۔ پس سلیمان نے ایك
خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اے بلقیس میرے اوپر
فوقیت کا دعویٰ نہ کر بلکہ مسلمان ہوکر میری خدمت میں
حاضر ہو) اوریہ خط ہُد ہُد کے منقارمیں دے کر بلقیس کی
طرف بھیجا ہُد ہُد نے جاکر بلقیس کو دیا اُس نے پڑھ کر ارکان
دولت سے صلاح کی وہ لوگ جنگ پر آمادہ ہوئے پر بلقیس
نے جنگ کرنا نہ چاہا بلکہ بہت سے تحفے تحائف عجیب
غریب جو یہاں بیان نہیں ہوسکتے اُس کی طرف بھیجے اورآپ
پیچھے سے آتی تھی جب وہ تحائف لے کر وکیل آئے سلیمان
اُن سے ملا اوراپنی شان شوکت انہیں دکھلائی لوگوں نے
سلیمان سے کہا بلقیس کم عقل اوربدشکل ہے تو اُس پر توجہ
نہ کر۔ پر اُس نے حکم دیا کہ بلقیس کی حاضری کے پہلے اُس کا
تخت اٹھاکر لایا جائے پس جنات جلدی جاکر اُسے اٹھا لائے
اوربلقیس پیچھے حاضر ہوئی اورمسلمان ہوگئی سلیمان نے
اُسے غسل دلایا اورنکاح کیا اوراُس کا ملك اُسے بخشدیا۔ ہر
مہینے میں ایک باراُس کے ملك میں جاتا تھا اورتین روزاُس
کے ساتھ رہتا تھا اوراُس سے لڑکا بھی پیدا ہوا تھا۔ بعض کہتے
ہیں آپ نے نکاح نہیں کیا ہمدان کے بادشاہ سے اُس کا نکاح
کرادیا تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ کسی جزیرہ میں کوئی کافر بادشاہ تھا
سلیمان نے اُسے قتل کیا اوراُس کی خوبصورت لڑکی مسلمان
کرکے نکاح میں لایا وہ لڑکی اپنے باپ کو یاد کرکے رویا کرتی تھی
پس سلیمان نے اُس کا دل بھلانے کو اُس کے باپ کی تصویر
بنوائی تاکہ وہ عورت دیکھے اور تسلی پائے پر وہ معہ اپنی
سہیلوں کے سلیمان سے پوشیدہ اُس تصویر کو پوجنے لگی
آصف کو جو سلیمان کا وزیر تھا خبر ہوگئی اس سلیمان سے
کہا پس سلیمان نے فوراً اُس تصویر کو توڑڈالا اوراُس عورت
کو لاتیں مارکر تنبیہ دی اورروتا ہوا جنگل کو نکل گیا۔ سلیمان
کی عادت تھی کہ وہ انگشتری طہارت کے وقت اپنے بیٹے اُمینہ
کے سپرد کرتا تھا ایك روزوہ انگشتری اُس لڑکے کے پاس تھی
کہ صحرا نام جن بشکل سلیمان آیا اوراُس سے انگشتری
مانگ کر پہن لی اوربادشاہ ہوگیااب اُس کا حکم مثل سلیمان
کے جاری ہوا اورسلیمان فقیر ہوکر بھیك مانگنے لگا جب
لوگوں سے کہتا کہ میں سلیمان ہوں وہ اُس کو گالیاں دیا کرتے
تھے اورخاك ڈالتے تھے آخر کو ایك ماہی گیر کا نوکر ہوگیا اوروہ

ہر روز اُسے دو مچھلیاں دیا کرتا تھا۔ چونکہ چالیس روز اُس تصویر کی پرستش اُس کے گھر میں ہوئی تھی اس لئے چالیس دن سلیمان کا یہ حال رہا بعد اس کے وہ صخرہ جن اُس انگشتری کو دریا میں ڈال کر اڑھ گیا مچھلی نے انگشتری کو نگل لیا اوروہ مچھلی ماہی گیر نے پکڑکر سلیمان کے حصہ میں دی اُسے چیر کر انگشتری نکالی اورپھر عروج ہوا۔ پر کہتے ہیں کہ سلیمان سب پیغمبروں سے پانچ سویا چالیس برس بعد بہشت میں جائے گا کیونکہ اُس نے دنیاوی شان شوکت بہت حاصل کی تھی اورحضرت محمد سب پیغمبروں سے پہلے بہشت میں جائینگے کیونکہ وہ فقیر تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ بیت المقدس کی عمارت پہلے داؤد نے شروع کی مگر قبل ازاتمام انتقال ہوگیا۔ پھر سلیمان نے اُس کی تیاری میں بڑی کوشش کی اورکئی ہزارآدمی لگاکر زرکثیر سے سات برس تک بنایا ابھی تیار نہ ہوئے تھے کہ اس کی موت آگئی پس اُس کی لاش کو غسل اورکفن دے کر لاٹھی کے سہارے بیت المقدس میں کھڑا کردیا جنات نے سمجھا کہ وہ عبادت میں ہے اس لئے سب کام میں مشغول رہے اوروہ ایک سال تک کھڑا رہا آخر دیمک نے لاٹھی کو کھالیا اور لاش گر پڑی تب جنات بھاگ گئے اوربیت المقدس تیار ہوگئی مگر بخت نضر نے اُسے برباد کردیا۔ سلیمان کی عمر ۱۵۳ یا ۱۸۰ برس کی ہوئی اس کی قبربیت المقدس میں ہے۔

ذکریا اوریحییٰ کا قصہ

ذکریا یحییٰ یا یوحنا اصطباغی کا باپ سلیمان بن داؤد کی اولاد سے تھا اوربڑا پیغمبر اوربیت المقدس کے احباروں کا سردارتھا (واضح ہو کہ وہ اولاد داؤد سے نہ تھا کہ بلکہ ہارون میں سے ایک کاہن تھا) اُس کی عمر ۶۰ یا ۷۰ یا ۷۵ یا ۸۵ یا ۱۲۰ یا ۹۹ یا ۹۳ برس کی تھی اوراُس کی جورو ۸۰ یا ۹۸ برس کی تھی ایک ایک روزبیت المقدس کے محراب میں قربانی چڑھا کر دعا کرتا تھا کہ اے خدا میں بوڑھا ہوں اورمیری جورو بانجھ ہے اور اولاد نہیں ہے تومجھے ایک بیٹا عنائت کر جو امور دنیا ودین میں میرا جانشین ہوا۔ دعا قبول ہوئی اورخدا نے کہا تیرے بیٹا ہوگا اُس کا نام یحییٰ رکھنا اُس نے خدا سے علامت مانگی خدا نے کہا تین روزتو بول نہ سکے گا اس لئے اُس کی زبان تین روز بندرہی آخر کو کھل گئی اور ۹ مہینے کے بعد لڑکا ہوا وہ ٹاٹ کا

لبیاس پہنتا اور ریاضت کرتا اور بہت روتا تھا اس لئے ذکریا اُس کے سامنے وعظ نصیحت بھی نہ سنتا تھا کہ اُس کا غم زیادہ نہ ہو ایک روز ذکریا سمجھا کہ وہ مجلس میں نہیں ہے اور دوزخ کا بیان سنایا یحییٰ جو گوشہ میں بیٹھا تھا چیخیں مارتا ہوا جنگل میں بھاگا دن بھر پہاڑوں میں روتا رات کو کسی غار میں آسوتا تھا کسی چروا ہے کے بتلانے سے اُس کی والدہ وہاں جاکر ملی وہ اُسے دیکھ کر بھاگنے لگا تب ما نے حق شیر ثابت کیا تب وہ اُس سے ملا۔

اس عرصہ میں بنی اسرائیل شریر ہوگئے ذکریا نے انہیں نصیحت کرتا تھا پر وہ نہ مانتے تھے بلکہ اُس کے دشمن ہوگئے تھے اور اُسے قتل کرنا چاہتے تھے پس ذکریا اُن سامنے سے بھاگا اور اسرائیلی لوگ اُس کے پیچھے دوڑے راہ میں ایک درخت ذکریا کے چھپانے کو پھٹ کیا اور ذکریا اُس میں گھس گیا شیطان نے کفار سے کہا ذکریا اس درخت میں ہے پس انہوں نے آری سے چیرا جب اُس کے سر پر آرا چلا اُس نے آہ ماری خدا نے کہا اگر پھر مارے گا تو پیغمبر میں سے تیرا نام کاٹ ڈالونگا پس وہ چپ چاپ چیرا گیا اس کی عمر اس وقت ۳۰۰ برس کی تھی۔

پھر بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا اُس کے ایک ملکہ تھی اور اُس ملکہ کی بیٹی تھی پہلے خصم سے ملکہ چاہتی تھی کہ اپنی بیٹی بھی اپنے حال کے خصم کی جورو بنا دے یحییٰ نے اس حرکت سے اُسے منع کیا اس لئے بادشاہ نے ملکہ کے کہنے سے اُس کی گردن میں ایک رسی باندھ کر حاضر کرایا اور سر کاٹ لیا وہ سر بھی کٹا ہوا بولتا تھا کہ جورو کی بیٹی سے نکاح کرنا نہ چاہیے کہتے ہیں کہ ملکہ کو شیر کھاگیا اور بادشاہ بھی معہ اپنے قوم کے شیروں سے ہلاک ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ نہیں اپنے بھائی کی بیٹی پر عاشق ہوگیا تھا یحییٰ کی عمر ۷۵ برس کی ہوئی اور دمشق کی جامع مسجد میں اُس کی قبر ہے۔

مریم اور مسیح کے تولد کا احوال

مریم سلیمان کی ۱۷ یا ۱۸ پشت میں تھی اس کی ماں ایک زاہدہ عورت تھی جس کا نام حنہ تھا اور اس کا شوہر عمران تھا جب حنہ حاملہ ہوئی تو اُس نے نذر مانی کہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گا پس اُس کے

مریم لڑکی پیدا ہوئی مریم کے معنی ہیں خدا کی باندی یا عابدہ
حنہ اُسے کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں لا ئی ذکریا نے
اُس کی پرورش کی اوروہ بیت المقدس کی خادمہ ہوئی اورمریم
کی بہن یا خالہ ذکریا کی جورو تھی اگرچہ اُس وقت بیت المقدس
کی خاکروبی ۴ ہزار آدمی کرتے تھے اورمریم بھی اُن میں سے ایک
تھی توبھی خدا نے مریم کو ایسا قبول کیا کہ اُسکا نام قیامت
تک جاری رہے گا وہ ۱۰ یا ۱۳ برس کی تھی کہ جبرئیل نے آکر
فرزند کی بشارت دی اور کہا قدرت ایزدی سے بلا شوہر تیرے
فرزند پیدا ہوگا اسی وقت سے وہ حاملہ ہوئی اور حمل کی
خبر ذکریا کو ملی وہ متعجب ہوا کہ وہ بلا شوہر کس طرح
حاملہ ہے ذکریا کی عورت نے کہا اُس کے شکم سے حضرت
یحییٰ تھے پس ذکریا کی عورت کے شکم والے بچہ نے مریم کے
شکم والے بچہ کو سجدہ کیا اورتواضح سے جھکا اس لئے اُس
نے اسکی تعریف کی پس مریم یا تو جنگل کو نکل گئی یا شہر
ایلیاہ جو ۶ کوس بیت المقدس سے ہے وہاں گئی اوراس خیال
سے کہ لوگ مجھے اتہام کرینگے غمزدہ ہوکر موت کی آرزو کرنے
لگی تب دردزہ ہوگیا اور درخت خرما جوخشک تھا تازہ ہوا

اورایک چشمہ پانی کا جاری ہوا۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ
بیت المقدس میں مریم نہیں ہے تو اُس کی تلاش میں پتا لگا کر
اُسی جگہ آپہنچے اورمریم کو معہ لڑکے کے وہاں پایا اور کہا اے
مریم عمران کی بیٹی ہارون کی بہن تیری ماں زناکار نہ تھی تو نے
یہ کیا کیا مریم نہ بولی بلکہ اشارہ کیا کہ اُس لڑکے سے پوچھو پس
بچہ نے جواب دیاکہ میں خدا کا بندہ ہوں خدا نے مجھے
انجیل دے کر پیغمبر کیا ہے اور مجھے بابرکت بنایا ہے اور مجھے
نماز اور زکوات دینے کا حکم دیا ہے جب تک میں جیتا ہوں
اور مجھے خدا نے نیکو کار بنایا ہے اورگردن کش نہیں بنایا ہے
پس لوگوں نے جب یہ معجزہ دیکھا تو قدرت الہیٰ سے حیران
ہوگئے اُس وقت عیسیٰ کی عمر ایک دن یا ۴۰ دن کی تھی اوروہ
ایک دفعہ باتیں کرکے پھر چپ رہا جب تک کلام کرنے کی عمر
کو نہ پہنچا۔ ۳۰ برس کا ہوا تب اُسے وحی آئی بعض کہتے ہیں کہ
گہوارہ میں بھی لوگوں سے باتیں کیا کرتا تھا جب اُسے اُستاد کے
پاس لے گئے تاکہ پڑھنا سیکھے تو معلم نے کہا کہہ بسم عیسیٰ
علیہ السلام وہ بولا بسم اللہ یعنی اُس نے بسم عیسیٰ نہ کہا
(شائد یہ معلم عیسیٰ کو اُس کے ظاہر ہونے سے پہلے بھی خدا

جانتا تھا کہ خدا کی جگہ میں اُس کے نام کو رکھتا ہے) پھر معلم
نے کہا الرحمن عیسیٰ بولا الرحمن الرحیم ۔ جب معلم نے
کہا کہہ ابجد یعنی الف ب ج د عیسیٰ بولا بجد کیا ہوتا ہے
اوراس کے کیا معنی ہیں وہ بولا میں نہیں جانتا عیسیٰ نے کہا
الف علامت احدیت سے ب اُس کی بزرگی دکھلاتی ہے ج اُس کا
جلال ظاہر کرتی ہے دال علامت دوام کی ہے تب معلم بولا
میں اس کو کیونکر پڑھاؤں یہ تومجھ سے زیادہ عالم ہے ۔ پس
عیسیٰ لڑکوں میں کھیلتا رہا اورجو جو کھانے لڑکے کھاکر آتے
تھے وہ غیب سے بتلاتا تھا جب بالغ ہوا بنی اسرائیل کو ایمان
لانے کے لئے دعوت کی پر کوئی ایمان نہ لایا اور کہا بے باپ
کے لڑکے کا حکم ہم قبول نہیں کرتے ہم موسیٰ کے شاگرد ہیں
لیکن سب سے پہلے اُس پر یحییٰ پیغمبر ایمان لایا مگر یہودی
اُس کے درپے تھے اس لئے وہ ملک شام سے مصر کو چلا
دریائے نیال کے کنارے اُس نے دھوبیوں کو کپڑے دھوتے
دیکھا انہیں کہا تم کپڑوں کو سفید اورپاک کرتے ہو اگر میرے
ساتھ آؤتمہارے دل کفر سے پاک کرکے میں تمہیں صاف
بناؤں گا پس وہ اس کے ساتھ ایمان لاکر ہوئے بعض کہتے ہیں
کہ اس نے ماہی گیروں کو دیکھا تھا اور کہا میرے ساتھ آؤ کہ
تم توحید الٰہی کا شکارکروگے۔ تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ
جب عیسیٰ کو کسی معلم نے نہ پڑھایا تو مریم نے اُسے کسی
رنگریز کے پاس چھوڑدیا تاکہ یہ پیشہ سیکھ لے عیسیٰ نے اس
کے سارے کپڑے اٹھاکے نیل کے ماٹ میں ڈال دئیے اورہر
رنگ جو مطلوب تھا خود بخود ہوگیا پس لوگ یہ معجزہ دیکھ
کر اُس کے ساتھ ہوگئے جب عیسیٰ مصر سے واپس آیا اوربنی
اسرائیل سے ایمان لانے کو کہا کہ میں خدا سے معجزے لے
کر آیا ہوں ایک تو یہ کہ مٹی کے جانور بناکر بحکم خدا زندہ
کردیتا ہوں اوروہ اڑتے ہیں دوسرے یہ کہ مادرزاد اندھے کو
بینا کرتا ہوں اورکوڑھی کو صاف کرتا ہوں اوراُس کے پاس کبھی
کبھی پچاس ہزارآدمی بیمارآتے تھے اوروہ سب کو تندرست
کردیتا تھا اورجو نہ آسکتے تھے انہیں دعا سے صحت بخشتا تھا
اس کے منہ کے سانس میں بڑی تاثیر تھی۔

عیسیٰ نے چارمُردے جلائے ایک ان میں سے سام بن
نوح تھا جو ۴ ہزاربرس کا مردہ تھا وہ زندہ ہوکرپھر اُسی وقت
مرگیا مگر دوسرے تین جو جلائے دنیا میں رہے اوربچے بھی

جنے اُس نے دوشخص شہر انطاکیہ میں بھیجے ان کا بندہ نے اتفاقی مباحثہ میں لکھا ہے۔

پس عیسیٰ جو طرح طرح کے معجزے دکھلاتا تھا لوگ کہنے لگے وہ جادو سے کرتا ہے اوربعض کہتے تھے وہ سچا ہے یہ لوگ ایمان بھی لائے اوراُسے خدا سمجھنے لگے کیونکہ وہ لوگ گمان کرتے تھے کہ خدا ہر زمانہ میں کسی جسم میں حلول کرکے آتا ہے اس وقت عیسیٰ میں آیا ہے اوربعض کہتے تھے کہ تین خدا ہیں ایک اللہ دوسری مریم تیسرا عیسیٰ اوربعض کہتے تھے کہ عیسیٰ خدا کا بندہ اوررسول ہے۔ لوگوں نے عیسیٰ سے کہا کہ ہمیں آسمان سے کھانا منگواکر کھلاتا کہ ہمیں یقین آئے اس نے دعا کی اورایک دسترخوان اُترا اس میں ایک مچھلی بھُنی ہوئی اورنمک اورسرکا اورترکاریاں اورپانچ روٹیاں اورپانچ انار تھے لوگ بولے اس معجزہ میں کوئی اورمعجزہ بھی دکھلا تب اُس نے اُس بھُنی ہوئی مچھلی کو زندہ کردیا اورعیسیٰ نے وہ سب کھانا ۱۳۰۰یا ۵۰۰۰ یا پانچ لاکھ فقرا کو کھلایا پھر وہ دستر خوان آسمان پر چلا گیا اورجس روزوہ کھانا آیا وہ اتوارکا دن تھا اس لئے عیسائی لوگ اتوارکو عید کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تین روزیا سات روزیا ۴۰ روزکھانا آتا رہا حکم تھاکہ فقیر اس میں سے کھائیں امیر لوگ نہ کھائیں اس لئے دولتمندوں نے غصہ سے اُسے سحر بتلایا تب عیسیٰ نے انہیں بددعا کی اور۳۳ یا ۳۳۳ یا ۵۰۰۰ شخص سور بن گئے اورگندگی کھاکر تین روز بعد مرگئے۔

حضرت عیسیٰ خوش روشخص تھے اورتُرک دنیا اورزہد میں درجہ اعلیٰ رکھتے تھے ۔ ایک روز جنگل میں شاگردوں کے ساتھ تھے کہ ایک لومڑی انہیں ملی عیسیٰ نے کہا تو کہاں سے آتی ہے وہ بولی عیسیٰ کے گھر سے آتی ہوں حضرت نے کہا میرے کوئی گھر نہیں ہے شاگردوں نے کہا کہ آپ واسطے جہاں کہو ہم گھر بنائیں فرمایا دریا، موُج زن کے اندربناؤ وہ کہنے لگے یہاں کیونکر بن سکتا ہے فرمایا دنیا دریائے موج زن ہے اس میں گھر بنانا نہ چاہیے ۔

عیسیٰ کا آسمان پر جانا

ایک روزحضرت عیسیٰ نے بیت المقدس کے منبر پر وعظ کیا اور کہا اے لوگو تمہیں معلوم ہے کہ یہود کے لئے ہفتہ کا دن اور توریت کتاب شریعت ہے پس اب توریت

منسوخ ہوئی اور ہفتہ کے دن کے عوض اتوار مقرر ہوا پس
یہودی دشمن ہوگئے اور قتل کی فکر میں لگے اور عیسیٰ اور مریم
کو گالیاں دینے لگے اسلئے خدا نے اُن کے جوانوں کو بندر اور
بچوں کو سور بنادیا اس سے وہ اور بھی زیادہ دشمن ہوئے اور
بڑی حیلہ بازی سے عیسیٰ کو پکڑا اور تمام رات ایک گھر میں
قید رکھا صبح کو گھر کے دروازہ پر سب جمع ہوئے اور اُن کا
سردار گھر کے اندر گیا تاکہ عیسیٰ کو باہر لائے پر عیسیٰ کو تو
اُسی رات خدا نے آسمان پر بلالیا تھا ایسا کہ کسی کو خبر نہ
ہوئی تھی لیکن وہ سردار جب اندر گیا تو اُس کی شکل خدا نے
مثل عیسیٰ کے فوراً بنادی جب وہ باہر نکلا اور کہا گھر میں
عیسیٰ تو نہیں ہے لوگ اُسے چمٹ گئے کہ تو ہی عیسیٰ ہے ہر
چند وہ کہتا رہا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں پر شکل عیسیٰ کی تھی
اس لئے کسی نے نہ مانا اُسے لیجا کر صلیب پر مارا پھر اپنے
سردار کی تلاش کرنے لگے جب کہیں نہ پایا تو بہت گھبرائے کہ
سردار مارا گیا اور عیسیٰ اڑگیا ۔ اُسکے آسمان پر جانے کے طور
میں بہت اختلاف ہے یا تو اُس کی جان خدا نے قبض کی اور
سات گھنٹے کے بعد اُسے آسمان پر لے گیا۔ یا وہ سوگیا تھا اور
نیند میں اُسے خدا نے اٹھالیا۔ یا ابر آیا اور اُسے لے گیا جاتے
وقت مریم عیسیٰ کو لپٹ گئی پس وہ ملاقات قیامت کا وعدہ
کرکے چھوڑ گیا بعد اُس کے چھ برس مریم اور زندہ رہیں اور
جب مسیح آسمان کو گئے تو اُن کی عمر ۳۳ برس کی تھی اور وہ
آسمان پر جاکر جسمانی نہ رہے بلکہ آسمانی ہوگئے پھر لوگوں
میں اختلاف پڑا کہ وہ کون تھا یعقوب نے کہا وہ خدا تھا زمین
پر آیا تھا پھر آسمان پر چلاگیا۔ نسطور بولا وہ خدا کا بیٹا تھا
خدا نے اُسے بھیجا تھا پھر بلالیا۔ ملکا بولا وہ بندہ اور رسول تھا
پس ان تینوں عالموں کی رائے کے موافق یعقوبیہ نسطوریہ ملکا
نیہ تین فرقے ہوگئے۔ کہتے ہیں کہ عیسیٰ پھر آسمان سے آئے
گا اور دجال کو مارے گا اس کے عہد میں سب یہودی مارے
جائینگے اور کوئی کافر دنیا میں نہ رہے گا اور ایسا امن چین ہوگا کہ
شیر اونٹوں اور گائیں اور بکریوں کے ساتھ ایک مکان میں
چرینگے اور لڑکے سانپوں سے کھیلیں گے اور حضرت عیسیٰ
محمدی شریعت پر عمل کریں گے اور کسی عورت سے شادی
کرکے بچے جنیں گے اور چالیس برس بعد مرجائینگے اور مدینہ
میں حضرت محمد کے قبر کے پاس دفن کئے جائینگے۔

نتیجه

تعلیم محمدی کا ایک وہ حصہ جس میں نہائت فحش باتیں ہیں میں نے چھوڑدیا ہے مگر اُن کی ساری اچھی تعلیم جو ہے سو یہ ہی ہے جو اس کتاب میں لکھی گئی ہے اوریہ سب بیان نہ صرف حدیثوں سے ہیں مگر قرآن اوراحادیث معتبرہ سے بموجب رائے علماء محمدیہ کے جو معتبر لوگ ہیں یہ ذکر لکھے گئے ہیں اوراگر کوئی بات باقی بھی رہی ہوگی تو رہے مگر سب ضروری باتیں اسلام کی مذکورہوگئی ہیں۔ اب تواریخ محمدی اور تعلیم محمدی کے دیکھنے سے ناظرین کو معلوم ہوسکتا ہے کہ محمدی مذہب کے لئے اگرچہ ایک صورت تو ہے مگر اُس میں جان ہرگز نہیں ہے اس لئے وہ ایک مرُدہ دین سے یا ایک پتلا ہے جو آدمی نے بڑی کاریگری سے بنایامگر اُس میں جان نہ ڈال سکا۔

آدمیوں کے تجویز کئے ہوئے دین تو اس جہان میں بہت ہیں بلکہ سوائے دین عیسوی کے سارے ادیان آدمیوں سے ہیں اوراب بھی آدمی بناتا جارہا ہے پھربھی مطلوب ہے جو نہ انسان سے پر خدا سے ہے۔

محمدی لوگ دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہمارا دین خدا سے ہے کیونکہ حضرت محمد نے الہام کے دعویٰ سے اپنا دین جاری کیا ہے لیکن انصاف سے بولنا چاہیے کہ کیا کوئی دعویٰ بے دلیل دنیا میں کبھی اہل فکر لوگ قبول کرسکتےہیں البتہ بے فکر لوگ توکبھی کبھی مان لیا کرتے ہیں یا وہ لوگ جن کے فکر ناکارہ ہیں۔

ہم حضرت محمد کو بسروچشم قبول کرتے اگر ان کا دعویٰ حق دلیلوں سے ثابت ہوجاتا پر یہ تو محال ہے لیکن برعکس اس کے ان کے اقوال اورافعال سے یہ ظاہر ہواہے لیکن برعکس اس کے اُن کے اقوال اورافعال سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ ضروریہ دین خدا سے نہیں ہے مگر انسانی کی نفسانی خواہشوں اوراُسی کی عقل سے پیدا ہوا ہے۔

خدا نے آدمیوں میں یہ طاقت بخشی ہے کہ اگر وہ فکر کریں تو معلوم ہوسکتا ہے کہ کون کون چیزیں خدا کی بنائی ہوئی ہیں اورکون کون چیزیں انسانی عقل سے ایجاد ہیں اورکون کون چیزیں انسانی عقل سے ایجاد ہیں اورکون کون چیزیں نفسانی خواہشوں سے نکلی ہیں اورکون کون خیالات ورسوم

انسانی نادانی سے ہیں کیونکہ ہر چیز اپنے مخرج اور منبع کو آپ ظاہر کرتی ہے کہ کہاں سے ہے۔

تورایخ محمدی کے دیکھنے سے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ حضرت محمد عرب کے ایک بادشاہ تھے اوریہ منصب انہوں نے اپنی چالاکی اورہوشیاری اورحکمت عملی سے بوسیلہ دعویٰ نبوت اوربوسیلہ اُس ترکیب کے جو رنجیت سنگھ سے پنجاب میں ظاہر ہوئی تھی ملک عرب میں اچھا موقع پاکر حاصل کیا تھا اوربڑی کامیابی بھی حاصل کی تھی۔

ہاں اس کامیابی سے جو خدا کی معیت کا خیال اُن کی نسبت بعض مردم کے ذہن میں گذرتا ہے میں بھی اس کا قائل ہوں پر یہ ویسی ہی معیت تھی جیسی رنجیت سنگھ کے ساتھ بھی تھی اوردنیاوی آفتوں اورانتظاموں کے ساتھ دنیا کے شروع سے اب تک ہے پر وہ معیت الٰہی جو مخصوص ہے پیغمبروں کے ساتھ حضرت میں ہرگز پائی نہیں جاتی کیونکہ نہ تو خدا نے اُن کی تعلیم پر اپنی قدرت کے معجزوں سے مہر کی اورنہ اُن کی تعلیم میں وہ دانائی ظاہر ہوئی جو خدامیں ہے اس لئے اُن کی تعلیم سے روحوں کی تشنگی ہرگز نہیں بجھ سکتی ہے اوریہ بڑا ثبوت ہے کہ وہ خدا کے پیغمبر نہ تھے۔

اس کتاب کے پہلے باب میں ان عقیدوں پرسوچو جو حضرت محمد نے سکھلائے ہیں کیا اُن سے طالبِ حق کی روح اطمینان حاصل کرسکتی ہے وہاں توبعض باتیں ناواقفی کی ہیں اوربعض باتیں اوربعض وہ باتیں بھی ہیں جو خدا کے کلام سے سن کر حضرت نے سنائی ہیں۔

پھر دوسرے باب میں حضرت کی عبادات پر غورکرو وہ بھی انہیں تین قسم کی باتیں ہیں اوربنیاد اُن کے عبادات کی وہی پہلے باب کے عقائد ہیں پس کچی بنیاد پر کچا گھر بنانا ہے۔

علی ہذا القیاس حضرت کے معاملات بھی اُنہیں عقائد پر مبنی ہیں اوروہی تین قسم کی ہدائتیں وہاں پر بھی مذکور ہیں۔

پر قصص محمدیہ پر غورکرنے سے خوب ہی معلوم ہوگیا کہ محض ہوائی مذہب ہے دیکھو حضرت پیغمبروں کی تواریخ سے کہاں تک ناواقف ہیں عوام سے سن سن کر کس قدر غلط باتیں قرآن اور حدیث میں بھردی ہیں وہ کون ہے جو

بائبل مقدس کی تواریخ سے واقف ہوکر اس تواریخ کو جو حضرت محمد نے سنائی ہے قبول کرے گا اس تواریخ کا فقرہ فقرہ غلاطہ فاحشہ سے بھرا ہوا ہے جس زمانہ میں حضرت نے پیمغبروں کی یہ تواریخات سنا کر عرب کے ناواقف لوگوں کو اپنی طرف کھینچا اُس زمانہ میں رومن کیتھولک لوگوں نے خدا کے پاک کلام کو اُس کی زبان میں بندکر رکھا تھا وہ کہتے کہ جائز نہیں کہ سوا ء پادریوں کے خدا کے کلام کو لوگ پڑھیں اپنی زبان سے عوام کو کبھی کبھی کچھ سناتے تھے اوراُسکے ساتھ اپنی روائتیں بھی بتلاتے تھے سننے والے اور، اورکچھ اپنی طرف سے ملا کر مشہورکرتے تھے پس یہ باتیں مثل مثل افواہ کے اڑتی تھیں اُسی افواہ کو حضرت اپنی تاویلات سے اپنی نبوت کی بنیاد پر رکھ لیتے تھے ہاں کچھ کچھ ٹکڑے بائبل کے بعض عیسائیوں کے پاس موجود بھی تھے اوریہودیوں کے پاس پورا عہدعتیق بھی تھا اورحضرت نے اُس میں سے کچھ کچھ سنا بھی تھا پر یہودی بھی اپنی روائتیں بہت سناتےت ھے اورحضرت جو سننے والے تھے خود ان پڑھ تھے اس لئے کچھ کچھ درست سمجھا اورکچھ کچھ نادرست سمجھا خواہ اپنی غلطی سے خواہ اُن لوگوں کی روائتوں کی غلطی سے اس لئے حضرت کے سر میں پوری اورصحیح تواریخ پیغمبروں کی ہرگز حاصل نہیں ہوئی پیچھے علماء محمدیہ نے جب ان تواریخات کا تکلمہ عرب میں کرنا چاہا انہوں نے بھی صحیح بات کے دریافت کرنے کی کوشش نہیں کی مگر جوکچھ قرآن اورحدیث میں بیان ہوچکا اُسی کی تائید میں جہاں تک انہیں اُس ملک اوراُس عہد کی روائتیں ملیں انہوں نے جمع کرکے قرآن کی تفسیروں میں انبارلگادئیے اورعام مسلمانوں نے ان باتوں کو مستند سمجھ کریقین بھی کرلیا۔ لیکن اب کہ خدا کا کلام سورج کی طرح سے بلندی پر طالع ہوا تو ساری تاریکی ساری دنیا سے ہٹا تا ہے اوراس لئے محمدی دین کی روشنی بھی بجھ گئی ہے۔

اوریہ بات جو میں کہتاہوں کہ خدا کے کلام کی روشنی سے مذہب محمدی کی بھی روشنی جاتی رہی نہائت سچ بات ہے اورا سکے ثبوت کی سب دلیلیں چھوڑکر یہ کیا عمدہ دلیل ہے کہ بعض علماء محمدیہ یہ جو بڑے ہوشیارہیں اس وقت اسلام کی مرمت کے فکر میں بشدت سرگرم ہورہے ہیں اور تمام محمدی فقہ اصول او راحادیث اورتفسیروں وغیرہ کو

جوبارہ سوبرس سے مسلمانوں میں ایمان کا جزو اعظم تھا اب دور پھینکتے ہیں صرف قرآن کو ہاتھ میں لے کر اپنی عقل سے اُس کی کچھ اور ہی معنے بنانا چاہتے ہیں اور نئی قسم کی تفسیر محض عقل سے کرتے ہیں اور ایک بڑی الٹ پلٹ محمدی مذہب میں کرتے ہیں یہ اسی لئے ہے کہ اگلی روشنی اسلام کی دین عیسائی کے سامنے تاریک ہوگئی ہے اور انہیں اس سے نفرت آگئی ہے وہ نہیں چاہتے کہ توبہ کرکے سچے نور میں شامل ہوجائیں مگر اپنے اباء واجداد کی لکیر کے فقیر ہوکے اور اپنی عقل کو خدا سے زیادہ رہبر سمجھ کے چاہتے ہیں کہ قرآن پر اپنی عقل کی سونے کا ملعمہ چڑھادیں اوریوں قرآن کو بیش قیمت چیز ظاہر کریں پر یہ انہوت بات ہے اور انشااللہ کچھ عرصے کے بعد معلوم بھی ہوجائے گا کہ اس سے کیا نتیجہ نکلا۔

حاصلِ کلام آنکہ محمدی تعلیم محمد صاحب سے ہے نہ خدا سے اور محمد صاحب سے بھی اس طرح سے ہے کہ بعض باتیں اُن کی دانائی میں سے نکلی ہیں اور وہ دانائی اُسی درجہ کی ہے جو انسان کی عقل کا درجہ ہے۔

بعض باتیں حضرت کی خواہشوں میں سے ہیں اور یہ وہی خواہشیں ہیں جو ہر انسان میں ہیں۔

بعض حضرت کی ناواقفی میں سے ہیں اور یہ ناواقفی وہی ناواقفی ہے جو سب ان پڑھ اور امی اور مہذب شہروں سے ذرا دور کے باشندے رکھتے ہیں۔

اور بعض باتیں سماعی ہیں خواہ درست طور سے سنیں خواہ غلط طور سے۔

خدا کے کلام میں ان باتوں کے خلاف کچھ اور ہی خوبیاں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

کہ یہ معجموعہ نہ کسی ایک آدمی کے ہاتھ سے مگر تمام انبیاء سے ہے اور تمام مقدسین کا متفق علیہ ہے اور سب پیغمبروں کی کتابیں اس میں شامل ہیں اس کے ساتھ جب ہمارا دلی اتفاق ہوتا ہے تو تمام مجموعہ انبیاء کے ساتھ ہم ہوجاتے ہیں وہ کون دور اندیش آدمی ہے جو سلسلہء انبیاء کو چھوڑکر محمد صاحب کی خطرناک چال میں اُن کے ساتھ چلیگا۔

خدا نے آپ اس کلام کا ثبوت متعدد گواہوں سے دیا ہے یعنی رسولوں اورنبیوں کے معجزات اورپیشینگوئیاں جن سے وہ کلام بھرپور ہے یہ خدا کی طرف سے اس کا ثبوت کامل ہے۔

خدا کی ذات اورصفات اوراُس کی ساری خدائی کی شان شوکت جوانسانی فہم سے بالا ہے صرف اسی کلام میں ہے۔

خدا کی ذات کا وہ بیان جو صرف اُسی کو لائق ہے اوراُس کے ارادے اوراُس کے عجیب انتظام اوراُس کی مرضی انسان کی نسبت جیسے اس کلام میں بیان ہے ساری زمین پر کبھی کسی انسان میں طاقت نہیں ہوئی کہ ایسا بیان کرسکے سارا قرآن او رسب احادیث محمدیہ اس معاملہ میں ہرگز اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

پھراس کلام کاکچھ مغزبھی ہے جس کواس کلام کی جان کہنا چاہیے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی زندگی آدمیوں میں بوسیلہ سیدنا مسیح کے داخل کرتاہے اوریوں وہ بچ جاتے ہیں اوراسی ہماری زندگی میں جواب ہم میں موجود ہے خدا کی زندگی ہمارے شامل حال ہوجاتی ہے ۔ اورہماری روحوں کے پاک اقتضا سب کے سب پورے ہوتےہیں۔سارے کلام کی سب تواریخات اورسب ہدائتیں اورتمام رسوم وانتظام ایک ہی مطلب پر مبنی ہیں کہ نجات صرف سیدنا مسیح سے ہے۔ حضرت نے مطلق اس کلام کو نہیں سمجھا اگر خدا حضرت کا ہادی تھا توکیا وہ بھی اس مطلب کو نہ سمجھا تھا اوراگرسمجھا تھا اوریہ منشا کلام کا جو ہم سمجھتے ہیں اُس کے خیال میں درست نہ تھا اس کے دلائل وہ پیش کرتاہے اورچاہیے تھا کہ وہ دلائل ابطالیہ ہمارے دلائیل اثباتیہ کے سامنے کافی ہوتے مگر قرآن کا مصنف توہمارے دلائل اثباتیہ ہی کونہیں سمجھا یہ خدا سے بعید ہے۔

حضرت محمد کو کلامِ الہیٰ کا منشا سمجھنا توبہت مشکل تھا مگر موٹی باتوں کوبھی درست نہیں سمجھا ہے مریم موسیٰ کی بہن کو حضرت عیسیٰ کی ماں بتلادیا ہے اوریوحنا اصطباغی کے باپ ذکریا کو اوراُس ذکریا کو جو نبی تھا ایک ہی آدمی سمجھ لیا ہے اورہیرودیس وہیردویا عورت کو جنہوں نے یوحنا کاسر کاٹا تھا اخیاب وایزبل بتلایا ہے اورعجیب بے سروپا قصے سناتے ہیں اگر کوئی آدمی مسلمان ہونا چاہے تو

ضرور ہے کہ وہ ان سب محض غلط باتوں پر ایمان لائے کہ یہ سچ باتیں ہیں ورنہ مسلمان نہیں ہوسکتا اوراسی طرح ہزارہا غلط باتیں چاہے کہ دل میں بھرے بھائیو انصاف سے کہو کہ ہم معذور ہیں یا نہیں ہمارا عذر محمدی مذہب کی نسبت حق ہے یا نہیں اوراپنی حالت پر بھی فکرکرو۔

جب تک آدمی فضل اور سچائی سے جو سیدنا مسیح سے پہنچی ہے نہ بھر جائے وہ حیات ابدی کا منہ نہ دیکھیگا۔

سلام عماد الدین لاہز

تمام شد